برقِ آسمانی

بر

فتنۂ شیطانی

حضرت علامہ
مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

البرھان پبلی کیشنز

یا اللہ جل جلالہٗ ۷۸۶/۹۲ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیاء کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

نام نہاد مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی کے ابلیسی افتراءت
و شیطانی خرافات کا مدلل و مسکت جواب

برق آسمانی
بر
فتنۂ شیطانی

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش اور دعوت غور و فکر

از فاتح نجدیت قاطع دیوبندیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

الرھان پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین

وعلیٰ آلک واصحابک یا سید المرسلین

نام کتاب	برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی
مصنف	علمبردارِ مسلک اعلیٰ حضرت ضیغم اہلسنت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی
ضخامت	۲۰۸ صفحات
ناشر (طبع اوّل)	مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال
اشاعت حاضرہ	۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ ہجری قدسی/اپریل ۲۰۰۳ء
ناشر	البرہان پبلیکیشنز، لاہور
زیر اہتمام	محمد سلیم جلالی قادری
ہدیہ	

﴿ملنے کا پتہ﴾

☆ ناظم اعلیٰ بزمِ رضویہ، ۳۷/۱۴ اداتا نگر بادامی باغ، لاہور

☆ مکتبۂ اعلیٰ حضرت، گنج بخش روڈ، لاہور ☆ سُنی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

☆ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

☆ مکتبۂ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی ☆ مکتبہ انوارِ رضا، مقام رضا، مدینہ ٹاؤن میلسی

☆ مکتبۂ اہل سُنت (انجمن انوار القادریہ) برائٹ کارنر دوکان نمبر ۹ سبزی منڈی، کراچی

☆ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم، کڈھالہ (مجاہدہ آباد)، ضلع بھمبر، آزاد کشمیر براستہ گجرات

☆ رضا اکیڈمی ۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی نمبر ۳

فہرست

عرضِ ناشر

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام است

اس وقت عالم اسلام کو ایک مکمل اتّحاد اور پاکستان کو بالخصوص قومی یکجہتی کی شدید ضرورت واشدّ حاجت ہے اس لئے کہ عدم اتّحاد کے باعث عالم اسلام کو متعدد سنگین مسائل و مشکلات کا سامنا ہے اور یہود و ہنود بر سر پیکار ہیں۔ مسئلہ فلسطین و کشمیر وغیرہ ہر دردمند باغیرت مسلمان کے لیے ایک چیلنج ہے ایسے نازک دور میں چاہیئے تو یہ تھا اسلام کے پیروکار اور مسلمانی کے دعویدار اپنی جملہ مساعی عالم اسلام کے اتّحاد کے لئے وقف کر دیتے اور ہمارے ارباب قلم عالم اسلام کے اتّحاد و اپنے مسائل کے حل اور ان کی ضرورت واہمیت کے موضوع پر لکھتے اور برادر اسلامی ممالک میں بولی جانے والی زبانوں میں ایک دوسرے کی تصانیف و تالیفات کے ترجمے ہوتے لیکن گذشتہ چند سالوں سے ہم دیکھ رہے کہ برصغیر پاک و ہند میں سرکار برٹش کے قدیم وفادار علماء کا گروہ متحدہ ہند میں کانگریس کی ذیلی تنظیم جمعیت العلماء ہند کے قدیم و جدید وابستگان نئے رنگ و روپ میں اختلاف و انتشار کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں مغربی و فرنگی تہذیب کا سیلاب تیزی سے نئی نسل کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صدر دیوبند حسین احمد کی معنوی اولاد جنہوں نے کبھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ یہاں قرآن و سنت کی بجائے "تقویت الایمان" کے قوانین کے نفاذ و تبلیغ کے لئے جہد مسلسل کر رہی ہے۔ قومی اتّحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بکثرت کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہے اور نظریہ پاکستان کے حامل علماء کو بدنام کرنے کے لئے الزامات کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے علماء اہل سنت کی عظیم خدمات تحریک پاکستان کا ایک روشن باب

ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کے اوّلین معماروں (علماء اہل سنت) کے خلاف الزام تراشی پاکستان کے بنیادی نظریہ پر ایک ضرب ہے اس لئے ہم نہ صرف اپنے مسلک کے دفاع بلکہ قومی اتحاد اور نظریہ پاکستان کی بنیاد کے تحفظ کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس وقت ایک ایسی کتاب کا جواب پیش کر رہے ہیں جس میں نہایت بے ہودگی کے ساتھ اکابر علماء اہلسنت پر جی بھر کر الزام تراشی کی گئی تھی اور ملک کے طول و عرض سے اس پُر مغالطہ کتاب کے جواب کے لئے مسلسل اصرار ہو رہا تھا۔

ہم اپنے محترم فاضل مصنف مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی بریلوی مدظلہ کے نہایت شکر گزار ہیں جنہوں نے نہایت دیانتداری کے ساتھ حقائق کو منظر عام پر لانے میں ایک ذمہ دار مصنف کا کردار ادا کیا، اور اس کتاب کا تحقیقی تجزیہ کرتے ہوئے مدلل و مسکت جواب دیتے اور اپنا یہ گراں قدر شاہکار مکتبہ فریدیہ ساہیوال کو عنایت فرمایا۔

ہم تحدیث نعمت کے طور پر یہ بات کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالےٰ نے مولانا موصوف مصنف کتاب ہذا کو ردّ وہابیہ دیابنہ کا جو ملکہ تام بخشا ہے اور وہابیت کے نشیب و فراز سے جس طرح انہیں آگاہی ہے وہ اعلحضرت امام اہل سنّت مجدّد دین و ملت الامام احمد رضا خانصاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز اور مصنف کے مرشد برحق شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیث مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ المنان کا روحانی فیض اور خاص نگاہ کرم ہے۔

وہابیت نے مختلف ادوار میں نت نئے رنگ بدلے اور حسین سے حسین تر سائین بورڈ سجائے اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے جعلسازیوں کے جال پھیلائے۔ وہابیت کبھی نجدیت کے روپ میں ظاہر ہوئی، تو کبھی حنفیت کا رنگ اختیار کیا۔ کبھی غیر مقلدیت کا روپ دھارا تو کبھی مودودیت کا مکھوٹا اپنایا۔ مسلمانان برصغیر کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے اور مسلمانوں کو ٹکریوں میں باٹنے کے لئے جمعیت العلماء ہند، جمعیت العلماء اسلام۔ اور پھر

جمعیت العلماء اسلام کے مختلف دھڑے جمعیت العلماء اسلام ہزاروی گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام تھانوی گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام محمود گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام حقیقی قاسمی گروپ وغیرہ وغیرہ۔ اور احرار اسلام۔ مجلس تحفظ ختم نبوت۔ تنظیم اہل سنت اور تبلیغی جماعت اس سے علاوہ ہیں۔ ایک التبلیغی فرقہ کی اس قدر جماعتوں کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کو اپنے سچے دین قدیم مذہب اہل سنت و جماعت سے برگشتہ کر کے وہابیت کی طرف مائل کیا جائے اس لئے زہر کو مختلف رنگوں کی مختلف برتنوں میں مختلف لیبلوں سے پیش کیا گیا۔ ایک ہی فرقہ کی اتنی جماعتوں کا بیک وقت پروان چڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ سرکار برٹش کا ان پر خاص کرم رہا ہے جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے اور قومی اتحاد میں رخنہ ڈالنے کے لئے حال ہی میں "سیف رحمانی" کا بم بھی پھینکا گیا۔ اور حیرت ہے کہ وہابیت کے پاکستانی مرکز ربوہ کی "ر" کے رفیق رائے ونڈ میں بظاہر صلح کل تبلیغی وہابیوں نے اپنے حالیہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اس کتاب کی اشاعت کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جگہ جگہ اس کی اشاعت کیلئے اسٹال لگائے اور مبلغین کی جو ٹکڑیاں ملک کے مختلف حصوں میں وہابیت کا بیج بوتی پھر رہی ہیں ان کو بطور خاص "سیف رحمانی" دی گئی اسلیئے ہمیں واقف اسرار و رموز وہابیت کاشفِ کو الف دیوبندیت مجاہد اہلسنت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی مدظلہ کا یہ مدلل و مسکت تحقیقی جواب شائع کرنا پڑا اور انشاء اللہ العزیز یہ جواب اس دور میں چھپنے والی بہت سی دیوبندی وہابی کتب کو محیط ہو گا۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ حق پر استقامت بخشے اور ضد و عناد سے بچائے اور اعداء دین کو شر سے خیر کی طرف لائے قومی اتحاد کا خواب درخشندہ تعبیر ہو۔ آمین

فقیر ابوالعطاء حافظ نعمت علی چشتی سیالوی
مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

۷۸۶

اِنتساب

دُنیائے اسلام کے اُس بطل جلیل کے نام

جس نے مسلمانانِ برصغیر کو اُن بی توحید کے فرزندوں کے نام نہاد فسادی کفر و شرک سے نجات دلا کر حقیقی ایمان و اسلام کی حلاوت اور عشقِ رسالت سے آشنا کیا۔

جن کی تاریخ ساز و ناقابلِ فراموش عظیم خدماتِ دینیہ کے باعث ہزاروں مدارسِ دینیہ و مشائخ کرام کے آستانہ جات آباد ہیں جن کو عرب و عجم میں ضیاء الدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور شرق و غرب کے علماء و مشائخ امام اہلِ سنت مجددِ دین و ملت اعلیٰحضرت مولانا شاہ الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آداب و القاب اور کیف و سرور سے بھرپور نام گرامی سے یاد کرتے ہیں

جن کی ضرباتِ قاہرہ سے برٹش و کانگریسی علماء تڑپ اور بلک رہے ہیں اور تا قیامِ قیامت سسکتے رہیں گے۔ اور یہ کہنا حق ہے

؎ گردنوں پہ دشمنانِ دین کی
تیرا خنجر چل گیا احمد رضا

محمد حسن علی رضوی بریلوی خادم حنفیہ غوثیہ انوارِ رضا میلسی

۷۸۶
۹۲

سببِ تالیف

اِس دَور میں شرپسندی و فتنہ پروری سستی شہرت حاصل کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہے جو بھی دو ٹکے کا مُلّاں اپنی دوکان چمکانا چاہتا ہے کوئی شرانگیز و پُرفتن کتابچہ لکھ مارتا ہے اور پھر نظریۂ پاکستان کے اُن باغی علماء کا تو کہنا ہی کیا جن کی جڑیں کانگریس کے مرکز اور نظریۂ پاکستان کے مخالفین کے گڑھ مدرسہ دیوبند میں ہیں اور شاخیں پاکستان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ اہل پاکستان کی بد قسمتی کہ قائدِ اعظم کو "کافرِ اعظم" کہنے والے حسین احمد اجودھیا باشی کی معنوی اولاد آج پاکستان میں بے شرمی و ہٹ دھرمی سے اس کانگریسی ایجنٹ کو "شیخ العرب والعجم" منوانا چاہتی ہے اور سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسے علماء ربانین جو برصغیر میں دو قومی نظریہ کے اولین معمار ہیں اُن کی ذوات قدسیہ پر رکیک و ذلیل حملے ہوتے ہیں۔ گذشتہ دنوں "دھماکہ۔ سیف حقانی۔ سوانح اعلیٰحضرت۔ سیف رحمانی" جیسی متعدد شرانگیز کتب اس کانگریسی ٹولہ کی طرف سے شائع ہوئیں۔ تعجب و حیرت ہے کہ حکومت نے بھی ان کانگریسی کٹھ پتلیوں کے منہ میں لگام نہ دیا۔

اس لئے مجبوراً ہمیں قلم اُٹھا کر اس شیطانی فتنہ کی اعتقادی مذہبی و سیاسی بداعمالیوں کا طلسم توڑنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ اہل پاکستان کو ہر فتنہ و شر سے نجات دے اور اندرونی و بیرونی سازشوں سے مملکت خداداد پاکستان کو دائمی و ابدی تحفظ عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد حسن علی رضوی بریلوی
مہتمم مدرسہ انوار رضا میلسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

حرفِ اوّل

دیوبندی وہابی جہالت کی ایک نئی دستاویز "سیفِ رحمانی علیٰ حق رضاخانی" کے نام سے منظرِ عام پر آئی ہے۔ جو کسی مولوی یوسف رحمانی کا جہالت افروز "تحقیقی شاہکار" ہے۔

اس کے رد میں زیرِ نظر رسالہ تحریر کرنے کی چنداں ضرورت تو نہ تھی لیکن چونکہ "سیفِ شیطانی" (نام نہاد "سیفِ رحمانی") کے آخر میں مولوی محمد شریف کشمیری صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان اور مشہور دیوبندی مبلغ و مناظر اور بزعمِ خود شیخ القرآن مولوی غلام خاں راولپنڈی کی تقریظ ہے۔ اور صفحہ ۱ کے مقدمہ میں جاہل و مجہول مصنف نے اعتراف کیا ہے کہ اس کا یہ کتابچہ اس کے "استاذِ مکرم حضرت مولانا محمد عبدالستار صاحب لائلپوری کی نظرِ شفقت اور حوصلہ افزائی" سے معرضِ وجود میں آیا ہے ورنہ مجھ (یوسف رحمانی) جیسا بے بضاعت انسان کیا کر سکتا تھا۔"

لہٰذا اس کتابچہ کی تمام تر یا زیادہ تر ذمہ داری مولوی محمد شریف و مولوی غلام خاں اور مولوی عبدالستار صاحب لائلپوری پر پڑتی ہے۔ اسی لئے ہم اس کے جواب کے لئے قلم اٹھا کر دیوبندی جہالت و حماقت اور پیشہ ورانہ خیانت کا راز طشت از بام کر رہے ہیں۔ ورنہ ہم نہیں جانتے مولوی یوسف رحمانی کون ہے اور کیا ہے۔

"سیفِ شیطانی" کے نام نہاد مصنف نے اپنے آبائی وطیرہ کو اپناتے ہوئے نہ صرف الزام تراشی، بہتان طرازیوں بے تکی و بے ڈھنگی خرافات کا ارتکاب کیا ہے بلکہ شدید ترین لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ حتیٰ کہ اردو الفاظ کے استعمال کا شعور اور تمیز بھی اس جاہل مطلق کو نہیں ہے۔

رسالہ "تکفیری افسانہ" کے نعرۂ حق کی گونج سے دیوبند وجد و لرزہ براندام ہیں۔ یہ رسالہ ۱۹۶۱ء سے آج تک متعدد بار ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔ ایک ایک شہر میں ہزار ہزار کاپیاں تک گئیں۔ عوام و خواص میں مقبول ہوا۔

الغرض اہلِ نظر و اربابِ بصیرت معترف ہیں کہ اس کتابچہ "اکابرِ دیوبند کے تکفیری افسانہ" نے دیوبندیوں کو کہیں راہِ فرار نہ چھوڑی۔ اہلِ علم و سنجیدہ طبقہ میں یہ رسالہ جس قدر مقبول ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ ماہنامہ "نوری کرن" بریلی شریف و ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی شریف اور "رسالک" راولپنڈی۔ "رضوان" و "سوادِ اعظم" لاہور جیسے معروف رسائل و جرائد نے اس کے مدلل مضامین کو قسط وار

شائع کیا۔ اور متعدد اکابر و اصاغر دیوبند کو بذریعہ رجسٹری یہ رسالہ ارسال کیا گیا اور پیہم جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن ۱۹۶۱ء سے آج ۱۹۷۶ء تک یہ رسالہ لاجواب ہے اور انشاء اللہ العزیز تاقیام قیامت لاجواب رہے گا۔ کیونکہ ؎

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

۴۸ تضادات

یوسف رحمانی کا نام نہاد جواب اس کی نادانی اور بے ایمانی پر دلالت کرتا ہے اہل نظر سے یہ حقیقت مخفی نہیں اور جن لوگوں نے "تکفیری افسانہ" کو ملاحظہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ۴۸ صفحات کے اس مختصر رسالہ میں تقریباً ۴۸ بند ہیں جن میں دیوبندی وہابی اکابر کی کتب سے بلا تبصرہ و تصرف نہ صرف ۴۸ تضاد بلکہ ۴۸ کفریات ثابت کئے گئے ہیں۔ ہر عقیدہ و فتویٰ کا مستند حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ "سیف شیطانی" اس کا برائے نام بھی جواب نہیں بلکہ "تکفیری افسانہ" کی حقانیت و صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی یوسف رحمانی نے مصنف و مناظر بننے کے شوق میں اپنی دیوبندیت کی ننھی سی جان پر چھری پھیر دی۔ مولوی یوسف رحمانی کا اپنے رسالہ کو "تکفیری افسانہ" کا جواب کہنا اس کی بے شرمی اور ہٹ دھرمی اور اپنی دیوبندی قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

یوسف رحمانی کی بے بسی و بے کسی تو یہیں سے آشکار ہے کہ اس نے "تکفیری افسانہ" میں اہل دیوبند کے تقریباً ۴۸ تضادات و کفریات میں سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر صرف پانچ بندوں کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور صرف ایک بند پر اپنے مخصوص خرافاتی انداز میں جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ اب اور کوئی نہیں خود مصنف "سیف شیطانی" کے مؤیدین مولوی محمد شریف کشمیری۔ مولوی غلام خاں۔ مولوی عبدالستار خود بتائیں کہ کیا صـ۹۳ تا صـ۹۸ بعنوان ملاں محمد حسن علی الرضوی کا دجل۔ دوسرا دجل۔ تیسرا دجل۔ چوتھا دجل۔ پانچواں دجل لکھ دینے سے "تکفیری افسانہ" کا جواب ہو گیا اور جھیل کا وہ کانٹا جو دیوبندیت کے گلے میں پندرہ سولہ سال سے پھنسا ہوا تھا باہر آگیا؟ مصنف "سیف شیطانی" کو حق تھا کہ جس طرح ہم نے دیوبندی تضادات سے ان کے کفریات ثابت کئے۔ اسی طرح وہ بھی ہمارے اکابر کے تضادات ثابت کرتا۔ لیکن دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے وہ اپنے اکابر پر سے کفر و تضاد کا بوجھ اٹھاتا اور برائے نام پانچ نہیں بلکہ ایک ایک کر کے ہمارے جملہ ۴۸ دلائل کا جواب دیتا۔ بقائمی ہوش و حواس کون ہے وہ جو "سیف رحمانی" کو "تکفیری افسانہ" کا جواب تسلیم کرے گا۔

دجل کس کا

پھر اس میں فقیر کا کیا قصور ہے جو ہمارے ذمہ دجل کی سُرخیاں لگا کر اپنی خبیث رُوح کو تسکین پہنچائی۔ فقیر راقم الحروف تو صرف ناقل ہے۔ عبارات کی نقل میں میرا اپنا ذاتی کوئی دخل یا تصرّف نہیں اگر مصنف سیفِ شیطانی کو یہ پانچ دجل معلوم ہوئے ہیں تو یہ اس کے اپنے ہی اکابر کے دجل ہیں جنہوں نے ایسی ہیرا پھیری کی ہے۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ لکھ مارا ہے۔ اور جن پانچ بندوں کا نام نہاد جواب دیا گیا وہ ہمیں نہیں اپنے اکابر کو دیا گیا ہے ہمیں نہیں اُن کو جھٹلایا گیا ہم تو صرف ناقل ہیں۔ ہمیں مکفرِ اعظم یا ہماری نقل کو دجل کہنے کا سوال تو جب پیدا ہوتا جب ہم نے خود اپنی طرف سے کوئی کفر کا فتویٰ دیا ہوتا۔ مکفر و دجال اگر کوئی ہے تو اس کے اپنے اکابر ہیں اور ہم تو پہلے لکھ چکے تھے کہ سے

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

اعلیحضرت سے بغض کیوں؟

نیز تکفیری افسانہ کا مرتب تو فقیر راقم الحروف ہے۔ امام اہلِ سُنّت مجدد دین وملّت اعلیحضرت عظیم البرکت ممدوح علماء عرب وعجم مولانا امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء و مشائخ اہلِ سنّت کے خلاف خرافات و بدزبانی کا مظاہرہ کرنے کا کیا مقصد؟ کیا اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہی قصور ہے کہ آپ نے شان الوہیت وعظمت رسالت کا تحفظ فرمایا اور دیوبندیوں کے عقائد بدو باطل اور شدید ترین گستاخیوں کے خلاف کلمۂ حق بلند فرما کر بارگاہِ ربّ العزت و دربارِ رسالت کا ادب سکھایا۔

بتایا جائے اعلیحضرت فاضل بریلوی کا کیا جرم ہے۔ کہ بندگانِ دیوبند ایک عاشق صادق، عالم ربانی و مخلص رہنمائے ملت کے خلاف بازاری انداز میں دروغ گوئی و بدزبانی کا مظاہرہ کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کرتے ہیں۔ کیا ایسی بازاری خرافات و کذب بیانیوں و دشنام طرازیوں سے رضا کے نیزہ کی مار کا جواب ہو جائے گا؟ کیا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرباتِ قاہرہ کے زخم ہلکے پڑ جائیں گے؟ امام اہلِ سنّت نے جن جن گستاخوں بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ و نظریاتِ فاسدہ کا دامن چاک کیا ہے اس کی پیوندکاری ہو سکے گی؟

اظہارِ اختلاف علمی سطح پر متانت و سنجیدگی سے بھی ہو سکتا ہے مگر جن کے پاس دلائل کی قوت نہ ہو ان کا زیادہ تر انحصار بوکھلاہٹ و غلیظ اندازِ گفتگو پر ہی ہوتا ہے جس کا "سیفِ شیطانی" ایک واضح ثبوت ہے۔

مجھ پر مقدمہ چلاؤ

ہم اکابر واصاغر دیوبند کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُن کے اکابر کی عبارات میں کاٹ چھانٹ یا کتر بیونت کی ہے یا بے موقع وبے محل نقل کی ہیں۔ یا اس نوع کی کوئی اور جعلسازی کی ہے تو وہ ہم پر مقدمہ چلائیں اور ہم سے ثبوت لیں۔ محض "بجواب تکفیری افسانہ" لکھ دینے سے جواب نہیں ہو جاتا۔

مبلغِ علم

ہر ذی علم و باشعور اور ہوشمند قاری جو "سیفِ شیطانی" کو ملاحظہ کرے گا وہ لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ ذلیل کتاب محض سستی شہرت حاصل کرنے اور دیوبندیت میں اپنی دوکان چمکانے کے لئے پاگل پن کے عالم میں جہالت وحماقت کے جنون کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ جس کی نہ ترتیب صحیح ہے نہ الفاظ ومحاورات کی بندش درست ہے۔ اور نام نہاد دلائل کا زیادہ تر دارومدار ہفت روزہ "چٹان" اور ہفت روزہ "پاکستانی" کے پرانے حوالوں پر ہے جن کی اسی زمانہ میں تردید ہوتی رہی تھی۔

نام نہاد یوسف رحمانی کے علم وتحقیق کا بھانڈا تو اسی سے پھوٹ جاتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے ایک فتویٰ کا حوالہ "ارشاد الطالبین" صفحہ ۲ سے نقل کرتے وقت لکھتا ہے "منقول از چٹان ۱۱ مارچ ۱۹۶۳ء" یہ ہے دیوبندی نام نہاد مناظر اسلام کی استعداد و قابلیت کہ وہ کسی مسئلہ کے حوالہ و ثبوت کے لئے بھی "چٹان" جیسے عامی ہفت روزہ کا محتاج ہے۔ "ارشاد الطالبین" سے براہ راست حوالہ نقل کرنا اس کے بس کا روگ نہیں۔

تسمیہ کی بات

اور اندھے پن کا یہ عالم ہے کہ باوجود اس کے کہ "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" کے ٹائیٹل کے صفحہ پر چاند میں واضح طور پر اللہ اکبر لکھا ہے اور صفحہ اول پر ابتداء ۷۸۶/۹۲ اور آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے کی گئی ہے لیکن نام نہاد رحمانی اپنی "سیفِ شیطانی" کے صفحہ ۱۰ کے مقدمہ کے تحت لکھتا ہے "تکفیری افسانہ کے ابتداء میں نہ تسمیہ ہے اور نہ ہی حمد وصلوٰۃ ..... حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کام بسم اللہ یا الحمد للہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت اور خسارے میں ڈالتا ہے بلکہ شیطان اس میں شریک ہوتا ہے۔"
اندھے کذاب کو نہ ۷۸۶/۹۲ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰) نظر آئی اور نہ آیۂ کریمہ۔ یہ ہے اندھے رشید کا حق نیابت کہ کچھ نہیں سوجھتا ؎

بے حیاؤں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کے بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

یہ صحیح ہے کہ جس کام میں بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے۔ شیطان شامل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے

کر دیو بندی شیخ القرآن طاقن غلام خاں نے اپنی تقریظ صـ۱۴۲ کی ابتداء میں کہیں بسم اللہ نہیں لکھی اور یقیناً ان کی تقریظ میں شیطان شریک ہے اور کیوں نہ ہو وہی ان کا حقیقی رہنما ہے اور شیخ نجدی کا لغوی معنی بھی شیطان ہے۔ ملاحظہ ہو فیروز اللغات" اور شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب امام الوہابیہ رشید گنگوہی کے نزدیک عامل بالحدیث ہے اور اس کے عقائد عمدہ ہیں (فتاویٰ رشیدیہ)۔

شیطانی لذت

یاد رہے جس طرح شیطان بغیر بسم اللہ کے ہر کام میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے اسی طرح یہ بات بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا رہا ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ مصنف "سیف شیطانی" نے یہ جھوٹ بولا اور سینہ زوری کے ساتھ ہم پر افتراء کیا کہ ہم نے "تکفیری افسانہ" کی ابتدا میں بسم اللہ شریف نہیں لکھی حالانکہ بسم اللہ موجود ہے اللہ اکبر موجود ہے اور نمایاں طور پر لکھا ہوا ہے۔

جب مصنف "سیف شیطانی" نے جھوٹ بولا کہ ہم نے بسم اللہ نہیں لکھی تو شیطان نے اس کے لبوں پر شہد لگایا اور پھر یہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا گیا جن کی نقاب کشائی ان شاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں مفصل ہوگی۔

مکفر کون

ارباب بصیرت سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ "اکابر دیو بند کا تکفیری افسانہ" کی اشاعت کا مقصد ہی صرف یہ تھا کہ علمائے اہل سنت پر سے اس ناپاک الزام کا دفعیہ کیا جائے کہ وہ معاذ اللہ بات بات پر بلاوجہ مسلمانوں کو کافر بتلاتے ہیں اور تکفیر کا شغل رکھتے ہیں۔ حالانکہ جاننے کی حد تک سب جانتے ہیں اور اہل علم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ علماء اہل سنت بلا وجہ اور بات بات پر کسی کی تکفیر نہیں فرماتے اور اس باب میں شرعی ضابطوں کو مکمل طور پر مدنظر رکھتے ہیں۔ اگر کوئی توہین نہ کرے تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہ ہو گر دنیا جانتی ہے کہ اہل دیو بند نے "تحذیر الناس" "براہین قاطعہ" "حفظ الایمان" "فتاویٰ رشیدیہ" "تقویۃ الایمان" "صراط مستقیم" جیسی گستاخانہ و رسوا زمانہ ناپاک کتب شائع کیں جن میں اللہ عزوجل اور انبیاء و رسل علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں جی بھر کر گستاخیاں۔ بے ادبیاں کیں تو علماء اہل سنت نے ایسے عقائد باطلہ کو کفر بتایا۔ اگر اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں توہین و تنقیص بھی کفر نہیں تو پھر آخر کفر کس چیز کا نام ہے؟ ہم نے "تکفیری افسانہ" میں بحوالہ کتب دیابنہ یہ ثابت کیا کہ جن عقائد و نظریات کو علماء اہل سنت کفر قرار دیتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح خود اکابر دیو بند کے قلم سے بھی کفر ثابت ہوتے ہیں نیز دیو بندی

علمارِ تکفیر کا ایسا پُرجوش شغل اختیار کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنوں کو بھی مُعاف نہیں کرتے انہیں حکم کُفر لگانے میں کوئی باک نہیں بات بات پر کفر و شرک کے فتاوی صادر کرنا آپ کے اپنے اکابر کا پیشہ ہے کفر کی مشین بریلی شریف نہیں دیوبند میں لگی ہوئی ہے۔

"تکفیری افسانہ"

تو آپ کے اپنے اکابر کے فتاوی کفر و شرک وارتداد کا مجموعہ ہے اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں اس مجموعہ میں مصنف "تکفیری افسانہ" یا میرے حضور امام اہل سُنّت مجدد دین و ملت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فتویٰ یا عبارت نہیں ہے۔ ہم نے "تکفیری افسانہ" کے ص۳ پر عام چیلنج بھی کیا تھا کہ "حوالہ غلط یا حوالوں میں کتر بیونت ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ عدم ادائیگی کی صُورت میں یہ -/۵۰۰ روپیہ بذریعہ عدالت مقدمہ کرکے بھی وصول کیا جا سکتا ہے" لیکن مصنف "سیف شیطانی" یُوسف رحمانی غلام خانی میں حوالہ غلط ثابت کرنے یا جوڑ توڑ ثابت کرنے کی تو جرأت نہ ہوئی اور نہایت بے شرمی دھٹ دھری سے ص۲ پر لکھ دیا کہ "چند مہینے ہوئے میلسی کے بریلویوں کی طرف سے ایک پمفلٹ مُسمّیٰ بہ "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" شائع ہوا۔ اور نظر سے گزرا جس میں علماء دیوبند اہل سُنّت والجماعت کو کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے الخ" حالانکہ ہم نے اپنی طرف سے قطعاً کوئی کفر کا فتویٰ "تکفیری افسانہ" میں شائع نہیں کیا محولہ بالا عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا" دیوبندی وہابی جھوٹ بولنے میں خصوصی ٹریننگ رکھتے ہیں۔ "تکفیری افسانہ" کم و بیش پندرہ سولہ سال سے چھپ رہا ہے۔ یہ کتابچہ چند مہینے ہوئے ہیں۔

غلام خاں کا تھپیڑ

مگر اس کے ساتھ ہی اس کا استاد ملّاں غلام خاں اپنی ص۱۱۲ کی تقریظ میں اس کے منہ پر زنانے دار تھپیڑ لگاتا ہے کہ "مجھے جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ میں لودھراں کی تحصیل بغرض تبلیغ حاضری کا اتفاق ہوا تو اکابرین علماء دیوبند کے خلاف ایک رسالہ محمد حسن علی۔ میلسی کے چند مقامات دیکھنے کا موقع ملا"......

جھوٹا کون ہے؟

اب ملّاں غلام خاں راولپنڈی کی تقریظ کو دیکھا جائے تو کہتی ہے "تکفیری افسانہ" ۱۳۸۸ھ سے ان کے علم میں ہے لیکن مصنف "سیف شیطانی" اپنے آبائی پیشہ کے مطابق دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا اور حقیقت پر پردہ ڈالتا ہوا لکھتا ہے کہ "چند مہینے ہوئے تکفیری افسانہ شائع ہوا ہے"۔ ثابت ہوا۔ ان دونوں میں ایک جھوٹا ضرور ہے۔ اور یہ جھوٹ پر جھوٹ کیوں بولا جا رہا ہے وجہ صرف یہ جیسا کہ ہم چند ورق پہلے عرض کر چکے ہیں کہ "حدیث شریف" میں ہے "جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا دیتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے"۔

تو مصنف "سیف شیطانی" نے ہم پر "تکفیری افسانہ" کی ابتداء میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کا بہتان باندھ کر جھوٹ بولا شیطان نے اس کے اور اس کے شیخ القرآن کے لبوں پر شہد لگایا اور اب یہ جھوٹ پر جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ہم ثابت کریں گے کتاب کے خاتمہ تک دیدہ دلیری اور سینہ زوری سے جھوٹ بولے گا اور یہ جھوٹ کیوں نہ بولے۔ ان کے مذہب نامہذب میں تو معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے۔ "فتاوی رشیدیہ" "براہین قاطعہ"۔

کانگرسی کون؟

کالے کو کالا کہا جائے تو وہ چڑ تا ہے۔ حقیقت کا منہ چڑانا دیوبندی ملاؤں کی قدیم روایات میں سے ایک روایت ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی (سابق وزیر تعلیم بھارت)۔ مولوی حسین احمد کانگرسی مدنی صدر مدرس دیوبند۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ امیر شریعت دیوبندیہ عطاء اللہ بخاری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی وغیرہم کانگرس کے ایجنٹ ہندوؤں کے دریوزہ گر و دست نگر تھے۔ مدرسہ دیوبند کانگرس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ یہ دعویٰ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جو کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اس بات کا واضح ثبوت دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کے "خطبات عثمانی"۔ "مکالمۃ الصدرین" اور دیوبندی شاعر و صحافی مولوی ظفر علی ایڈیٹر "زمیندار" لاہور کے "چمنستان" سے بھی ہو سکتا ہے۔

محمود الحسن کی جے

حد یہ کہ خود دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے "الافاضات الیومیہ" ج ۲ صفحہ ۲۵۵ میں لکھا کہ "جس وقت حضرت مولانا محمود الحسن کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اور اس کے بعد گاندھی جی کی جے۔ "مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے" اور امیر شریعت دیوبندیہ عطاء اللہ بخاری احراری نے تو دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپارام برہمچاری رکھ لیا تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب "عطاء اللہ بخاری" صفحہ ۳۷

مولوی ظفر علی خاں

ایڈیٹر زمیندار "چمنستان" صفحہ ۱۸۹ پر صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگرسی مدنی اجودھیا باشی کے متعلق لکھتے ہیں ؎

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کر لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر

اور دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری اور کانگرس کی ذیلی تنظیم احرار پارٹی

کے متعلق لکھتے ہیں:-

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
کل رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ گُلوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقہ غدّار سے ہے"

(چمنستان ص۲)

الزام یا حقیقت

ان واضح اور ناقابل تردید حقائق کے باوجود ملاں یوسف رحمانی آنکھوں پر بے شرمی کی پٹی باندھ کر نہایت ڈھٹائی سے "سیف شیطانی ص۲!" پر لکھتا ہے "علماء دیوبند پر کانگرسی ہونے کا الزام" گویا یہ الزام بے حقیقت نہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ ملاں یوسف رحمانی دیوبندی اکابر کے کانگرس کے ایجنٹ اور نظریہ پاکستان کے مخالف نہ ہونے کا ثبوت پیش کرتا لیکن کہیں جگہ نہ پا کر اندھے کنویں میں گرتے ہوئے کہتا ہے" جواباً عرض یہ ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی"؟

انگریزی وظیفہ

ملاں جی یہ لکھتے وقت آپ کی شرم اور حیا کہاں رخصت ہو گئی تھی یہ جواب ہے؟ کہ اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے۔ یا کہ بریلوی؟ سوال کیسا اور اس کا کیا مطلب؟

اچھا سُنیئے۔ جی ہاں اشرف علی تھانوی دیوبندی تھے بلکہ دیوبندیوں کے حکیم الاُمت تھے ہم ان کو جانتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق آپ کے مؤخر الذکر ممدوح مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے یہ لرزہ خیز انکشاف فرمایا تھا کہ" دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ (حسین احمد مدنی وغیرہ) کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے" (مکالمۃ الصدرین ص۱۰)

اگر آپ کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہیں ہے تو جواباً عرض یہ ہے کہ کہہ کر اپنے ڈھول کا پول تو نہ کھولیں۔ کیا آپ کے یہ کہہ دینے سے جواب ہوگیا کہ جواباً عرض یہ ہے" رہے مولوی شبیر احمد عثمانی

تو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے نام نہاد "شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی" نے ان کا کیا حشر کیا۔ اور بے چارے شبیر احمد عثمانی نے انہیں جہنم کے کون سے طبقے میں رسید کیا۔ ملاحظہ ہو

آئینہ اخلاق آپ کے عثمانی صاحب آپ کے مدنی صاحب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ "دار العلوم دیوبند کی طرف سے گندی گالیاں، فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چھپاں کئے گئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ میرے (شبیر عثمانی) کے قتل تک کے حلف اٹھائے گئے اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے گئے کہ اگر ہماری ماؤں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں" (مکالمۃ الصدرین صہ ۳۳)

اب آپ اپنی زبان میں بتایئے مولانا شبیر احمد عثمانی کیا دیوبندی تھے یا کہ بریلوی؟ "شیخ العرب والعجم" دیوبندی تھے یا کہ بریلوی؟ ۔۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

جہالت وحماقت یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ نام نہاد دیوبندی مناظر اسلام یوسف رحمانی لکھتا ہے کہ "مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی؟ (سیف شیطانی صہ ۱۲)

سمجھے کچھ آپ یوسف رحمانی نے اپنے صرف دو مولویوں کے لئے وغیرہم بصیغۂ جمع لکھا ہے حالانکہ ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ دو کے لئے ہمارا استعمال ہوتا ہے (وغیرہما) نہ کہ ہُم (وغیرہم) لیکن اس جاہل دیوبندی مناظر اسلام کو تثنیہ اور جمع کا فرق بھی معلوم نہیں اور اس جہالت وحماقت کے بل بوتے پر یہ "تکفیری افسانہ" کا جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ ۔۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

سیف رحمانی بات صرف تثنیہ جمع کا فرق معلوم نہ ہونے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس جاہل مطلق کی کتاب کا نام ہی اس کی جہالت کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے یعنی "سیف رحمانی علی اعنق رضاخانی"

کیا ہے کوئی ماں کا لال دیوبندی مولوی جو عربی یا فارسی گرامر کے مطابق اس نام اور اس کی ترکیب کو صحیح ثابت کرے۔ اور بتائے کہ "سیف شیطانی" کا یہ نام عربی میں ہے یا عجمی میں۔ اردو ہے یا فارسی یا محض معجون مرکب! یوسف رحمانی کی جہالت و حماقت کا حال تو اس کی کتاب کے ایک ایک صفحہ سے ظاہر ہے۔ تعجب تو اس کے ان اساتذہ (مولوی غلام خاں، محمد شریف کشمیری اور عبدالستار لائلپوری) پر ہے جنہوں نے اس کتاب کی تائید و تصدیق اور اس کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور ایسے جاہلانہ نام

کی اصلاح کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کیا اس سے یہ صاف ظاہر نہیں، کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر نکتہ چینی کرنے والے یہ سارے کے سارے چھوٹے بڑے دیوبندی مولوی جہل مرکب میں مبتلا ہیں اور جہالت وحماقت میں۔ ایں خاندان ہمہ آفتاب است۔ کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالے۔

کانگرس کی سند

تعجب ہے کہ ص۱۲ پر تو لاتی رحمانی "علمائے دیوبند پر کانگرسی ہونے کا الزام" کی سرخی جما کر جواب ہضم کر جاتا ہے اور تھانوی وعثمانی کی ہڈیوں کو قبروں سے نکال پیش کرتا ہے اور اپنے کانگرسی علماء کو زندہ درگور کر دیتا ہے لیکن ص۱۵ پر اپنے ان کانگرسی ایجنٹوں کی یوں دبے پاؤں دلالی کرتا ہے کہ "کانگرس و مسلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا...... ہر سیاستدان نے اپنی استصواب رائے کے مطابق کسی پارٹی میں حصہ لیا۔ الخ (ص۱۵)

یہ سارا مضمون مصنف "سیف شیطانی" کی جہالت وذہنی انتشار کا آئینہ دار ہونے کے علاوہ اس کے پیشواؤں کی کانگرسیت کی واضح سند ہے۔ ورنہ اسے اپنے کانگرسی علماء کی دلالی و ایجنٹی کی کیا ضرورت تھی؟

صاحبزادہ فیض الحسن

دیوبندی احراریوں کی پاکستان کے خلاف بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھتا ہے "اگر احراری وغیرہ نظریہ پاکستان کے خلاف تھے تو پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ احرار کی حمایت بریلوی علماء نے کیوں کی جن میں سرفہرست صاحبزادہ فیض الحسن ہیں" (ص۱۴) حالانکہ صاحبزادہ صاحب کسی سنّی گروپ میں سرفہرست نہیں تھے۔ بذاتِ خود احرار میں شامل تھے اور اس وقت علمائے اہلسنت کی بجائے دیوبندیوں احراریوں ہی سے ان کا معاملہ تھا۔ اور وہ دور ہمارے لئے حجت نہیں۔ علماء اہلسنت سے صاحبزادہ فیض الحسن کے اصل مراسم اس وقت شروع ہوئے جب ۱۳۷۰ھ میں انہوں نے باقاعدہ "حسام الحرمین" پر دستخط کئے۔ لہذا صاحبزادہ صاحب کا احرار کے زمانہ کا حوالہ دینا غلط اور بے مقصد ہے۔ کیا سیدنا فاروق اعظم کے سابقہ عقائد کا حوالہ دینا درست ہوگا؟

علاوہ ازیں "سیف شیطانی" کے ص۱۲ پر صاحبزادہ صاحب سے ایک اخباری بیان منسوب کیا ہے کہ "تحریک پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں علماء نے بھرپور حصہ لیا۔"

حالانکہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں "کوہستان" کے اس بیان کی بدیں الفاظ تردید کی ہے کہ "یہ بیان غلط طور پر مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔ برصغیر کی آزادی وقیام پاکستان کا سہرا علماء اہلسنت

وجماعت کے سربراہ اکابر دیوبند نے تو اسلامی نظریۂ قومیت کی مخالفت کرکے مسلمانوں کے تشخص ملی کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ بہر حال یہ بیان غلط طور پر مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔"

بہر حال یہ جھوٹ کیوں نہ بولے ان کے مذہب ناصبیت میں تو خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اور پھر اپنی کتاب کی ابتداء میں جھوٹ بول چکا ہے۔ شیطان نے اس کے ہونٹوں پر شہد لگایا۔ اب جھوٹ بولنے میں اس کو لذت محسوس ہو رہی ہے۔ لہٰذا ضرور جھوٹ بولے گا۔

علامہ ابوالبرکات پر افتراء

"سیف شیطانی" کی بنیاد ہی کذب بیانی پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس سیاہ باطن دروغ گو مصنف کو جھوٹ بولتے اور افتراء پردازی کرتے ہوئے قطعاً کوئی حیاء محسوس نہیں ہوتی۔ اپنی ناپاک کتاب کے صفحہ ۱۹ پر بعنوان "ابوالبرکات سید احمد کانگرسی کا فتویٰ" "فاتح نجدیت استاذ العلماء مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری کا مسلم لیگ کے متعلق ایک پرانا فتویٰ صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۱ بحوالہ ہفت روزہ "پاکستانی" لائلپور "الجوابات السنیہ" سے نقل کیا ہے۔ کاش کہ اس بدبخت بے حیاء مصنف کے پاس "الجوابات السنیہ" ہوتی تو علامہ ابوالبرکات صاحب کو معاذ اللہ کانگرسی بکنے کی جرأت نہ کرتا۔ مگر کیا کرے بے چارہ نہ استعداد و قابلیت ہے نہ اپنا کتب خانہ رکھتا ہے۔ دینی مسائل و فتاویٰ کے لئے بھی ہفت روزہ "پاکستانی" و ہفت روزہ "چٹان" کا محتاج ہے جو کھیاں آج سے اٹھارہ سال پہلے ہفت روزہ "پاکستانی" نے ماری تھیں ان کا خون چوس کر اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچا رہا ہے۔ اس غریب کا خیال یہ ہے کہ جو مسلم لیگ کے خلاف ہو وہ یقیناً اس کے اکابر کی طرح کانگرسی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حالانکہ یہ دنیا جانتی ہے علماء و مشائخ اہل سنت میں سے کوئی ایک بھی کانگرسی نہ تھا "سیف شیطانی" کا اندھا مصنف جس "الجوابات السنیہ" سے علامہ ابوالبرکات صاحب کا لیگ وغیرہ کے متعلق فتویٰ نقل کر رہا ہے کاش اپنی آنکھوں کا آپریشن کروا کر کانگرس کے متعلق اسی "الجوابات السنیہ" میں علامہ ابوالبرکات صاحب کا یہ فتویٰ ملاحظہ کرتا کہ:

"اس میں کچھ شک نہیں کہ کانگرس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے جس کا مخالف احکام شرعیہ و منافی اصول دینیہ ہونا اس کی کارروائیوں سے ظاہر و باہر ہے۔ کانگرس اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی جماعت ہے۔ اس میں مسلمان کہلانے والے جو شامل ہیں وہ عموماً غدار مذہب و ملت و دین فروش ہیں جو حکام دنیا کے عوض کانگرس کے ہاتھوں بک چکے ہیں اور اپنے "مہاتما گاندھی" کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں ان مسلمان کہلانے والے ممبران و حامیان کانگرس میاں حسین احمد

اجودھیا باشی (صدر مدرسہ دیوبند) اور نائی مولانا اسلام کفایت اللہ شاہجہان پوری، مسٹر ابوالکلام آزاد و عبدالغفار سرحدی گاندھی اور ان کے متبعین وہابیہ دیوبندیہ مرتدین و نیاچر ملحدین کی اکثریت ہے" (الجوابات السنیۃ ص۲۹-۳۰)۔

اب مصنف "سیف شیطانی" ہزاروں مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی دُور ہو اور علامہ ابوالبرکات پر کانگرسی ہونے کے جھوٹے الزام سے علی الاعلان توبہ شائع کرے۔

علامہ حشمت علی علیہ الرحمۃ

مصنف "سیف شیطانی" ص۱۹ و ص۲۲ پر قاتل المرتدین، شیر بیشہ اہل سنت، فاتح دیوبند، علامہ ابوالفتح عبیدالرضا مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ کا بھی فتویٰ نقل کیا ہے اور کمال بے حیائی سے آپ کو بھی کانگرسی لکھا ہے کیا دیوبندیت کی حقانیت کا معیار دروغ گوئی و افترا پردازی ہے۔ کیا اس جھوٹ پر جھوٹ کی کوئی حد ہے؟

مسلم لیگ سے اختلاف رائے اور بات ہے اور کسی کا کانگرسی ہونا اور بات ہے۔ دونوں کو ایک لاٹھی سے ہانکنا دیوبندیت کی حماقت ہے۔ کاش کہ "سیف شیطانی" کا کذاب و مفتری مصنف آنکھوں سے بے حیائی کی پٹی اتار کر "الجوابات السنیۃ ص۱" کو دیکھتا تو مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کو کانگرسی قرار دے کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر نہ کرتا۔

ملاحظہ ہو مولانا حشمت علی قدس سرہ کانگرس کے متعلق فرماتے ہیں "دوسرے یہ کہ کانگرس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے اس کے حملوں سے عوام و مسلمین بھی خبردار ہو چکے ہیں اور اس کی کارروائیوں کو اسلام و مسلمین کے حق میں مضر و مہلک سمجھ رہے ہیں۔" (الجوابات السنیۃ ص۱)

مصنف "سیف شیطانی" کو ایسا اندھا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کو اپنے مطلب کی بات تو نظر آ جائے اور صحیح بات کے وقت آنکھوں میں موتیا اتر آئے۔ اور جب خود مصنف "سیف شیطانی" اعتراف کرتا ہے " کانگرس و مسلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا...... یہ ایک سیاسی اور نظریاتی اختلاف تھا" (سیف شیطانی ص۱۵)

جب یہ تسلیم ہے تو پھر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب اور مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا مسلم لیگ سے اختلاف کرنا اور کانگرس و مسلم لیگ دونوں سے علیحدہ رہنا کون سا جرم ہے؟

مصنفِ "سیف شیطانی" کو علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ اور شیر بیشۂ اہلسنت

مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ نقل کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے ملاحظہ ہو۔

حسین احمد کا نگرسی کا فتویٰ

"نئی دہلی ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرسہ دیو بند نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا۔ اس کا جواب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب میں دیا۔" (مجموعہ مکالمۃ الصدرین ص۳)

اب مصنف "سیف شیطانی" بتلائے کہ مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام اور بانی پاکستان محمد علی جناح کو قائد اعظم کی بجائے کافر اعظم قرار دینے والے کون تھے؟

کہو اور گاندھی جی کی جے۔ محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگا کر کہو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگرسی

ملا احمد و صیا باشی۔

یاد رہے قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے یہ وہی حسین احمد ہیں جس کو مصنف "سیف شیطانی" نے اپنی ناپاک کتاب کے صفحہ ۵ پر "شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم" لکھا ہے ۔

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

ملاں رحمانی صاحب! آپ دائی سے پیٹ نہیں چھپا سکتے۔ بتایئے۔ آپ کے ممدوح شیخ العرب والعجم کے بعد اب آپ کو کون سے اپنے بڑے کے فتویٰ کی ضرورت ہے جس سے آپ کی خرد ماغی دور ہو؟

سوال

دیوبندی وہابی فرقہ کے ہر فرد سے عموماً اور ملاں یوسف رحمانی اور اس کے استاذ ملاں غلام خاں، عبدالستار لائلپوری اور دیگر نانا ماموں وغیرہ ملاں محمود کانگرسی۔ ملاں غلام غوث کانگرسی۔ عبداللہ درخواستی کانگرسی۔ عبیداللہ انور کانگرسی۔ خیر المدارس کے صدر مدرس شریف کاشمیری وغیرہ سے خصوصاً پوچھتا ہوں کہ تمہارے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا یہ فتویٰ کہ قائد اعظم کافر اعظم ہے صحیح ہے یا نہیں؟ تم اس فتویٰ کو حق سمجھتے ہو یا نہیں؟ اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو حسین احمد کے مطابق تم کافر اعظم کو کافر اعظم نہ مان کر خود بھی کافر اعظم ہوئے یا نہیں؟ ے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

فتویٰ پر فتویٰ یہ تو حسین احمد کانگرسی کا کانگرسی ذہنیت کا آئینہ دار فتویٰ تھا۔ اب سنیئے اس کے فتویٰ پر مولوی شبیر احمد عثمانی کا فتویٰ۔ فرماتے ہیں: "پرلے درجہ کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے" (مکالمۃ الصدرین صت۳۲)۔ یعنی حسین احمد کانگرسی کے فتویٰ کے مطابق قائد اعظم کافر اعظم اور شبیر احمد عثمانی کے فتویٰ کے مطابق حسین احمد پرلے درجہ کا احمق و شقی۔ کیوں ملاں رحمانی صاحب کچھ تسلّی ہوئی یا نہیں؟ اسے کہتے ہیں کہ

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

تنبیہ گزشتہ اوراق میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ الحمدللہ علماء اہل سنت میں سے کوئی بھی عالم ہندوؤں مشرکوں کا ہمنوا اور کانگرس کا حامی نہیں تھا۔ اگر بعض علماء اہل سنت نے اپنی تحقیق کے مطابق مسلم لیگ سے اختلاف کیا تو محض اپنی شرعی تحقیق کے مطابق نہ کہ کانگرس کی حمایت میں۔ اس کے برعکس علماء و مشائخ اہل سنت کی غالب اکثریت نظریۂ پاکستان کے پیش نظر مسلم لیگ کی حامی و نظریۂ پاکستان کی داعی تھی جن میں سے امیر ملت پیر سید جماعت علی صاحب محدث علی پوری۔ حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔ حضرت مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف۔ حضرت خواجہ قمرالدین صاحب سیالوی۔ حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کا نام سرفہرست ہے۔ اور تفصیل "اکابر تحریک پاکستان" میں مذکور ہے۔

اس کے برعکس مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی جیسے بعض دیوبندی علماء کے علاوہ علماء دیوبند کی غالب اکثریت گاندھی و کانگرس کی ہمنوا و آلۂ کار تھی اور دیوبندی جس مدرسہ کی قصیدہ خوانی کرتے اور اس کی طرف نسبت کو باعث فخر سمجھتے ہیں وہ پورے کا پورا مدرسہ دیوبند کانگرس کا گڑھ اور مسلم لیگ و قیام پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ اور یہ حقیقت کسی باخبر شخص سے پوشیدہ نہیں کہ ان ہی دیوبندی احراری وہابی کانگرسی مولویوں کی غدّاری کے باعث سابق و متحدہ پنجاب تقسیم ہوا۔ ضلع گورداسپور کٹ گیا اور کشمیر کا مسئلہ پاکستان کے لئے دردِ سر بنا۔ ورنہ اگر یہ احراری دیوبندی وہابی کانگرسی مولوی پاکستان کی مخالفت اور کانگرس کی حمایت نہ کرتے تو پاکستان کے لئے مذکورہ مشکلات پیدا نہ ہوتیں۔

"تجلّی" کا تبصرہ مولوی حسین احمد مدنی کے شاگرد اور ماہنامہ "تجلّی" دیوبند کے مدیر عامر عثمانی فاضل دیوبند قطع نظر [illegible] دیوبند کا [illegible] لئے کہ جمعیۃ العلماء ہند) کا گڑھ

ہے۔ صدر جمعیت حضرت مولانا الحاج حسین احمد صاحب مدنی کے قیام سعادت نظام کا شرف اسے حاصل ہے ...... (الیکشن میں کانگرس کی طرف سے ٹھاکر پھول سنگھ صاحب کھڑے ہوئے) اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی ...... نے جلسہ عام میں تقریر فرمائی اور دلائل قطعیہ و براہین قاطعہ کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا کہ کانگرس ہی کو ووٹ دو اسی میں بہتری ہے یہی ضروری ہے... مگر چند روز بعد نتیجہ جو برآمد ہوا ہے تو ...... کانگرسی امیدوار ہار گئے جی ہار گئے۔ اور کمال یہ کہ اپنے خاص دیوبندی میں قریباً چودہ سو ووٹوں سے لیشپال صاحب (مقابل امیدوار) جیت میں رہے۔ اس دیوبند میں جہاں حضرت شیخ نے اپنا فرض تبلیغ (کانگرسیت) ادا فرمایا تھا۔" (تجلی دیوبند اپریل ۵۲ء صفحہ ۲۵)

سرسید پر فتویٰ

ہم نے "تکفیری افسانہ" میں صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۲ سرسید احمد پر مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی انور کاشمیری، مسٹر حالی کے فتاویٰ الزاماً پیش کئے تھے اور ہر ذی فہم و تدبر یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ "تکفیری افسانہ" کی اشاعت کا مقصد ہی یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ علماء اہل سنت کو مکفر قرار دینے والے دیوبندی ملاں خود بڑے پایہ کے "مکفر" ہیں "کفر" و ارتداد کے فتوے دیتے رہتے ہیں اور اگر ان کے عقائد کے معاملہ میں ایک دوسرے سے فتاویٰ حاصل کئے جائیں تو بے دریغ کفر و شرک و ارتداد کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔ نہ یہ کہ معاذ اللہ سرسید سے ہمیں کوئی ہمدردی و تعلق ہے۔ مگر "سیف شیطانی" کے خر دماغ احمق مصنف نے ہمارے پیش کردہ فتاویٰ کی نہ تو تردید کی نہ تاویل بلکہ الٹا صفحہ ۲۳ پر سرسید کے متعلق امام اہل سنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ نقل کر ڈالا۔ اور غور فرمایئے کی سرخی لگا کر بے ہودہ گفتگو شروع کر دی کہ "محمد حسن علی صاحب کو اس لئے دکھ پہنچا ہے۔ کہ سرسید اس کا پیشوا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ سب نام کا رحمانی اور کام شیطانی۔ سچ ہے کہ ؎

گر ولی ایں است لعنت بر ولی

انگریزوں کو تعویذ

اور کچھ نہیں سوجھا تو سرپرست تحریک پاکستان امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ پر انگریزی فوج کے سپاہیوں کو تعویذ دینے کے ناپاک الزام سے اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچانے کا سامان پیدا کیا (بحوالہ "الاعتصام" منقول از "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء "پاکستانی ۱۵/۲۲ دسمبر ۱۹۵۹ء) حالانکہ رسالہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ نے غیر مقلد ہفت روزہ "الاعتصام" کے اس ذلیل افتراء کی تردید کی تھی جو افتراء اس نے حضرت پیر سید جماعت علی صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی پر گھڑا تھا" الاعتصام منقول از "رضائے مصطفےٰ" ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ یہ بات "رضائے مصطفےٰ" سے ثابت ہے اور "الاعتصام" نے "رضائے مصطفےٰ"

سے نقل کی ہے۔ یہ کتنی بڑی بددیانتی اور بے ایمانی ہے کہ اس ناپاک الزام کے ثبوت میں اس مردود الزام کی تردید اور غیر مقلدوں کو چیلنج کرنے والے "رضائے مصطفےٰ" کو ہی پیش کیا جائے۔

ملاں یوسف رحمانی بتائے کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے کیا یہ تعویذ اشرف علی تھانوی کے ذریعہ بھیجے تھے جو ان کو پتہ چل گیا کہ تھانوی چھ سو روپیہ ماہوار انگریزوں سے لے کر یہ اہم کام انجام دے رہا ہے

نصاریٰ کی طرفداری

اس عنوان کے تحت لکھتا ہے " مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں لیڈر ہم غرباء اہل سنت کو نصاریٰ کا طرفدار اور رشوت خوار اور ترکوں کا دشمن بتلاتے تھے" (تمہید حمید صٹ" پر مطبوعہ حسنی پریس بریلی) اور یہ کہ اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ہندوستان بفضلہٖ تعالیٰ دارالاسلام ہے" (عرفان شریعت" ص۱" احکام شریعت" ص۱۲۵) ان دونوں باتوں کو بھی اپنے دیوبندی ہفت روزہ اخبار" پاکستانی" ص۲۵ جولائی ۱۹۵۵ء سے نقل کیا۔ گویا الزام اپنے منہ سے اور ثبوت اپنے گھر سے۔ کاش کہ یہ خائن مصنف تصنیف وتالیف کا شوق اختیار کرنے اور قلم خود مناظر اسلام بننے سے پہلے امام اہلسنت اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی اور اپنے دیوبندی اکابر ملاؤں کی کتب کو بغور مطالعہ کرتا تو بات بات پر ذلت اٹھانے کی نوبت نہ آتی "تمہید حمید" میں جس بات کو صاحبزادہ صاحب لیڈروں کا افتراء قرار دے کر اس کی تردید کر رہے ہیں وہی الزام انہی صاحبزادہ صاحب سے منسوب کر کے بے حیائی سے مصنف "سیف شیطانی" بطور ثبوت پیش کر رہا ہے۔ شرم شرم شرم!

دارالاسلام

باقی رہا دارالاسلام کا معاملہ کہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کو دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دیا۔ تو میں کہوں گا کہ فتویٰ کی نوک پلک اور دارالحرب اور دارالاسلام کی بحث کو سمجھنا آپ جیسے جاہل مطلق کا کام نہیں جو املا بھی صحیح نہ لکھ سکتا ہو جو فقرے اور محاورے بھی صحیح نہ بنا سکتا ہو۔ اور نظم ونثر کو بھی نہ سمجھ سکتا ہو۔ رحمانی جیسے جاہل مطلق کے سامنے ایسی باتیں بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہیں۔ ملاں یوسف رحمانی اور اس کے استاذ خانہ ساز شیخ القرآن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے اکابر نے بھی اعلیٰحضرت کے اس فتویٰ کی تائید کرتے ہوئے ہندوستان کے" دارالاسلام" ہونے ہی کو ترجیح دی ہے۔ سنیئے:

- ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر" دارالحرب" ہے اور نہ امام (اعظم ابو حنیفہ) کے قول پر دارالحرب" ہے۔ (تحذیر الاخوان" اشرف علی تھانوی صٹ)
- ترجیح (ہندوستان کے)" دارالاسلام" ہونے ہی کو دی جاوے گی اس صورت میں بھی ہندوستان" دارالاسلام" ہوگا۔ (تحذیر الاخوان" صٹ)

● "تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو "دارالحرب" قرار دے کر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں" ("تحذیرالاخوان" ص۱)

● "امام (ابوحنیفہ) صاحب نے جو "دارالحرب" کی تعریف کی ہے۔ اس کا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس "دارالحرب" ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں۔" ("تحذیرالاخوان" ص۲)

● "ہندوستان کو بہت سے علماء نے "دارالاسلام" کہا ہے" ("تحذیرالاخوان" ص۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "تحذیرالاخوان" کے ان پانچ حوالوں کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ سنیئے! لکھتا ہے کہ

"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء نے حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں۔ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا" ("فتاویٰ رشیدیہ" ج ۱ ص ۸)

معلوم ہوا کہ صرف حکیم الامت ہی نہیں علماء کی اکثریت اعلیحضرت علیہ الرحمۃ ہی کی موئید ہے۔ مگر یوسف رحمانی اور اس کے نام نہاد شیخ القرآن کو نہ اپنے حکیم الامت کی تصریحات کی خبر ہے نہ علماء کی اکثریت کے موقف کا علم ہے اور اپنی اس جہالت کے بل بوتے پر اعلیحضرت کو خواہ مخواہ نشانہ بنا رہے ہیں ۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اعلیحضرت کے فتوی کا سیاسی پہلو

اعلیحضرت کا زیر بحث فتویٰ علمی وتحقیقی لحاظ سے صحیح وصواب ہونے کے علاوہ سیاسی لحاظ سے بھی مسلمانوں کی بہتری وضاحت کا ضامن تھا اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے والے دیوبندی علماء کا نظریہ مسلمانوں کی تباہی وانگریز کی تقویت کا باعث تھا۔ چنانچہ

ماہنامہ "فاران" کراچی مئی ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ

" انگریز کے دور میں ہندوستان کے بعض علماء نے جن میں علماء دیوبند کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں۔ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر اس پر فتویٰ دیا۔ کہ یہاں کے مسلمان ہجرت کر کے کسی دارالاسلام میں چلے جائیں۔ اس فتویٰ کے جو پریشان کن نتائج برآمد ہوئے۔ اس کا حال جناب ظفر حسن ایم۔ اے سے سنیئے۔ جو اپنی دینداری فکر وعمل اور انگریزوں کے خلاف مر باغیانہ جدوجہد میں خاصی شہرت رکھتے ہیں۔

ظفر حسن ایم اے لکھتے ہیں کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا نتیجہ ہوا کہ ہزاروں سادہ لوح مسلمان اپنے گھر بار سے محروم ہوئے۔ افغانستان پر مالی بوجھ پڑا۔ ہندوستانی مسلمان افغانوں سے اور افغان ہندوستانی مسلمانوں سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ اگر کسی نے فائدہ اٹھایا۔ تو وہ انگریز تھے" (فاران حوالہ مذکور)

کیوں امین آبادی میاں جی کچھ سمجھے یا نہیں۔ دیوبندی فتاوٰں پر اعلیٰحضرت کی اس علمی تحقیقی سیاسی بصیرت کی برتری کے پیشِ نظر اب تو نعرہ لگا دیجئے کہ ؎

دین کے ایمان و حرمت کے نگہبان زندہ باد
زندہ باد اے مفتیٔ احمد رضا خاں زندہ باد

مگر تم جیسے ہٹ دھرم معاند اور بددیانت وکینہ ور شخص سے انصاف و شرافت کی توقع کہاں۔

بے بسی کا اعتراف "سیف شیطانی" کا جاہل مصنف اپنی علمی بے بضاعتی سے مجبور ہو کر "تکفیری افسانہ" کے مندرجات کا نمبروار مکمل و مدلل جواب دینے کی بجائے ص۲۵ پر "جہالت کا ازالہ" کے زیرِ عنوان لکھتا ہے کہ مصنف "تکفیری افسانہ" نے ص۸ سے ص۱۲ تک بعض اشعار نقل کئے ہیں۔ ان کے مدِ مقابل بغیر سوچے سمجھے اکابر دیوبند کی وہ عبارتیں جو کسی اور مقام سے تعلق رکھتی ہیں درج کر کے تعارض ہی نہیں بلکہ کفر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا" ص۲۵ حالانکہ ہم نے بغیر سوچے سمجھے نہیں بلکہ پورے غور و خوض کے بعد عبارات و اشعار و فتاویٰ اکابر دیوبند کی کتب سے نقل کئے ہیں۔ کیا مصنف "سیف شیطانی" کو غیب کا علم ہے کہ ہم نے غور نہیں کیا؟ اور یہ کہنا کہ وہ عبارتیں کسی اور مقام سے تعلق رکھتی ہیں۔ بتایا جائے وہ کون سا مقام ہے!

کیا کفر و شرک کے فتاویٰ اور یہ ذلیل عبارتیں اہلِ سنت و جماعت کے لئے ہیں۔ اگر خود دیوبندی وہابی ایسے عقائد اختیار کر لیں جو اہلِ سنت کے ہیں تو اُن پر یہ فتویٰ کفر نہ لگے گا جو اہلِ سنت پر لگ جاتا ہے ہم نے کفر یا تعارض ثابت کرنے کے لئے ہرگز ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا ہم نے تو صرف اور صرف بعینہٖ عبارات و فتاویٰ اکابر دیوبند کی کتب سے نقل کئے ہیں اور کچھ نہیں۔

مرفوع القلم؟ زبان و کلام سے "سیف شیطانی" کے جاہل مصنف کی ناواقفیت و جہالت ملاحظہ ہو مزید لکھتا ہے" اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتویٰ اعتقاد پر ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پر خواہ وہ کسی حالت میں ہو چونکہ حدیث پاک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ نابالغ بچے مجنون اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا چنانچہ ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے۔ انسان

رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے کہ میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس پر حد نہیں لگتی ...... الخ "سیف شیطانی ص۲۱" ۔ قارئین کرام ملاحظہ ہو۔ کیا گنواروں اور جاہلوں کی سی زبان ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہم نے تکفیری احکامات میں کب کسی لفظ پر یا کسی کے عقیدہ پر فتویٰ دیا؟؟ ہمارا کون سا فتویٰ اس میں شامل ہے ؟ باقی رہی یہ دلیل کہ نابالغ بچے، مجنوں اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ بتایا جائے کہ کیا دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جب "حفظ الایمان" لکھی وہ بچے تھے؟ بانی مدرسہ دیوبند نے جب "تحذیر الناس" تصنیف کی وہ مجنوں تھے؟ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے "براہین قاطعہ" تحریر کی اس وقت وہ نیند کر رہے تھے؟ خواب میں زنا کی حد نہیں لگتی ؟ تو کیا دیوبندی ملاؤں نے "حفظ الایمان" "تحذیر الناس" "براہین قاطعہ" "فتاویٰ رشیدیہ" کا زنا خواب میں کیا تھا؟

یوسف رحمانی کی اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ وہ اکابر دیوبند کی عبارتوں کو کفر تو سمجھتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ ان پر تکفیر کا شرعی حکم اس لئے نہیں لگایا جا سکتا کہ اشرف علی صاحب تو بچے تھے نانوتوی صاحب مجنوں تھے گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نیند کی حالت میں تھے۔ بتایئے رحمانی نے بقلم خود مناظر و مصنف بن کر دیوبندی ملاؤں کی ناک کاٹ دی یا نہیں ان کے کفر کو تسلیم کر لیا یا نہیں ؟

فرطِ محبت

مولوی یوسف رحمانی اپنے اکابر دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو کفریہ تو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے" اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرطِ محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں جو کہ ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوتے ہوں تو اول اس کی تاویل کر لی جائے گی اگر تاویل نہ ہو سکے تو پھر قائل کا اعتقاد پوچھا جائے گا اور وہ ظاہر معنیٰ کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا۔

مذکورہ بالا عبارت نے دیوبندیت کا ستیاناس کر ڈالا۔ اول اس نے تسلیم کیا اس کے اکابر کی عبارات ظاہری طور پر ہی سہی شریعت کے خلاف ہیں۔ دوم۔ یہ کہ تاویل کرنے کا قائل ہے۔ سوم۔ یہ کہ وہ ظاہر معنیٰ کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا۔

ہمیں یہ بتایا جائے ہم نے دیوبندی اکابر ملاؤں کی جن کتابوں کے حوالے نقل کئے ہیں۔ دیوبندی اُن کے ظاہری معنوں کے قائل ہیں یا نہیں؟ وہ کتابیں جن کے ہم نے حوالے دیئے ستر اسی سال سے بار بار چھپ رہی ہیں۔ کیا دیوبندیوں نے ان کے ظاہری معنوں کے برعکس مخفی یا باطنی معنوں

کا ذکر ان کتابوں کے متن یا حواشی میں کیا۔ اگر نہیں کیا تو بطور تاویل اس کا کوئی معقول و صحیح مفہوم واضح کیا؟ اگر نہیں تو پھر حکم تکفیر میں کیا تردد ہے؟

باقی رہی یہ بات کہ "اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرطِ محبت میں یا ایسے الفاظ نکل جائیں ...... تو حکم تکفیر جائز نہ ہوگا" تو بتایا جائے کہ خود مصنف "سیفِ شیطانی" نے صث۲ پر سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اور اعلحضرت قدس سرہٗ کی مدح کے اشعار جو صث۲۸ پر منقول ہیں ؎

مشکلیں میری آسان فرمایئے
میرے مشکل کشا شاہ احمد رضا

وغیرہ فرطِ محبت میں نہیں بلکہ فرطِ غیظ و غضب اور دشمنی میں لکھے گئے ہیں ان پر کون سے ضابطہ شریعت سے کفر و شرک کے احکام جاری کئے جاتے ہیں پوچھئے ملاں غلام راولپنڈی سے یا خود بتایئے کہ ان اشعار کو نقل کرنے کا مقصد کیا ہے؟

غلط استدلال مصنف "سیفِ شیطانی" نے صث۲۲ پر مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کی کتاب "تسکین الخواطر صث۲۸ اور صث۲۴" سے بھی دو حوالے نقل کر کے اپنے اکابر کو تکفیر کے حکم شرعی سے بچانے کی کوشش کی ہے حالانکہ کاظمی صاحب نے صاف لکھا ہے" اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرنے والا بندہ محبوب ہونے کے بعد اپنے عضو یا مقصد سے کوئی گناہ نہیں کرتا اور وہ اپنے کان آنکھ وغیرہ سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن ان معنی کو جب الفاظ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو کوئی لفظ ان کی تائید نہیں کرتا" (تسکین الخواطر صث۲) دوسری جگہ لکھتے ہیں "اور پھر وہ اپنے باطن کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے تو اس کے لئے وجد اور شکر اور شوق اور عشق اور بے چینی کا ظہور ہونے لگتا ہے" (تسکین الخواطر صث۲۴)

مصنف "سیفِ شیطانی" نے یہ عبارات خود نقل کی ہیں۔ عرض یہ ہے کہ کاظمی صاحب نے یہ اہل سنت کا مسلک بیان کیا ہے لیکن دیو بندیوں وہابیوں کو وجد، ذوق، شکر، عشق و محبت وغیرہ سے کیا واسطہ! اور پھر وہی سوال پیدا ہوگا کہ کیا بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس"، مولوی اشرف علی تھانوی نے "حفظ الایمان"، مولوی رشید و خلیل نے "براہین قاطعہ"، اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان"

"مرزا مستقیم کی مرید گستاخانہ عبارات وجد و شوق۔ ذوق و شکر کی حالت میں لکھی تھیں مولانا کاظمی صاحب نے اہل اللہ کی شان بیان کی ہے یا محبوبانِ خدا کے گستاخوں بے ادبوں کی۔ آخر اس اُلٹی کھوپڑی کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے! نام نہاد رحمانی، کاظمی صاحب کی کتابوں میں پناہ تلاش کر رہا ہے۔ وہ اپنے اکابر کا مسلک دیکھے وہ کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو، مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے۔ معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں" (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۵)

لیجئے! تاویل کرنے والوں اور ظاہری معنوں کے برعکس باطنی یا مخفی معنوں پر عمل کرنے والوں کی زعم قتل المسلمین نے گردن کاٹ دی ہے۔

فضول اعتراض

مصنف "سیف شیطانی" کا سیدنا اعلیٰحضرت یا دیگر علماء کرام و شعراء اہلِ سُنت سے امداد و استعانت پر مشتمل اشعار نقل کر کے یہ بکواس کرنا کہ "یہ نہ سوچا کہ شاید یہی فتویٰ احمد رضا کی ذُریت کے لئے سیف بے نیام بن کر رہ جائے گا (صفحہ ۲۵)۔ بھلا ہم اہلِ سُنت پر یہ فتویٰ کس طرح عائد ہو سکتا ہے یا سیف بے نیام بن سکتا ہے ہم تو انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگانِ دین سے امداد و استعانت طلب کرنے کے قائل ہیں۔ سیف بے نیام تو بنے گا ان کے لئے جو اپنے مولویوں اور بزرگوں سے امداد و اعانت بھی طلب کرتے ہیں۔ اور شرک و کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہیں جو گھر کا گھر ہیں کام آ جاتا ہے ہمارے لئے سیف بے نیام جب ہوتی جبکہ ہمارے اکابر نے انبیاء و رسول علیہم و اولیاء رضی اللہ عنہم سے امداد کو شرک و کفر قرار دیا ہوتا اور ہم امداد طلب کر رہے ہوتے۔ کہتے ہیں دُنیا بے دقوفوں سے پاک ہو گئی۔

مصنف "سیف شیطانی" نے صفحہ ۲۷ و صفحہ ۲۸ پر حضور غوث اعظم و سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے امداد کے بعض اشعار بحوالہ "چٹان" ۶۳ پ ۱۸ نقل کرنے کے بعد مزید ایک اور بے دقوفی اور جھوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ" لکھتا ہے جو لوگ حضرت علی کے بارے میں ذیل کے شعر کا عقیدہ رکھتے ہیں وہی مرتد اور کافر مطلق ہیں ؎

علی مشکل کشا شیرِ خدا تھا اور حیدر تھا
وہ بالا مرتبہ تھا راکبِ دوشِ پیمبر تھا

"اعلام الاعلان بان ہندوستان دارالاسلام" بحوالہ "چٹان" ۶۳ پ ۱۸

حالانکہ اس شعر میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کا فتویٰ مشکل کشا کہنے پر نہیں بلکہ وہ بالا مرتبہ تھا

راکب دوش پیمبر تھا پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ یعنی جو لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو راکب دوش پیمبر کا مرتبہ نبوت و رسالت سے دو بالا قرار دیتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں نہ کہ مشکل کشا کہنے والے۔ لیکن مصنف "سیف شیطانی" اپنے اندھے پن کے باعث صحیح بات سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور پھر استعداد و قابلیت اور علم تحقیق کا یہ عالم ہے کہ ہر بکواس کے ثبوت میں ہفت روزہ "چٹان" لاہور کا حوالہ دے رہا ہے۔ کتنا مستند و معتبر راوی ہے۔

صریح جہالت و بہتان

اور بکواس سُنیے اور بے ایمانی کی داد دیجئے۔
"احمد رضا خاں بریلویوں کے خُدا" ہیں کے زیر عنوان صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خُدا احمد رضا

لیکن کمال خیانت اور بے ایمانی سے اس سے آگے کا شعر ہضم کر گیا۔ دونوں شعر اس طرح ہیں ہے

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خُدا احمد رضا
تیری نسل پاک میں پیدا کرے
کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا (ملاحظہ ہو "نغمۃ الروح")

حالانکہ ان اشعار میں شاعر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو خُدا نہیں کہہ رہا بلکہ اعلیٰحضرت اور سب کے خُدا سے دُعا کر رہا ہے۔

بتائیے خیانت اور بے ایمانی کے سوا دیوبندیت کے پلے میں کیا ہے؟ ہر بات میں جعلسازی اور فریب ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

تضاد بیانی

ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹ پر تو سرکار اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کو بریلویوں کا خُدا قرار دیا تھا۔ صفحہ ۹۰ ملاحظہ ہو اپنے شیطانی تخیلات سے ایک اور رضا خانی خدا تجویز کر لیا لکھا ہے "رضا خانی خدا" ہے

فرید با صفا ہستی — محمد مصطفیٰ ہستی
جہا گوئیم جہا ہستی — خدا ہستی خدا ہستی

"دیوان محمدؐ" کا حوالہ بغیر صفحہ کے دیا گیا ہے۔ نا معلوم یہ کتاب کب اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی تھی اور کب دیوبندیوں کے وہی خیالی پریس "صبح صادق" سیتاپور میں چھپی تھی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک

وقت میں دو دو خدا ہو سکتے ہیں۔ بریلویوں کے دو دو خدا بیک وقت گھڑ کر انہیں مسلمان بھی تسلیم کر رہا ہے۔ "دیوان محمدؐ" کے ان اشعار سے قبل لکھتا ہے۔ "یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود۔ بھلا جو دو دو انسانوں کو خدا مانتا ہو کیا وہ بھی مسلمان ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ملاں رحمانی کی دروغ گوئی و دل کی بھڑاس ہے۔

مصنف "سیف شیطانی" نے تکفیری افسانہ کا انداز اختیار کرتے ہوئے کچھ نقالی بھی فرمائی اور جس طرز پر ہم نے ان کے اکابر کے عقائد و کفریات و تضادات پیش کئے تھے اس کو بھی یہ شوق چرایا ہے صہ۲۹ پر احمد سعید کاظمی کا فتویٰ کے زیر عنوان مولانا کاظمی صاحب کا فتویٰ نقل کرتا ہے" جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے وہ مشرک و ملحد ہے۔" (تسکین الخواطر ص۸۱)

معلوم نہیں کاظمی صاحب کی یہ عبارت نقل کرنے سے جاہل مصنف کو کون سا فائدہ پہنچا اگر وہ

؎ یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا — تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

لکھنے والے شاعر پر مشرک و ملحد کا فتویٰ لگانا چاہتا ہے تو یہ غلط ہے کہ اولاً تو شاعر نے اعلیٰحضرت کو خدا کہا ہی نہیں بلکہ اعلیٰحضرت اور سب کے خدا سے دعا کر رہا ہے۔ مصنف مردود نے بے ایمانی کر کے آخری شعر نقل نہیں کیا۔ اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ شاعر نے خدا کہا ہے تو مولانا کاظمی صاحب اپنے بیان میں وصف الوہیت ماننے والے کو ملحد و مشرک فرما رہے ہیں۔ وصف اور ذات میں فرق ہے لہذا کوئی تضاد نہ ہوا۔ دوم یہ کہ سفاہت مآب جاہل مصنف مولانا علامہ کاظمی صاحب کی "تسکین الخواطر ص۲۵" سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کر کے تضاد ثابت کرنا چاہتا ہے اور خود کاظمی صاحب کو اپنے ہی فتویٰ سے ملحد و مشرک بنانا چاہتا ہے تو یہ بھی نری حماقت اور پہلے درجہ کا پاگل پن ہے۔ مولانا علامہ کاظمی صاحب "تسکین الخواطر ص۲۵" کی عبارت میں فرما رہے ہیں "اللہ تعالےٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے اپنی کل صفات جمع کر دیتا ہے"۔ یہ مصنف جاہل کی بے ایمانی ہے وہ کاظمی صاحب کی عبارات میں تضاد ثابت کرنے کے لئے اس جگہ صفات کے درمیان بریکٹ بند کر کے صفات (الہیہ) لکھ کر مفہوم بدل رہا ہے اور پھر مولانا کاظمی صاحب اپنی اس عبارت کی وضاحت میں کہ کل صفات جمع کر دیتا ہے اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "لفظ کل سے وہ کل صفات مراد ہیں جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً و عقلاً ممکن ہے"

لیکن جاہل دیوبندی خائن مصنف کاظمی صاحب کا وضاحتی حاشیہ ہضم کر گیا اور اپنے زعم باطل میں تضاد ثابت کر دیا جو سراسر بد دیانتی و بے ایمانی پر مبنی ہے۔ بے مقصد و بے ربط باتیں بنانا مصنف "سیف شیطانی" کا محبوب مشغلہ ہے۔ مفتی احمد یار گجراتی کا عقیدہ کے زیر عنوان صہ۳۰ پر لکھتا ہے

"حقیقت محمد کو رب ہی جانے" (جاء الحق ص ۹۱) بھلا اس کے نقل کرنے سے کیا فائدہ یا تو اس عقیدہ پر خود علماء اہل سنت سے فتویٰ کفر یا تضاد ثابت کرتا محض عبارت نقل کر دینے سے کیا فائدہ ہے۔ بھلا کیا یہ "تکفیری افسانہ" کی طرز ہے؟ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے بھی لکھا ہے

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار "(قصائد قاسمی)"

نانوتوی صاحب مصرعہ ثانی میں یہ بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز ستار یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی نے بھی کچھ نہ جانا۔ یہی مفتی احمد یار خان صاحب مرحوم فرما رہے ہیں کہ حقیقت محمد کو رب ہی جانے بتائیے مفتی صاحب نے کون سی بات غلط کہی ہے؟

ص ۳۱ پر سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ جلیلہ "خالص الاعتقاد ص ۳۳" سے بعنوان احمد رضا خاں کا فتویٰ یہ نقل کیا "ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطاء الٰہی سے بھی بعض علم ملنا ہی ملنتے ہیں نہ کہ جمیع اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی کرے مفتری و کذاب ہے۔" اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس عبارت کے مقابلہ میں بعنوان احمد سعید کاظمی کا عقیدہ "تسکین الخواطر ص ۱۳" سے یہ نقل کیا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ فرما لیا ہے"

اور اس کے ساتھ پھر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب اگلوں پچھلوں کا علم جانتے ہیں اور تمام گذشتہ و آئندہ سے آگاہ ہیں" (بحوالہ "الدولۃ المکیہ" ص ۲۴)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے کام احکام اور صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرما لیا۔" (بحوالہ "الدولۃ المکیہ" ص ۲۹)

اگرچہ ان عبارات میں مصنف کا تصرف ذاتی معلوم ہو رہا ہے لیکن پھر بھی اس سے باطل مراد پوری نہیں ہوتی۔ اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے اپنے کلام اور مولانا کاظمی صاحب کے بیان میں قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے تضاد اس وقت ہوتا جبکہ اعلیٰحضرت علم میں مساوات اور علم بالذات کی نفی کرتے اور مولانا کاظمی صاحب یا خود سرکار اعلیٰحضرت کسی بھی جگہ علم میں اللہ تعالیٰ سے مساوات و نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب بالذات کا اقرار فرماتے تو تضاد ثابت ہوتا۔ کاظمی صاحب اور خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی موخر الذکر عبارات میں نہ تو علم میں مساوات کا ذکر ہے نہ علم بالذات کا بیان ہے نہ جمیع معلومات الٰہیہ کے عقیدہ کا اظہار ہے اگر کچھ ہے تو وہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے ظاہر و باطن، اول و آخر کے علوم کا احاطہ کرنے کا ذکر ہے اگلوں پچھلوں کے علم جاننے کا عقیدہ بھی تضاد پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ اول و آخر ایک حد ہے اس کا علم ملنے سے مساوات یا مماثلت نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی غیر متناہی جس کی کوئی انتہا نہیں قدیم اور غیر حادث اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شریف اول و آخر کے حالات ابتدائے آفرینش سے تا قیام قیامت اور دخول جنت و دوزخ تک کے حالات پر مشتمل اور عطائی ہے۔ لہذا تضاد ثابت نہ ہوا۔ اگر اول و آخر کے علم سے مساوات یا مماثلت یا جمیع معلومات الٰہیہ ثابت ہوتی ہیں تو پھر فتویٰ شرک کی زد میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی آتے ہیں ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں "علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں" (تحذیر الناس ص۳)

مصنف "سیف شیطانی" نے ص۳۱ کے نیچے اور ص۳۲ پر "قہر القادر" ص۴ "فتاویٰ افریقہ" ص۸۱ "عرفان شریعت" ص۳۲-۳۳ ج۲ سے بعض دیوبندی وہابی نیچری قسم کے مولویوں اور بعض لیڈروں کی تکفیر ثابت کی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مصنف ان کتب میں مذکور دلائل کا جواب دیتا اور پھر ہم سے جواب کا مطالبہ کرتا لیکن مصنف نے ان فتاویٰ کی نقل پر اکتفا کیا ان کتب میں مذکور دلائل کو چھوا تک نہیں اور نہ تضاد ثابت کرنے کے لئے متبادل عبارت نقل کی جس سے تضاد ثابت ہوتا کسی فتویٰ کا محض نقل کر دینا بے معنی ہے۔

اسی طرح ص۳۲ و ص۳۳ پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے چند فتاویٰ "ملفوظات" ص۱۳۴ ج۲ - رسالہ "تمہید ایمان" ص۴۳ "عرفان شریعت" ص۳۶ ج۲ - "عرفان شریعت" ص۳۷ ج۲ سے نقل کئے گئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہل سنت نے مولوی اسماعیل دہلوی اور یزید پلید کی تکفیر سے امام اعظم علیہ الرحمتہ کے اتباع میں سکوت فرمایا۔ یہ فتاویٰ اپنی جگہ حق اور صحیح ہیں۔ اسماعیل دہلوی کے عقائد کفریہ ہیں جن کا رد "الکوکبتہ الشہابیہ" میں فرمایا۔ لیکن اسماعیل کی توبہ مشہور ہونے کے باعث اس کی تکفیر و لعن سے توقف و سکوت فرمایا۔ اس سلسلہ میں مصنف "سیف شیطانی" کو چاہیئے تھا کہ وہ تضاد ثابت کرنے کے لئے متبادل فتاویٰ نقل کرتا جس سے ثابت ہوتا کہ ایک طرف تو اسماعیل و یزید کی تکفیر سے توقف ہے اور دوسری طرف تکفیر و لعن کے قائل ہیں لیکن مصنف نے ایسا ثابت نہیں کیا نہ ہو سکتا ہے۔

کذب و افتراء کی انتہا

مصنف "سیف شیطانی" ص۳۳ پر بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد کا فتویٰ" لکھتا ہے "مولانا نقی احمد صاحب مرحوم لکھتے ہیں

"مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں" (تحفۃ المقلدین ص۱۵ منقول از رسالہ صدائے حق ۱۳۷۷ھ) ۔ یہ وہ بدترین شیطانی جھوٹ اور ابلیسی افتراء ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ۔ نہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے والد بزرگوار کا نام نامی مولانا نقی احمد صاحب ہے نہ دنیا میں ان کی "تحفۃ المقلدین" کے نام سے کوئی کتاب ہے ۔ نہ وہ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور میں چھپی ہے ۔ نہ اس کا کوئی وجود ہے ۔ "صدائے حق" رسالہ دیابنہ کا اپنا پرچہ ہے اور اس کے مہینہ و شمارہ نمبر کا بھی حوالہ مذکور نہیں محض ۱۳۷۷ھ لکھ دینا کافی نہیں ۔ آج سے بہت پہلے اور یوسف رحمانی کی ولادت سے بہت پیشتر اس جعلی کتاب کا "خالص الاعتقاد" ص۱۱ اور "رد شہاب الثاقب" ص۵ پر فاضل اجل علامہ مولانا محمد اجمل مفتی سنبھل علیہ الرحمۃ اس شیطانی افتراء اور من گھڑت کتاب کی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد گرامی کی طرف نسبت کی تردید فرما چکے ہیں اگر مصنف "سیف شیطانی" ہمیں یہ کتاب دکھا دے تو ایک ہزار روپیہ انعام پیش کریں گے ۔ اس من گھڑت فرضی کتاب کے فرضی حوالہ کی بنیاد پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف غلیظ بازاری خرافات کا مظاہرہ کوئی جدی پشتی حرامی ہی کر سکتا ہے جس کی رگوں میں شیطانی خون گردش کر رہا ہو ۔ اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے خلاف جس ذلیل ترین خرافات کا مظاہرہ کیا گیا کوئی کنجر بھی یہ زبان استعمال نہیں کر سکتا ہے ۔ اسی طرح اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے اس من گھڑت کتاب "تحفۃ المقلدین" کا نام لینا اپنے کذاب اعظم ہونے کا اعلان کرنا ہے ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

دیوبندی ملاں اپنے بڑے بڈھوں کا اسلام ثابت کرنے کے لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد گرامی پر افتراء کرنے میں شرم و حیا اور قطعاً غیرت محسوس نہیں کرتا اور جھوٹ پر جھوٹ مارتا جارہا ہے ۔ دیوبندی ملاں نے رشید گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے "تحفۃ المقلدین" نامی کتاب تو گھڑلی اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگا دی لیکن اس جاہل ملاں کو اپنے گھر کی خبر ہی نہیں ۔ دیکھئے کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی ص۸۶-۸۸" اس پر مدرسہ دیوبند کے سابق مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی ساکن کراچی کی تائید و تصدیق موجود ہے اور ص۱۰ پر مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کتاب کا تعارف لکھا ہے ۔ اس میں لکھا ہے "مولانا محمد احسن نانوتوی نے (اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد محترم) مولوی نقی علی خاں کو عیدگاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا آپ (مولانا نقی علی) تشریف لائیے جسے چاہیے امام کیجئے میں اس کا اقتدا کر لوں گا" پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں "مگر مولوی (نقی علی خاں) صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت

نہ کی اور نہ مجھ کو اسکی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع کر دیا .... مولوی نقی علی خاں صاحب نے ایک استفتاء رام پور سے منگوایا جس کی رُو سے میری تکفیر مشتہر کی"۔

یاد رہے کہ یہ تکفیر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی "تحذیر الناس" کی تائید و حمایت کی بنا پر کی گئی تھی (ملاحظہ ہو کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" صفحہ ۸۹ تا ۹۰)۔ ملاں یوسف رحمانی کو اپنے گھر کی تو خبر ہی نہیں اُن کے اکابر تو کہہ رہے ہیں کہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے "تحذیر الناس" کے عقیدہ ختم نبوت کے انکار کی بنا پر مولوی احسن نانوتوی اور قاسم نانوتوی کی تکفیر کی لیکن مصنف "سیف شیطانی" اس کے مقابلہ میں فرضی کتابیں گھڑ کر اپنے اکابر کا ایمان و اسلام ثابت کرتا ہے۔ کیا اس طرح ہی دیوبندیت کا دفاع ہوگا؟

حاجی امداد اللہ صاحب پر افتراء

مصنف "سیف شیطانی" اور تو اور اپنے اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ پر بھی افتراء سے باز نہیں آیا۔ لکھتا ہے " حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مولانا (رشید) گنگوہی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی اور فاضل حقانی ہیں سلف صالحین کا نمونہ جامع بین الشریعت والطریقت ہیں شب و روز خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول رہتے ہیں ...... ہندوستان میں مولوی صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشکل کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہیں محبت رسول کریم اور عشق خداوندی میں مستغرق ہیں حق گو ہیں لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ یعنی اللہ کے دین کی حمایت و اشاعت اور تبلیغ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی ڈر نہیں رکھنے کے مصداق ہیں۔ خدا کے اوپر پورا توکل رکھتے ہیں بدعات سے پورے طور پر مجتنب ہیں۔ اشاعت سنّت ان کا پیشہ ہے بدعقیدوں کو خوش عقیدہ بنانا ان کا طریقہ ہے ان کی صحبت اہل اسلام کے واسطے کیمیا اور اکسیر اعظم ہے ان کے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ یہی اللہ والوں کی علامت ہے اور تارک الدنیا ہیں راغب الی الآخرت ہیں تصوف اور سلوک میں کامل ہیں ...... فقیر ان کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے ... میرا اور مولوی صاحب کا ایک عقیدہ ہے ...... الخ"

حاجی صاحب کے نام سے منسوب اس قسم کے پُرفریب و مغالطہ آمیز الفاظ پر مشتمل ایک طویل مضمون صفحہ ۳۶، ۳۷ پر نقل کیا ہے لیکن اتنے بڑے دعوؤں پر حاجی امداد اللہ صاحب کی اپنی تصانیف میں سے کوئی حوالہ نقل نہ کیا۔ "صدائے حق" اور "چٹان" کا حوالہ کیا اتنے لمبے چوڑے دعوؤں کیلئے کافی ہو سکتا ہے

"صدائے حق" اور "چٹان" دیوبندیوں کے اخبار ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب وہ ہیں جنہوں نے اپنی شہرہ آفاق تصانیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" اور "شمائم امدادیہ" میں دیوبندی دھرم کی وہ گت بنائی ہے کہ تا قیامت یاد رہے گی۔ مُلّاں یوسف کو حاجی صاحب کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیئے تھی مگر شرم ان کے پاس کہاں جب شرم و حیا رخصت ہو جائے تبھی کوئی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حاجی صاحب کے فرضی مکتوب کے چند دعووں پر نظر ڈالیے۔ خط کشیدہ عبارات والفاظ کو ملاحظہ فرمایئے۔

نمبر ۱: مولوی رشید احمد گنگوہی خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول ہیں۔

حالانکہ مقتول المسلمین مولوی اسماعیل دہلوی "تقویۃ الایمان" میں صاف لکھتے ہیں:

"رسول کے چاہنے (رضا) سے کچھ نہیں ہوتا" ("تقویۃ الایمان" صلا ۶۵)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں "یوں کہنا کہ اگر رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا شرک ہے" ("بہشتی زیور" اوّل صلا ۴۵)

جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دہلوی اور تھانوی شرک سمجھتے ہیں وہ گنگوہی کے لئے کس طرح روا ہو گئی کہ خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول ہیں۔

نمبر ۲: مولوی (رشید) صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ماننا پڑے گا حاجی صاحب کے نزدیک تمام دیوبندی وہابی مُلّاں مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی خلیل انبیٹھوی۔ اشرف علی تھانوی۔ انور کاشمیری۔ محمود الحسن دیوبندی حسین احمد مدنی وغیرہ وغیرہ سب جاہل و بے علم ہیں کیونکہ حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی ان سے ہوتی ہے۔ حاجی صاحب مولوی رشید کو فرد واحد لکھ کر دیوبندی ملاؤں کی جہالت اور علمی بے بضاعتی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

نمبر ۳: تارک الدنیا ہیں

اگر یہ صحیح ہے تو تارک الدنیا ہونا کس طرح سنّت نبوی کے مطابق ہو سکتا ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جملہ دنیاوی امور کو (تعلیم امت کے لئے ہی سہی) انجام نہیں دیتے تھے؟

نمبر ۴: فقیر (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) ان (مولوی گنگوہی) کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

یہ بات بھی دیوبندی دھرم پر ایک بہت بڑی ضرب ہے ایک سنّی مسلمان کہتا ہے میں حضور

غوث اعظم سرکار بغداد یا حضور خواجہ غریب نواز یا سرکار داتا صاحب قدست اسرارہم کی ذوات قدسیہ کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں تو کفر و شرک کے خانہ ساز فتووں کے دریاؤں میں سیلاب آ جاتا ہے لیکن خود مولوی گنگوہی کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب کے لئے ذریعہ نجات مان رہے ہیں ملاں رحمانی نے یہ لکھ کر گویا تاثر دیا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب رشید گنگوہی کے لئے ذریعہ نجات نہیں بلکہ ملاں رشید حاجی صاحب کے لئے ذریعہ نجات ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب رشید گنگوہی کے پیر و مرشد نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر و مرشد اور ان کے لئے ذریعہ نجات ہیں۔

نمبر ۵۔ میرا اور مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کا ایک عقیدہ ہے۔

یہ بات سراسر جھوٹ افتراء اور بکواس ہے یقین نہ آئے تو کوئی بھی شخص حاجی امداد اللہ صاحب کا "فیصلہ ہفت مسئلہ" اور "شمائم امدادیہ" اور رشید گنگوہی کا "فتاویٰ رشیدیہ" اور ان کی تصدیق شدہ "براہین قاطعہ" لے کر بیٹھ جائے۔ رشید کے انگریزی فتووں سے حاجی امداد اللہ صاحب کافر و مشرک و بدعتی قبر پرست نظر آئیں گے۔ زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں خود مولوی رشید احمد گنگوہی سے پوچھئے کیا آپ کا اور حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ ایک ہے تو وہ گاندھی جی کی جے اور محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگا کر صاف صاف بتا دیں گے۔

"حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی...... جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے" واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر رشید احمد ۱۳۰۱ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۹۱)

بتلایئے مولوی رشید احمد گنگوہی تو کہہ رہے ہیں کہ سوالات شرعیہ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر کرنا بے جا۔ وہ شرعی مسائل اور دینی عقائد کو کیا جانیں۔ کیا مولوی گنگوہی جی کے اس حوالہ سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ حاجی صاحب اور ان کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ شرعی مسائل میں حاجی صاحب کا نام لینا اور ذکر سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک حاجی امداد اللہ صاحب شرعی مسائل میں جاہل و بے خبر ہیں۔ مگر اس کے باوجود ملاں رحمانی کھینچا تانی سے حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک عقیدہ بتا رہا ہے۔ اور سنیئے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب حاجی صاحب کی مسائل شرعیہ سے بے خبری یوں بیان کرتے ہیں:

سوال۔ رسالہ "ہفت مسئلہ" مطبوعہ نظامی جو کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے

منسوب ہوکر شائع ہوا ہے یہ نسبت حاجی صاحب سلمہ کی غلط ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ " یہ رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" ان (حاجی امداد اللہ صاحب) کا لکھا ہوا نہیں کسی نے لکھا ان (حاجی صاحب) کو سنا دیا انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحت کی تصحیح کر دی اور ان کو حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی" واللہ تعالیٰ اعلم "(فتاویٰ رشیدیہ" جلد اول صفحہ ۹۴)

جاننا چاہیے پہلے تو رشید احمد گنگوہی نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر مسائل شرعیہ میں بے جا بتایا تھا اور اب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے فیصلہ ہفت مسئلہ کی تصحیح کر دی انہیں حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی۔ بتلایئے ایسے حالات میں کوئی کس طرح یقین کرے کہ حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک عقیدہ ہے۔ اور پھر "شمائم امدادیہ" اور "فیصلہ ہفت مسئلہ" اور "فتاویٰ رشیدیہ" "براہین قاطعہ" سب کے سامنے ہے ہر ذی علم جان سکتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے عقائد و نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر حالی یوسف دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے دن کو رات اور رات کو دن بتا رہا ہے اپنی چلسازیوں کے کرتب دکھا کر لوگوں کو بے وقوف بنانا چاہتا ہے تاکہ سادہ لوح انسان دیوبندیت کے حبال میں پھنسے رہیں۔

شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ پر افتراء

"سیف شیطانی" کے ذیل مصنف نے اپنے مفتری ملاؤں اور جھوٹے اکابرین کے مصنوعی تقدس کا بھرم قائم رکھنے کے لئے شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیا ہے صفحہ ۳۷ و صفحہ ۳۸ پر لکھتا ہے " مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے آپ (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور (انور) شاہ صاحب خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا "میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں" آپ نے ایسا ہی کیا۔۔۔۔ الخ

دنیا جانتی ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف اہل سنت کا عظیم آستانہ ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ۔ حضرت ثانی صاحب اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب کے عقائد حقہ اور مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں

ان حضرات کی مساعی جمیلہ کسی سے مخفی نہیں مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی اسی آستانہ کے خادم اور سُنّیت بریلویت مسلکِ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کے سرگرم مبلغ و واعظ ہیں۔ میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ میں شروع ہی سے سُنّی بریلوی علماء کا تقرر ہوتا چلا آرہا ہے لیکن اگر کوئی شخص جھوٹ اور بے شرمی پر کمر باندھ لے تو اس کا کیا علاج ہے ؟

"خزینہ معرفت" کا حوالہ کسی طرح بھی قاری یوسف کے لئے مفید نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس میں لکھا ہے مولوی انور شاہ اور احمد علی شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ شرقپور شریف کہنا اور عاجزی و نیازمندی سے حاضر ہونا دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

۲۔ حضرت میاں صاحب قبلہ کو یہ لوگ بڑی ارادت سے ملے۔ حالانکہ میاں صاحب یارسول اللہ کا نعرہ لگانے اور گیارہویں شریف کرنے والے تھے۔ اور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو سرکار غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اس دور میں نائب سمجھنے والے تھے (ملاحظہ ہو ماہنامہ "نور ظہور" قصور جلد اول شمارہ صفر المظفر)۔ ایسے صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہونا؛ بڑی ارادت سے ملنا یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

۳۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کا کچھ باتیں فرمانا (وہ باتیں عقائد اہل سُنّت عظمت شان رسالت اور اہل اللہ کے پاکیزہ ذکر پر مشتمل ہی ہوں گی) کرنا اور مولوی انور کاشمیری کا خاموش رہنا عقائد حقہ قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس خاموشی کو اجماعی سکوتی سے تعبیر کیا جائے گا اور پھر حضرت میاں صاحب کو اپنا رہبر و رہنما بزرگ و پیشوا سمجھتے ہوئے یہ عرض کرنا کہ "میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں" یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔ انور کاشمیری اور احمد علی لاہوری کے اعتقاد و عمل میں ایسی انقلابی تبدیلیوں کے بعد اگر حضرت میاں صاحب ان کو لاری اڈا پر چھوڑنے تشریف لے آئے تو اس سے دیوبندیت وہابیت کی کون سی تائید ہوگئی ؟ تائید تو جب ہوتی اگر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" "تحذیر الناس" جیسی گستاخانہ اور رسوائے زمانہ کتابوں کی تائید فرماتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مناظرِ اسلام 'فاتح دیوبندیت وہابیت' مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مرحوم اسی آستانہ کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ مبلغ و مناظر تھے۔ کیا کل کو دیوبندی یہ کہیں گے کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی دیوبندی طاقوں کے مداح تھے ؟ آخر کوئی تو ڈھنگ کی بات کرنی چاہیئے۔

ایسی بے سروپا حکایات 'من گھڑت فرضی افسانوں اور بے ربط باتوں کی بنیاد پر دیوبندیت

کاشیش محل آخر کتنے روز کھڑا رہے گا اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری اور حاجی امداد اللہ صاحب اور امام اہلِ سُنّت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب کے ذمہ جھوٹ باندھنا ' اُن پر افتراء کرنا من گھڑت کتابوں فرضی صفحوں کے حوالے دینا اور پھر بے شرمی و بے حیائی سے صد۳۸ و صد۳۹ پر اعلیٰحضرت کا فتویٰ کی سرخی جما کر یہ تاثر دینا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے ایسے لوگوں پر یہ فتویٰ دیا ہے وُہ فتویٰ دیا ہے. صد۳۹ کے خیانت افروز خلاصہ میں یہ بیان کرنا کہ خلاصہ یہ ہوا کہ احمد رضا خاں کے نزدیک مولانا شیر محمد صاحب شرقپوری اُن کے پیر بھائی سید بدر الحسن صاحب مولانا نقی احمد خاں صاحب (احمد رضا خاں کے والد) کافر ہوئے ان کی اولاد حرامی ہوئی العیاذ باللہ حالانکہ ان حضرات پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کا اطلاق اس وقت ہوتا جب ان حضرات نے فی الواقع دیوبندیت وہابیت کے عقائد بد و باطل کی تائید کی ہوتی "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" "تحذیر الناس" کے مصنفین کے کفریات کو اسلام سمجھا ہوتا. لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مصنف "سیف شیطانی" نے ان حضرات کی طرف جو باتیں منسوب کی ہیں وُہ جھوٹ ہیں خالص افتراء ہیں بلکہ یہی باتیں دیوبندی دھرم کے منافی ہیں جب یہ سارا تانا بانا ہی جھوٹ اور افتراء کا ہے تو پھر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے مبارک فتاویٰ کا اطلاق ان بزرگوں پر نہ ہوگا اور مصنف "سیف شیطانی" کا جعلسازی سے تیار کردہ خلاصہ جہنم رسید ہو جائے گا.

نام نہاد "سیف رحمانی" کے بقلم خود مناظرِ اسلام نے صد۴۲ پر مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ؎

وُہ مدنی محمد معین بن کے آیا — غضب کا جوان حسین بن کے آیا

(الخ "ہفت اقطاب" صد۱۴۹)

طالب خدا اگر کہ ناز کہ بچشم من — عین محمد است کہ عربی شنیدہ

(الخ "ہفت اقطاب" صد۱۵۱)

طالب اگر ہے حسن تجلی کی دید کا — آ دیکھ زاہدا رخ زیبا فرید کا

نقش فرید نقش ہے رب مجید کا — اظہار ذات حق ہے سراپا فرید کا

(الخ "ہفت اقطاب" صد۱۰۱)

نام نہاد مناظر اسلام نے کمال بے حیائی سے یہ اشعار تو نقل کر دیئے اب چاہیے یہ تھا کہ ان اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں کفر و ارتداد یا شرک ثابت کرتا. یا پھر اکابرین اہل سُنّت کی کتب

سے اس کا تصدیق پیش کرتا لیکن دلائل اور تحقیقات اس جاہل مطلق کے بس کا روگ نہیں لہٰذا اپنی آبائی جہالت کا راز طشت از بام کرنے کے لیے مسدس حالی کے اشعار میں پناہ لی۔ حالی کے اشعار کوئی وحی خدا تھوڑا ہی ہیں خود جاہل مصنف اپنی رسالے کے صفحہ ۱۱ پر بھونکتا ہے "اگر امام اعظم رحمۃ اللہ کا فرمان بھی قرآن و حدیث سے معارض ہوگا ہم اس کو بھی ٹھکرا دیں گے۔" جب اس بدبخت کو امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اقوال و ارشادات پر ایسی بے اطمینانی ہے تو ہم حالی کے اشعار کو قرآن حدیث کے برابر کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ دلائل قرآن و حدیث و فقہ سے ہوتے ہیں یا مسدس حالی سے ؎ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اور پھر حالی نے بھی یہی کہا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

بفضلہ تعالیٰ ہم اہل سنت بھی بت یا کسی مزار کی پوجا کرنے، کسی کو خدا کا بیٹا ٹھہرانے، آگ پر یا کسی قبر پر سجدہ عبادت، کواکب میں کرشمہ ماننے کو کفر کہتے ہیں۔ باقی حالی صاحب جن مسلمانان اہلسنت کو یہ کہتے ہیں ؎

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں الخ

اگرچہ حالی نے مسلمانان اہل سنت پر یہ افتراء کیا ہے کہ وہ نبی کو خدا کر دکھلاتے ہیں یا اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھاتے ہیں یا شہیدوں سے دعا مانگتے ہیں اس پر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ شہیدوں سے دعا کوئی بھی نہیں مانگتا بلکہ شہیدوں کے وسیلے سے دعا مانگی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود خود حالی اپنی موخر الذکر اشعار سے پہلے لکھتے ہیں ؎

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

حالی بلا دلیل و ثبوت مسلمانان اہل سنت پر غیر خدا کی پرستش کا بلا دلیل و ثبوت جھوٹا الزام لگانے کے ساتھ ساتھ ان کو مومن مان رہا ہے۔ بھلا غیر کی پرستش کرنے والا مومن کس طرح رہ سکتا ہے!

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

حالی تو گئے جہاں ان کا مقام تھا انہوں نے اپنے تمام اشعار میں مسلمانان اہل سُنّت پر غیر کی پرستش کرنے، نبیوں کو خدا کر دکھانے، اماموں کو نبی سے بڑھانے، شہیدوں سے دُعا مانگنے کا افتراء کرتے وقت کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن لکیر کے فقیر نام نہاد مصنف "سیف رحمانی" نے بھی حالی کی ماری ہوئی مکھیوں کا عرق نکالتے وقت کسی دلیل و ثبوت کی حاجت نہ سمجھی اور بے دریغ اس افتراء میں شریک ہوگیا۔ مصنف "سیف رحمانی" میں رتی بھر صداقت ہے تو وہ ثابت کرے کہ اکابر اہل سُنّت میں سے کس نے نبی کو خُدا کے برابر کیا یا اماموں کو نبیوں سے بڑھایا؟

باقی رہے "ہفت اقطاب" کے متذکرہ بالا اشعار ان میں بھی وہ بات نہیں جن کی وہ حالی کے اشعار سے تردید کرنا چاہتا ہے۔ اگر مصنف "ہفت اقطاب" کے اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت کرے تو ہم اس کے دلائل کا تجزیہ کر سکتے ہیں لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ ان اشعار پر مدلل گفتگو کرے۔ اور ہوائی باتوں سے دل نہ بہلائے۔ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب "ہم تکفیری انسان" میں حاجی امداد اللہ صاحب کے اپنے پیر و مرشد حضرت نُور محمد صاحب کی مدح میں اشعار "امداد المشتاق" سے نقل کرتے ہیں اور اسماعیل قتیل سے اس پر فتویٰ کفر و شرک ثابت کرتے ہیں تو وہ بے قراری و اضطراب کی کیفیت میں قرآن و احادیث سے ان اشعار کو ثابت کرنے کی بجائے لکھتا ہے "حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو کہ آپ نے حالت وجد و ذوق میں تدا بیر مشروعہ کے تحت اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب کے متعلق فرمائے ہیں" (سیف شیطانی صفحہ ۹۴)

ہم پوچھتے ہیں کیا ذوق۔ وجد۔ اور تدا بیر مشروعہ پر آپ کی اجارہ داری ہے۔ جب آپ اپنے اکابرین کے پیر و مرشد کو فتویٰ کفر و شرک سے بچانے کے لئے وجد و ذوق اور تدا بیر مشروعہ کا بہانا بناتے ہیں تو پھر مولانا غلام جہانیاں کے اشعار کے متعلق بھی ایسا ہی سوچ لیا ہوتا۔ انہوں نے وجد و ذوق نہیں تو کون سا بغض و عناد میں محولہ بالا اشعار تحریر کئے ہیں کچھ تو دیانت چاہیئے۔

مصنف "سیف شیطانی" مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ کے طور پر مذکورہ بالا اشعار نقل کرنے کے بعد صفحہ ۹۲ پر لکھتا ہے "یہی وہ تخلص ہیں جو کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بازی لے گئے انہوں نے صرف نبی کو خدا بنایا اور حلول و تشبیہ اور جزئیت کا عقیدہ رکھا مگر آج کا مسلم نما انسان تو ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہے۔"

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مذکورہ بالا مختصر سی عبارت میں مصنف نے تین دعوے کئے ہیں لیکن ثبوت ایک کا بھی نہیں۔

(۱) — یہود و نصاریٰ سے بازی لے گئے۔

(۲) — انہوں نے نبی کو خدا بنایا حلول تشبیہ اور جزئیت کا عقیدہ رکھا۔

(۳) — مگر آج کا مسلم نما انسان تو ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہے۔

بتائیے اس سے زیادہ اور کیا بے شرمی اور بے حیائی ہوگی۔ بھلا اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہم اہل سنت ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ولی کو نبی بنانا اور نبی کو خدا قرار دینا تو یقیناً کفر ہے۔ اگر یہ بات فی الواقع صحیح ہے تو پھر اکابر دیوبند نے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ایمان و اسلام کی شہادت کیوں دی جیسا کہ ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ اور تو اور اگرچہ شعر بے محل ہی سہی خود مصنف "سیف شیطانی" صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے ؎ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

کچھ بھی ہو بہر حال یہ شعر لکھ کر خود مصنف "سیف شیطانی" نے بھی ہم اہل سنت کو مسلمان تو تسلیم کر ہی لیا۔ آگے اس کی بے ایمانی ہے کہ وہ ہم پر ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنانے کا افتراء کر کے اپنے کذاب و مفتری ہونے کا ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ بھلا جو شخص ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے وہ بھی مسلمان ہوتا ہے؟ ؎ کوئی بتلائے کہ ہم بتائیں کیا۔

مولانا غلام جہانیاں صاحب کے اشعار اگر واقعی مبنی بر کفر و شرک تھے تو یہ اشعار نقل کرنے کے بعد مسلمان تسلیم کرنے کے اعلان کا کیا مطلب؟ کہ

؎ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

تعجب ہے کہ مصنف "سیف شیطانی" ان لوگوں کو مسلمان تسلیم کر رہا ہے جن کو چند سطور قبل خود ہی لکھتا ہے "یہی وہ اشخاص ہیں جو کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بازی لے گئے" یہ سچ ہے

دروغ گو را حافظہ نباشد

اور پھر ان کی محاورہ سازی کی صنعت ملاحظہ ہو لکھتا ہے آج کا مسلم نما انسان۔ کیا مسلم انسان نہیں ہوتے؟ یہ ہے جہالت۔ ہاں ہاں یہ ہے حماقت جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ اسی طرح پاگل پن میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور عقل و شعور سے عاری باتیں کرنے لگتا ہے۔ طنزیہ محاورے اس طرح بنتے ہیں۔ گندم نما جو فروش۔ رہبر نما رہزن۔ یعنی متضاد چیز پیش کی جاتی ہے۔ مسلم نما انسان کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمان انسان نہیں ہوتے بے چارے نے اپنی جہالت سے مسلمانوں کی انسانیت ہی کا انکار کر ڈالا۔

جاہل مصنف نے مولانا غلام جہانیاں کے اشعار نقل کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اسے ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ ہوتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ ممکن ہے اس کو اس پر اعتراض ہو کہ وہ مدنی محمد معین بن کے آیا۔ تو ہم کہیں گے یہ ذو معنی ہے۔ وہ مدنی صلی اللہ علیہ معین (یعنی مددگار) بن کے آیا۔ اگر وہ یہ سمجھا کہ حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ معین بن کے تشریف لائے۔ تو ہم کہیں گے اس پر اعتراض کرنے سے پہلے بانی مدرسہ دیوبند کی "سوانح قاسمی" کا دونوں آنکھیں کھول کر مطالعہ کرے لکھا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا اور سر مبارک" (سوانح قاسمی صفحہ ۲۹ ج ۳)۔

یہاں دیوبندیوں نے حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ہر عضو مبارک کو بانی مدرسہ دیوبند کے جسم میں سما دیا ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عضو نانوتوی بنا دیا۔ یہ کس قدر شدید ترین گستاخی ہے اور پرلے درجہ کی توہین ہے۔ مگر توہین انبیاء علیہم السلام و گستاخی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم توان کا جدی پیشہ ہے۔ خود بابائے وہابیت مقتول المسلمین اسماعیل قتیل اپنی قرآن ثانی "تقویت الایمان" میں لکھتا ہے

"انبیاء اولیاء، امام، امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں ...... اور بندے عاجز، ہمارے بھائی" (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳)

جب انبیاء کرام علیہم السلام تک کو بندے عاجز، اپنے بھائی اور اپنی مثل بشر کہا جاتا ہے تو پھر انہیں مولانا غلام جہانیاں کے اس مفہوم پر بھی تعجب نہیں ہونا چاہیے جو ان کا من گھڑت ہے۔ اور مولانا کی مراد کے خلاف ان سے غلط منسوب ہے۔ یہ تو دیوبندیوں ہی کا عقیدہ ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی قرار دیتے ہیں بلکہ یہاں تک لکھتے ہیں:

"لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے"

("فتاوی رشیدیہ" صفحہ ۹۶ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

نہ صرف یہ بلکہ اپنے مولویوں کو بھی رحمۃ اللعالمین قرار دے لیتے ہیں مفتی محمد حسن امرتسری مشہور دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اعظم تھے۔ ان کے انتقال پر ایبٹ آباد کے (دیوبندی) مہتمم مدرسہ لکھتے ہیں۔ "آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ اللعالمین دنیا سے سفر آخرت فرما گئے" ("تذکرہ حسن" بحوالہ تجلی دیوبند "نوری کرن" فروری ۱۹۶۳ء)

دیوبندی ملاں کو مناظر اسلام بننے کے شوق کے پاگل پن میں شعر

طالب وہی اللہ وہی احمد وہی ناز ک ؎

اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

یہ اعتراض سوجھا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ کافر عیسائیوں کا تھا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ (القرآن) اس بدبخت کو یہاں تثلیث نظر آئی لیکن اس کو کیا کہیے کہ مولوی عاشق الٰہی دیوبندی میرٹھی تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۴۲ پر لکھتے ہیں :

" ضامن علی جلال آبادی (دیوبندی) کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے "فلانی کیوں نہیں آئی؟" رنڈیوں نے جواب دیا "میاں صاحب ہم نے اس کو بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا کہ میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں"۔ میاں صاحب نے کہا "نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا" چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟" اس نے کہا "حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں"۔ میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے (والعیاذ باللہ)"

بتایئے رنڈیاں اپنی سیاہ بختی کا اعتراف کریں لیکن دیوبندی پیر اللہ تعالیٰ سبوح و قدوس کو رنڈیوں اور ان کے افعال بد کا ذمہ دار قرار دیں کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ دیوبندی پیر کے نزدیک (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ ان رنڈیوں اور ان کے آشناؤں میں حلول کر گیا تھا۔ جو ان کے افعال بد کی ذمہ داری اس سبحان سبوح پر ڈالی گئی اور یہ لکھا کہ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (والعیاذ باللہ) ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ثابت ہوا کہ دیوبندی پیر خود حلولی ہیں۔ یہ جاہل مصنف کی سینہ زوری ہے کہ وہ اپنی بے شرمی کے بل پر حلولی ہونے کا الزام لگاتا ہے اور ساتھ ہی اپنے کذاب ہونے کا سرٹیفکیٹ پیش کرنے کے لئے لکھتا ہے "تشبیہ و حلول کے قائل کے متعلق خود مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں کہ تشبیہ کا قائل کافر ہے" (سیف شیطانی صفحہ ۴۲)۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ مبارک نقل کیا گیا ہے جب یہ بدبخت خود معترف ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تشبیہ و حلول کے قائل پر حکم کفر

صادر فرماتے ہیں تو پھر بریلویوں پر حلول تثلیث و تشبیہ کی افتراء پردازی کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے۔ مصنف "سیفِ شیطانی" مفتری ہے اور متضاد دعوے کر کے اپنی فریب کاریوں اور تضاد بیانیوں کا راز افشاء کر رہا ہے۔ مصنف "سیفِ شیطانی" نے جب خود صفحہ ۴۰ نصف تا صفحہ ۴۴ "عرفان شریعت اور فتاویٰ افریقیہ" سے سب کچھ ثابت کیا ہے تو پھر ہم پر الزام کیسا ہماری صفائی تو وہ خود پیش کر چکا باقی جھک مارنے سے کیا فائدہ؟

جاہل مصنف نے صفحہ ۴۴ پر مولانا محمد یار صاحب گڑھی شریف والوں کے بھی چند اشعار نقل کئے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی بزرگ کے شعر نقل کر دینا ہی کافی ہیں؟ ان کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت کیا جاتا اور پھر اپنے پاؤں پر جو کلہاڑی خود مار چکا ہے اُس کو بھی پیش نظر رکھتا یعنی مصنف خود حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کی صفائی میں کہہ چکا ہے کہ یہ اشعار حالت وجد و ذوق میں لکھے گئے ہیں جب آپ حاجی امداد اللہ صاحب کو کفر و شرک کے اسماعیلی فتوؤں سے بچانے کے لئے وجد و ذوق کی پناہ تلاش کر سکتے ہیں تو پھر مولانا محمد یار صاحب مرحوم پر کیا اعتراض ہے اگر کوئی اعتراض ہے تو مدلل بیان کریں اور جواب لیں۔ گر مصنف "سیفِ شیطانی" میں اتنی لیاقت کہاں کہ وہ مدلل گفتگو کرے۔

گھر کی خبر نہیں

دیوبندیت کی مُردہ نعش میں نئی روح ڈالنے کے لئے "سیفِ شیطانی" کا عنید مصنف بہر عنوان اعتراضات کے خبط میں اس حد تک مبتلا ہے کہ اُسے گھر کی خبر ہی نہیں وہ مولانا غلام جہانیاں صاحب اور مولانا محمد یار صاحب مرحوم پر تو اعتراض کرنے نکلا ہے مگر اپنے اکابر کے عقائد و فتاویٰ سے واقفیت ہی نہیں۔ جس قسم کے اشعار پر وہ اعتراض کر رہا ہے اس سے بڑھ کر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کے "مرثیہ" میں لکھے ہیں۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

ملاحظہ ہو "مرثیہ گنگوہی" ؎

بانی اسلام کا ثانی

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی
(مرثیہ گنگوہی ص۶)

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہا جا رہا ہے۔ بانی اسلام کون ہے ظاہر ہے کہ حقیقی بانی اسلام اللہ تبارک تعالیٰ ہے یا پھر حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہہ سکتے

ہیں مگر مولوی محمود الحسن اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہی مولوی محمود الحسن چند ورق آگے لکھتے ہیں

ربّ العالمین — خدا ان کا مربّی وہ مربّی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربّی خلائق کہا گیا ہے جس کا معنی ہے ربّ العالمین۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کے صہ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا ترجمہ یوں کیا ہے سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے یکسر عظیم اور واضح شرک ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق کہا جائے۔ خلائق جمع خلق کی ہے گویا مولوی رشید احمد گنگوہی ہر ہر عالم کے رب اور پوری خلقت کے پروردگار ہیں۔ لیکن کوئی شرک نہیں کوئی کفر نہیں۔

اگر یہی بات کوئی سُنّی مسلمان حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہہ دے کہ

خدا اُن کا مربّی وہ مربّی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

فوراً کفر و شرک کی مشین گنیں ہزار ہزار گولے فتاویٰ کفر و شرک اُگلنے لگیں لیکن مولوی گنگوہی کے متعلق کہو تو سب ہضم ہے۔

عیسیٰ و یوسف علیہما السّلام — دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن اپنے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی کو ربّ العالمین اور بانی اسلام کا ثانی قرار دینے کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام میں سے رشید احمد گنگوہی کو مسیحائے زماں (اپنے وقت کا عیسیٰ علیہ السّلام) اور ماہ کنعانی (سیدنا یوسف علیہ السّلام) قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی (مرثیہ گنگوہی صہ)

اور

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (مرثیہ گنگوہی صنا)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے غلام بھی سیدنا یوسف علیہ السلام کے ثانی ہیں۔

ان ساری خرافاتوں اور جاہلانہ بکواسوں کا تعلق خود مناظر اسلام کے پاس کیا جواب ہے؟

اگر کچھ ہے تو یہی کہ یہ اشعار حالت وجد و ذوق و سکر میں تدابیر مشرو و کے تحت لکھے ہیں

جناب! اس کی دلیل کیا ہے دلیل کچھ نہیں ہمارا کہہ دینا ہی دلیل ہے ہم جو کہہ رہے

بندہ نواز! اگر یہی اشعار حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ یا سرکار سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی مدح میں کہہ دیئے جائیں تو پھر ....

پھر یقیناً کفر و شرک ہیں اور یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام کی توہین و تنقیص ہے۔

اہل علم و انصاف کے لئے مقام غور و فکر ہے یہ جاہل ملاں اپنے اکابر کانگرسی ایجنٹوں ہندؤں کے چھوٹوں کو کیسے کیا بنا دیتے ہیں کس فراخدلی سے رب العالمین بانی اسلام کا ثانی سیدنا عیسیٰ و یوسف علیہم السلام قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت حقیقی اولیاء اللہ و محبوبان خدا کی شان میں کہہ دیں تو فوراً شرک و بدعت کا جان لیوا دورہ پڑ جاتا ہے۔

بتایئے مولانا محمد یار صاحب مرحوم نے اپنے اشعار میں کوئی اس قسم کی انتہا پسند اور شدید مبالغہ آمیزی کی بات کہی ہے اگر کہی بھی ہوتی تو اس کی ذمہ داری امام اہل سنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر کس طرح آسکتی ہے اور اس کو پوری دنیائے اہل سنت کا عقیدہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

ملاں رحمانی کو یہ بھی گوارہ نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہہ دے ؎

کسی عارف سے پوچھا تھا خدا کی کیسی صورت ہے
ندا سے یہ آواز آئی میری صورت محمد کی (ولنعت نور محمد ﷺ)

حالانکہ خود سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من رانی فقد رأ الحق
جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

یا یہ کہ ؎

خدا کی پاک ہستی کو محمد میر کہتے ہیں
محمد بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں (دیوان محمدی ﷺ)

پہلے مصرعہ میں خدا کی پاک ہستی کو محمد میر کہنا ہے وہ معنوی لحاظ سے ہو سکتا ہے محمد کا معنی بے حد تعریف کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بھی بے حد کی گئی، کی جاتی ہے کی جاتی رہے گی۔ پہلے مصرعہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہا بلکہ خدا تعالیٰ کو محمد میر کہا گیا ہے لہذا نبی کو خدا سے بڑھانے کا افتراء غلط ثابت ہوا اور مصرعہ ثانی محمد بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں۔ اس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہا گیا۔ شاعر کہتا ہے محمد بے کدورت کو اسے خدا پیر کہتے ہیں اور علاقائی زبانوں کے الفاظ میں ایسا کہنا معنوی اعتبار سے غلط نہیں ہے۔

اسی طرح — محمدؐ میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے
حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ

یہ بھی معنوی اعتبار سے غلط نہیں یعنی حضور سیدنا محمدؐ کے عشق و محبت میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے اور حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ۔ اس میں حضور محمدؐ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور برتری تسلیم کی جارہی ہے اور حبیب کبریا کا شیخ فانی اُن کا پروردہ کیا جارہا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یا ہمسر نہیں کیا جارہا ہے جیسا کہ دیوبندی کہتے ہیں اور ابھی "سوانح قاسمی" جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ کے حوالہ سے گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو عضو مولانا نانوتوی میں سما گیا۔ یہ کون سی دلیل شرعی سے ہے؟

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
حق ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی
(دیوان محمدی ص؟)

اس میں بھی خدا کی شان "خدا کی جلوہ گری" کہا ہے یعنی ذات خدا نہیں کہا گیا۔ بلاشبہ اولیاء اللہ کی مقدس شانیں اللہ تعالیٰ کی شان کا مظہر ہیں اور انوار الٰہیہ ہی کے جلوہ کی اولیاء اللہ میں جلوہ گری ہے باقی رہا تصویر کہنا بمعنی صورت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

میں نے اپنے ربّ کو اچھی صورت میں دیکھا

عثمانی جی نے یہ شعر بھی نقل کیا ہے

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان
بشکل صدر الدین خود رحمۃ العالمین آمد

عثمانی جی نے نقل کرنے کو تو یہ شعر بھی نقل کر دیا ایک لمحہ کی تاخیر نہ کی مگر یہ نہیں بتایا اس شعر کے کس حصہ سے اس کو کون سا مورد لاحق ہوا ہے۔ شعر کا مفہوم اپنی جگہ واضح ہے۔ برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان مصرعہ ثانی بشکل صدر الدین خود رحمۃ العالمین آمد۔ پر ہی اس کو کچھ اعتراض ہو سکتا ہے تو اہل سنت کا عقیدہ ہے بلاشبہ جس وقت بھی چاہیں سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ چاہیں جلوہ افروز ہو سکتے ہیں۔ ہم اہل سنت کا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔ اور دیوبندیوں کا اپنے مولانا قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو

"ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لاتے تھے۔"
("سوانح قاسمی" جلد سوم صفحہ ۱۵ "ارواح ثلاثہ" صفحہ ۱۸۵)

سید احمد ساکن رائے بریلی

"ایک مالدار مسلمان وائم الخمر (شرابی) نے آپ (سید احمد) کی خدمت میں عرض کیا حضرت میں شراب نوشی کا ایسا عادی ہوں کہ اس کے بغیر ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا اور تمام منہیات شرعی سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ نے فرمایا "اچھا ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو" اس کے بعد وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ ایک روز شراب کے نشہ نے زور کیا نوکر سے شراب مانگی وہ پیالہ میں ڈال کر شراب لے آیا۔ جوں ہی پیالہ منہ کے نزدیک لے گیا دیکھا دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے (سید احمد وہابی) سامنے کھڑے ہیں فوراً پیالہ ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو وہم ہو گیا تھا پھر نوکر کو حکم دیا وہ شراب پیالہ بھر کر لایا اور اس نے پینے کے لئے منہ کے قریب کیا مگر پھر سید صاحب کو حاضر اور موجود پایا پھر پیالہ پھینک کر حضرت حضرت کہہ کے آپ کی طرف دوڑا۔ پھر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں۔ پھر کوٹھڑی میں گھس کر کل دروازوں کو مقفل کر دا کر شراب طلب کی منہ کے قریب پیالہ لے جانے کے ساتھ ہی (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا۔ تب پیالہ پھینک دیا۔ سید صاحب کو ڈھونڈا تو کچھ پتہ نہ چلا آخر لاچار ہو کر بیت الخلا (پاخانہ گاہ) میں شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا اس وقت اس نے شراب سے توبہ کی"

("سوانح احمدی" صفحہ ۵۲ مولفہ محمد جعفر تھانیسری)

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ملتان شریف تشریف لانا تو محل تعجب وطعن ہے لیکن مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی سید احمد ساکن رائے بریلی پیر و مرشد اسماعیل قتیل کا بعد انتقال بھی جسد عنصری کے ساتھ آنا اور متعدد بار حاضر ہونا باعث تعجب نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان لوگوں کے قلوب میں اپنے ملاؤں کی عظمت سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت سے کہیں زیادہ ہے۔ باقی رہا تشکل صدر الدین تو یہ بھی ذو معنیٰ بات ہے اور پھر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ "رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسم مبارک مولوی قاسم نانوتوی کے جسم میں سما گیا ہر عضو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر عضو مولانا نانوتوی میں سما گیا" ("سوانح قاسمی جلد ۳ صفحہ ۱۲۹")۔

بتایئے جب ان کا اپنے مولویوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے تو پھر اور کسی پر کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں۔

پاک سُنی تنظیم کے صدر کا عقیدہ

اس عنوان کے تحت مصنف "سیف شیطانی صفحہ ۴۵ پر لکھتا ہے۔ مولوی صالح محمد ملتانی مولوی خدا بخش صاحب

کے مرید تھے۔ مولوی صاحب نے اُن کو درج ذیل سند عطا فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد میگوید فقیر خدا بخش کہ مولوی صالح محمد بن مولوی درویش محمد کہ دامن گیر ایں فقیر است

ضمانت ایمان و شرم در دو جہاں بذمہ ایں فقیر است بہر جا کہ بخواند جوابش دہم و دستگیر شوم

(بحوالہ "ہفت اقطاب" ص۸۰)

بتلایئے اس میں کیا خرابی ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے "فقیر خدا بخش کہتا ہے کہ مولوی صالح محمد بن مولوی درویش محمد جس نے اس فقیر کا دامن پکڑا ہے اس کے ایمان اور شرم دو جہاں کا ذمہ دار یہ فقیر ہے جہاں پکارے گا میں جواب دوں گا اور میں امداد کروں گا۔"

بلاشبہ شیخ مرشد ایمان اور شرم دو جہان کا ذمہ لیتا ہے۔ یہ مُرید کی سعادت شعاری امداد کرنا اور پکارنے والے کو جواب دینا یہ بھی عقیدہ اہلِ سُنّت ہے۔ اور دیوبندیوں کی کتب سے ثابت ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر و مرشد کو پکارتے اور مدد طلب کرتے رہے اور بروز محشر بھی خدا تعالےٰ کے قاضی ہوتے ہوئے اپنے پیر و مرشد جناب نُور محمد صاحب سے ہی امداد کا اعلان فرما گئے۔ ملاحظہ ہو "امداد المشتاق ص۱۱۶ و شمائم امدادیہ ص۸۳ و ص۸۴"۔ تو پھر سُنیوں پر اعتراض کیسا؟

مولوی اشرف علی کے پاؤں کا غسالہ دیوبندیوں کی نجات اُخروی کا سبب ہے

"واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے"

("تذکرۃ الرشید" جلد اوّل ص۱۱۳ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی)

غور فرمایئے یہ نجاتِ اُخروی کا دعویٰ واللہ العظیم اللہ کی قسم کھا کر رہے ہیں یہ دیوبندیوں کا ایمان اپنی تو نجاتِ اُخروی بھی اپنے مولویوں کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف سمجھتے ہیں لیکن اہلسنّت کا یہ کہنا بھی گراں گزرتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ کہے کہ میں اپنے مرید کے ایمان و شرم کا ذمہ دار ہوں۔ افسوس کہ دیوبندی جاہل قوم میں نہ کوئی اصول ہے نہ دیانت ہے۔

خط ذخیرہ آخرت

"میں (احمد علی لاہوری) نے تقسیم ہند کے بعد حضرت (حسین احمد) مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا کہ ہم بہت دُور ہو گئے ہیں جس پر حضرت (حسین احمد) مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ مکتوب تحریر فرمایا جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں"

("خدام الدین لاہور۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص۱۳")

غور فرمائیے۔ کانگرسی مُلّاں مولوی حسین احمد ٹانڈوی نام نہاد مدنی قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے ننگ دین ننگ وطن کا مکتوب توذخیرہ آخرت ہے لیکن کوئی صحیح العقیدہ پیر اپنے مرید باصفا کے کام نہیں آسکتا، نہ اس کی دنیا و آخرت میں مدد فرما سکتا۔

خواجہ خدا بخش کے مرید کا عقیدہ

اس عنوان کے تحت صہ۳ پر لکھا ہے۔ مولوی محمد حسین ملتانی بن مولوی درویش محمد بھی خواجہ خدا بخش کے مرید تھے تنگدستی ہوئی تو خواجہ صاحب نے عالم خواب میں وظیفہ ملتانی بتایا۔ وظیفہ پڑھنے کے بعد غربت و افلاس و تنگدستی دور ہوا، تو مولوی محمد حسین نے بعد ازاں درج ذیل رباعی خود تحریر فرمائی۔ اس کے بعد مصنف نے وہ فارسی کی رباعی تحریر کی حالانکہ اس کو رباعی کہنا ہی غلط ہے۔ یہ تین اشعار اور چھ مصرعوں پر مشتمل نظم ہے۔ بہرحال مصنف نے دھوکہ دینے کے لئے ان اشعار کا ترجمہ نہیں کیا تاکہ دھوکہ دینے میں آسانی ہو اور معمولی پڑھا لکھا قاری یہ سمجھے کہ رحمانی نے نہ معلوم کون سی بلا نازل فرمادی ہے اس کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

" ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ دلربا مجھے کہتا ہے غم اور الم کو دور کر اور خوشی ظاہر ہو۔ جس وقت کہ تو سچی زبان سے طلب کرے گا اسی وقت میں تیرے پاس پہنچکر تیری حاجت پوری کر دوں گا جب کوئی ایسا کام تجھے پڑے کہ جس سے تو پریشان ہو اسی وقت میں تیرے پاس پہنچکر تیری مشکل آسان کر دوں گا" ("ہفت اقطاب" صہ۸)۔

بتائیے یہ کہنے سے کون سا کفر صادر ہو گیا۔ خود دیوبندی بھی اپنے نام نہاد پیروں کو حاجت روا و مشکل کشا جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے پیر و مرشد مولوی رشید گنگوہی کے متعلق لکھتے ہیں ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی (مرثیہ گنگوہی صہ۶)

مذکورہ شعر میں مولوی رشید احمد کو قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی تسلیم کیا گیا ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۴۶ پر پیر برادر خانصاحب شمس الدین خاں احمدانی شمس معینی کے نام سے کچھ اشعار نقل کئے ہیں ان اشعار کے نقل کرنے سے دیوبندیوں کی ڈوبتی کشتی بچنے سے رہی۔ بتائیے ان اشعار سے مصنف کیا نکالنا چاہتا ہے ؎

حسن نور حق نما دیکھا معین الدین کا
شکر مولا مصطفٰے خواجہ معین الدین کا
مل گیا نام محمد جب معین الدین سے
مصطفٰے کا ہو گیا جو تھا معین الدین کا

باپ دادا مالک کرو رمکان نازک فرید — قطب عالم فاذلا بیٹا معین الدین کا

ان اشعار میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو شرعی گرفت میں آسکے۔ اگر آسکتا ہوتا تو نام نہاد مناظر ضرور اس پر کوئی دلیل قائم کرتا۔ مگر وہ بے بسی کے عالم میں ان اشعار پر کچھ نہ لکھ سکا۔ صرف شعر نقل کرنا ہی کافی نہیں اس کے آگے بھی چند اشعار ہیں ؂

جو وقت آخر میں ہو تیاری نظر میں صورت ہے تمہاری
زباں پہ کلمہ بھی ہو جاری کہ یا محمد معین خواجہ

اس شعر میں آخری الفاظ پر جاہل مصنف اعتراض کر سکتا ہے یا محمد معین خواجہ کو کلمہ کہہ دیا تو ہم عرض کریں گے کہ کلمہ تو چند حروف کے مجموعہ کو کہتے ہیں شاعر نے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت یا کلمہ توحید تو قرار نہیں دیا۔ باقی مندرجہ ذیل اشعار بھی شرعی گرفت میں نہیں آتے ؂

چشم بینا ہو تو دیکھو نور چمکا نور سے — فیض احمد میں بھی ہے روشن تجلائے معین
بعد مرنے کے تو چارہ ہی نہیں ان کے سوا — جی رہے ہیں تو فقط لے کے سہارے معین

(" سیف شیطانی " صفحہ ۴۶-۴۷ بحوالہ ہفت اقطاب صفحہ ۱۹۹-۱۶۷)

مولوی محمد یار کا عقیدہ

صفحہ ۴۸ پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں۔
خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے کے متعلق رقمطراز ہے

؂ فرو فریدوں یارن — وہ اعظم اوتارن
الٰہی تصویرن — پئے بھگوان منیدے ("ہفت اقطاب" صفحہ ۱۲۳)

ان اشعار پر جو اعتراض وہ ظاہر نہیں کیا گیا جواب کس بات کا دیا جائے۔ بہر حال ہو سکتا ہے کہ مصنف " سیف شیطانی " کو اوتارن و بھگوان کے الفاظ پر اعتراض ہو تو ہم کہیں گے بہتر تو یہی تھا کہ اوتارن و بھگوان وغیرہ الفاظ استعمال نہ کئے جاتے مگر دیوبندی کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں۔ مولوی مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی نے کہا:

" کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی یا نائب نبی (صحابی) ہوں "

(سوانح قاسمی جلد ۳ - صفحہ ۴۵)

دیوبندی دھرم میں تو نبی۔ صحابی و ولی تک کو بھی اوتار کہہ سکتے ہیں۔

" سیف شیطانی " کے صفحہ ۴۷ و صفحہ ۴۸ پر بحوالہ " ہفت اقطاب " صفحہ نامعلوم کچھ اشعار نقل کئے ہیں مگر نقل کرنے سے محض کیا فائدہ۔ ان کو کتاب و سنت کی روشنی میں کفر ارتداد یا شرک ثابت کیا ہوتا۔

پیر برادر ڈاکٹر نور بخش طالب فریدی پیر کے متعلق لکھتے ہیں ؎

میرے لجپال نازک پیر دلبر و دلربا تم ہو
خدا کے لاڈلے محبوب شاہ دوسرا تم ہو

شبیہ مصطفیٰ اور مظہر ذات خدا تم ہو
حقیقت میں ملے بیٹھے ہو ظاہر میں جدا تم ہو

غریبوں کے سہارے دستگیر بے نوا تم ہو
مریضوں کی شفا اور دردمندوں کی دوا تم ہو

ترے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جانے دے
ہمارے بخدا مشکل کشا حاجت روا تم ہو

ان اشعار میں کیا خرابی ہے ان میں وہی کچھ ہے جو "امداد المشتاق" ص۱۱۶ "شمائم امدادیہ" ص۸۳ و ص۸۴ و "مرثیہ گنگوہی" ص۸ پر ہے۔ ملاں جی کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے۔

سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاں جی کے بغض و عناد کی انتہا ہو گئی۔ اس بدبخت کو یہ بھی گوارا نہیں کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ کہیں

؎ اے شفیع روز محشر السلام — اے وجیہ پیش داور السلام

عنادی عادت سے مجبوری کے باعث بلا وجہ شعر نقل کر دیا اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔

ہم نے "تکفیری افسانہ" میں اس ترتیب سے دیوبندی اکابر علماء کے عقائد و فتاویٰ جمع کئے تھے جن سے ان کا کفر و ارتداد و تضاد روز روشن کی طرح عیاں نظر آتا ہے لیکن مصنف "سیف شیطانی" نے تقریباً ۸۰ تضاد و کفریات میں سے چند ایک کا برائے نام جواب دے کر باقی کو ہضم کر گیا اور پھر نقالی پر آ گیا اور اس کو بھی "تکفیری افسانہ" کا اسلوب تحریر اپنانے کا شوق چرایا مگر جہالت اور علمی بے بسی آڑے آئی کہیں عقائد عقائد لکھتا چلا جاتا ہے کہیں فتویٰ فتویٰ کے زیر عنوان بے ربط عبارت کتر بیونت کرکے نقل کر ڈالتا ہے خواہ نتیجہ کچھ نکلے یا نہ نکلے اور کچھ نہیں تو صفحہ ۴۸ پر پیر کا قبر میں آنا کی سرخی جما کر "فیوضات فریدیہ" ص۹ سے ایک عبارت کاٹ پیٹ کر نقل کر ڈالی مگر نتیجہ کچھ ظاہر نہیں کیا

؎ کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

نہ یہ معلوم کہ جاہل مصنف نے یہ عبارت اپنے کسی عقیدہ کے ثبوت میں بطور الزامی جواب نقل کی ہے یا اہل سنت کے عقائد کی تردید کی نیت سے نقل کی ہے۔ اگر اہل سنت کے عقائد کی تردید مقصود تھی تو دلائل قائم کیے جاتے، کتاب و سنت سے حوالہ جات نقل کیے جاتے۔ اور اگر تضاد ثابت کرنا تھا تو پھر کوئی متضاد عبارت نقل کی جاتی۔ محض یہ عبارت بطور عقیدہ نقل کرکے چپ سادھ لینے کا کیا مقصد؟۔

اگر یہ غلط ہے تو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کی تردید کریں۔ کسی نتیجہ پر تو پہنچیں۔

اسی طرح صفحہ ۴۹ پر مولوی احمد بخش بریلوی فریدی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے

ملہ یہ کتاب مکتبہ فریدیہ سے طلب فرمائیں، ہدیہ صرف ۲ روپے — ۱۹۷۶ء

مندرجہ ذیل شعر نقل کئے ہیں ؎

سبق پڑھتے ہیں عاشق مصحفِ رخسارِ جاناں کا
ہمیں بھی عشق ہے طالب اسی بے مثل قرآں کا
جو ہیں مشتاقِ نظارہ میرے خواجہ کو آ دیکھیں
عیاں شانِ خدائی ہے فقط پردہ ہے انساں کا ("ہفت اقطاب" ص۱۵۱)

انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ اشعار نقل کرنے کے بعد تکفیری افسانہ کی طرز پر اس کا تضاد ثابت کرتا۔

اب کسی کو کیسے پتہ چلے۔ کہ مصنف عقیدہ کو شعر کے کس حصہ پر کیا اعتراض ہے؟ یا تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہمیں غیب کا علم ہے کہ اس کی قلبی کیفیات پر مطلع ہو کر اعتراض کی نوعیت جان جائیں گے۔ مگر ایسا کس طرح ممکن؟ علم غیب بیا شقیا حبیب خدا شہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں مانتے۔

ممکن ہے اس کو "عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا" پر کچھ تکلیف ہو۔ تو ہم کہیں گے کہ ذرہ ذرہ سے اللہ تعالیٰ کی شان وقدرت عیاں ہے۔ اگر دیابنہ نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ کی شان وقدرت میں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے اگر اعتراض ہے تو دلیل لائیں۔ شاعر شان خدائی کا اعتراف کر رہا ہے پردہ انسان کا ہونا بھی موجب اعتراض نہیں ہو سکتا بہر حال" خالق و مخلوق میں فرق و امتیاز کا عقیدہ رکھتا ہے اور اس پر عناد و قلب کے سوا کچھ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

اگر کچھ ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پیران کا ایمان و عقیدہ ہو تو اس مرض کا علاج کرائیں وہ فرماتے ہیں۔" فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل آسان کر دیتا ہے۔" ("شمائم امدادیہ" جلد ۳ ص۱۰۱)۔

یہاں حاجی صاحب اعتراف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کے لباس میں آکر مشکل آسان کر دیتا ہے وہاں اگر مولوی احمد بخش صاحب نے یہ کہہ دیا کہ عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا تو کیا قصور کیا! پردہ اور لباس میں کیا فرق ہے؟

اسی صفحہ ۹۱ پر ایک غالی کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ حضور قطب العالم نے بیعت کرنے کا طریقہ یہ بتایا خانصاحب کلمات کیا پڑھیں بس مرید کا ہاتھ پکڑ خدا کے ہاتھ میں دے دیا دست او دست خدا است۔ ("ہفت اقطاب" ص۲۱۶)۔

اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہی کلمات ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور سرکار رسالت کی رسالت و نبوت کا اعتراف گناہوں سے توبہ کا عہد مرشد اللہ تعالیٰ کے لئے بیعت لیتا ہے کہ اس کے فرمان کی

پابندی کرے گا۔ اگر دیوبندی شریعت میں کوئی خاص الفاظ مقرر و معین ہیں تو مصنف عنید خود بتلائے۔ اگر اس عبارت کی نقل سے تضاد ثابت کرنا چاہتا تو متضاد عبارت نقل کرے بات کسی نتیجہ پر تو پہنچے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی تو بغیر کلمات پڑھائے بغیر ہاتھ میں ہاتھ دیئے خط کے ذریعہ بھی بیعت کر لیتا تھا۔ ملاحظہ ہو "الافاضات الیومیہ"

"سیف شیطانی" کے صفحہ ۵۰ پر بعنوان مولوی محمد یار کا عقیدہ چند اشعار نقل کیے ہیں ؎

فرید با صفا ہستی — محمد مصطفیٰ ہستی
چہا گویم چہا ہستی — خدا ہستی خدا ہستی — ("دیوان محمدی" ص ۶۳)

اور ؎

محمد محمد پکیندیں گزر گئی — احد نال احمد علیندیں گزر گئی
خدا کوں ڈھوسے محمد دے لولے — محمد کو ڈہریں ڈھکیندیں گزر گئی
میں اپنی حیاتی توں قربان تھیواں — خدا کوں محمد سڈیندیں گزر گئی

("دیوان محمدی" ص ۱۰۹)

بتایئے اس میں کیا مصنف "سیف شیطانی" کو اس بات پر اعتراض ہے کہ مولانا محمد یار صاحب نے یہ کیوں کہا محمد محمد پکیندیں گزر گئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مسلمان تو ضرور اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پکارے گا۔ اٹھتے بیٹھتے حرز جان بنائے گا۔ آپ یہاں وحزر کا خیال رکھیں ("صراط مستقیم")۔ احد نال احمد علیندیں گزر گئی بھی باعث تکلیف نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو اپنے نام پاک سے ملایا ہے۔ اذان میں خطبہ میں کلمہ میں الغرض ہر جگہ احد جل جلالہٗ کے ساتھ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

یاد رہے مولانا محمد یار صاحب مرحوم کا یہ مقصد ہرگز ہرگز نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ دودھ اور پانی کی طرز پر ملا دیا۔ یا جس طرح "تقویت الایمان" میں اسماعیل قتیل مرکر مٹی میں ملا ہے اس طرح ملا دیا۔ یہ نہ مولانا کی مراد نہ ان کے الفاظ کے مفہوم سے واضح ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ملاں جی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں یہ کہے ؎

محمد دی صورت ہے صورت خدا دی
میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا

("دیوان محمدی" ص ۸۳ و ص ۸۴)

یہاں جاہل عنید مصنف کو محمدی صورت ہے صورت خداوی سے دھوکہ ہو سکتا ہے لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ من رانی فقد را الحق ۔ بتائیے کیا اعتراض ہے۔ آخر مرض میں مسلسل اضافہ کیوں ہوتا جا رہا ہے؟

"سیف شیطانی ص۵ پر پیر اور پیر زادہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی مثل کی سرخی جما کر ہفت اقطاب ص۵۲ و ص۵۳ ایک واقعہ بالکل سراسر خلاف واقع اور غلط رنگ میں نقل کیا گیا ہے" ہفت اقطاب "میں حضرت نازک علیہ الرحمۃ اور آپ کے صاحبزادہ صاحب کی ملاقات کا اس انداز سے ذکر کیا ہے جیسے کافی عرصہ کے بعد حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کا یہ مقصد ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت نازک چشتی علیہ الرحمۃ یا ان کے صاحبزادہ صاحب کو حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام کے مثل قرار دیدیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلمان داڑھی رکھ کر کہتا ہے میری داڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہے۔ مراد یہ کہ سنت نبوی کے مطابق ہے۔ یہ مراد نہیں کہ مرتبہ و فضیلت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ معاذ اللہ ایسا کوئی مسلمان نہیں سوچ سکتا۔ مگر دیو کا بندہ جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔ تعجب ہے کہ دیوبندی خود تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت پر حضرت یعقوب و سیدنا یوسف علیہما السلام کی مثل قرار دینے کا افتراء کرتے ہیں۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

تعجب ہے کہ یہ خود تو مولوی رشید احمد گنگوہی کو عیسیٰ علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام قرار دیں نہ صرف یہ بلکہ رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے غلاموں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ثانی قرار دیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں "مرثیہ گنگوہی" مولوی محمود الحسن دیوبندی کے حوالے سے گزرا لیکن اس کے باوجود اہل سنت پر افتراء پردازی کر کے اپنی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ "سیف شیطانی" کے جاہل مصنف نے صفحہ ۱۸ پر بعنوان "توہین رسالت اور نبی کو معین الدین پایا" لکھتا ہے: "میاں جمعہ کی بیوی فوت ہو گئی اداسی کے عالم میں ایک مجذوب آئے۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ خدا بخش صاحب تم پر ناراض ہیں۔ لہذا تم کوٹ مٹھن سے نکل جاؤ مدینہ منورہ جا کر معافی طلب کرو۔" میاں جمعہ روانہ ہوا۔ راستہ میں چاچڑاں شریف میاں محمد یعقوب نے حضور معین الدین صاحب کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا معین الدین نے میاں جمعہ کو اندر بلایا اور حکم دیا کہ روہڑی جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی زیارت کر۔ چنانچہ میاں جمعہ نے روہڑی پہنچ کر زیارت کی۔ منصفا دل میں ارادہ رکھتا تھا کہ اگر کہیں سے خرچ مل جائے تو عرب شریف

پانچوں اور اپنے شیخ کو راضی کر دل۔ رات کو خواب میں میاں جمعہ کو محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے لیکن حضور نے اپنا چہرہ انور پہ نقاب ڈالا ہوا ہے جس وقت میاں جمعہ قدم بوس ہوتا ہے اور حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں تو عین شہنشاہ مولا محمد معین الدین صاحب کا چہرہ سامنے آجاتا ہے۔" (ہفت اقطاب ص۱۹۱)

چنانچہ صبح بیدار ہوتے ہی میاں جمعہ واپس چاچڑاں شریف آتا ہے حضور غریب نواز فخر یمل میں رونق افروز ہیں پورا خواب کا واقع میاں جمعہ کے پیش نظر ہے قدموں پہ گرتا ہے۔ الخ

("ہفت اقطاب" ص۱۸۹ و ص۱۹۱)

مصنف نے واقعہ مذکورہ بالا کی نقل میں تین بار تسلیم کیا ہے یہ واقعہ خواب کا واقعہ ہے لیکن حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں تو عین شہنشاہ مولا محمد معین الدین صاحب کا چہرہ سامنے آیا کا بہانہ بنا کر اس کو معاذ اللہ توہین قرار دیتا ہے حالانکہ

؎ دروغ گو را حافظہ نباشد

صفحہ ۲۵ "سیف شیطانی" پر یہ کذاب خود تسلیم کر چکا ہے "حدیث پاک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے۔ مجنوں۔ اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے۔ انسان رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے کہ میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے لیکن اس پر حد نہیں لگتی" (سیف شیطانی ص۲۵ و ص۲۹)

لیکن یہ بدبخت خود اپنے اس تحریری اقرار کے باوجود اسی کتاب کے ص۵۱ و ص۵۲ پر خواب ہی کا ایک واقعہ نقل کر کے توہین رسالت کا الزام عائد کر کے اپنے کذاب و مفتری ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور پھر جہالت ملاحظہ ہو فقرہ بنانے کی بھی تمیز نہیں ص۵۱ کی سرخی میں لکھتا ہے "توہین رسالت اور نبی کریم معین الدین پایا"۔ بتایئے سرخی کی اس عبارت میں اور کس قاعدہ کے تحت مذکور ہے؟

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ نمبر ۲

جاہل دیوبندی مصنف نے صفحہ ۲۵ پر "تکفیری افسانہ" کی مار سے بچنے کے لئے لکھا تھا کہ "اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتویٰ اعتقاد پر ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پر"

اول تو ہم یہ عرض کریں گے کہ مصنف "سیف شیطانی" نے اپنی جہالت و حماقت کے باعث اس عبارت میں اول الذکر کا لفظ ہی غلط و بے محل استعمال کیا۔ یہ اس کی ادب و لغت اور زبان و کلام سے بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہے کہ جو ذہن میں آتا ہے دھر گھسیٹتا ہے۔ دوم یہ کہ اس اعتراف کے باوجود

کہ فتویٰ ہر لفظ پر نہیں لگتا دریافت طلب امر یہ ہے کہ خود مصنف نے جو ص۵۳ پر جس فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے وہ اس کے اپنے ہی اصول کے منافی نہیں۔ صفحہ ۵۳ بعنوان "احمد سعید کاظمی کا عقیدہ" کاظمی صاحب کی عبارات کے جو چار ٹکڑے نقل کئے ہیں۔ کیا وہ اس کی دیانت و امانت کا ماتم نہیں کر رہے ہیں؟ اہل دیوبند کے ہاں کوئی اصول بھی ہے یا نہیں؟ خود ہی کہتے ہیں کہ ہر لفظ پر فتویٰ نہیں ہوتا اور پھر خود چند الفاظ کاٹ چھانٹ کر نقل کر کے اس پر فتویٰ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تضاد ثابت نہیں ہوا مصنف نے ص۵۳ پر کاظمی صاحب کی عبارات کے مندرجہ ذیل ٹکڑے نقل کئے ہیں۔

(۱) — "یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے۔" (تسکین الخواطر ص۱۹)

(۲) — "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری اور جسمانی طور پر موجود نہیں۔" (تسکین الخواطر ص۱۵۵)

(۳) — "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جسمانیت کے ساتھ ان مقامات پر موجود نہ تھے۔" (تسکین الخواطر ص۱۵۴)

(۴) — "ہم جسمانیت اور بشریت کے ساتھ حضور کے حاظر و ناظر ہونے کے قائل نہیں۔" (تسکین الخواطر ص۱۵۶)

مولانا کاظمی صاحب کی عبارات کے مذکورہ بالا ٹکڑے نقل کرنے کے بعد تضاد ثابت کرنے کے لئے بعنوان "مفتی احمد یار گجراتی بدایونی کا فتویٰ" لکھتا ہے:

(۱) — "یعنی اُمت میں کوئی صالح آدمی مر جاوے تو اس کے جنازے میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں۔" (جاء الحق ص۱۵۳)

(۲) — "اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں۔" (جاء الحق ص۱۴۳)

کوئی بتائے کہ کاظمی صاحب اور مفتی صاحب کے اقوال میں کونسا تضاد ہے؟ کیا مفتی احمد یار خانصاحب مرحوم نے کاظمی صاحب کے برعکس یہ فرمایا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر جگہ اپنے جسم پاک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں؟ ہرگز نہیں مفتی صاحب مرحوم کے کسی جملہ یا کسی حرف سے یہ ثابت نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں "جنازہ میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں۔" اگر مفتی صاحب ہر وقت ہر جگہ جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے تو "جانا" نہ لکھتے اسی طرح عبارت ثانی میں خاص طور پر

آپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں" یہ نہ لکھتے۔

یہ دونوں عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مفتی صاحب مرحوم کا عقیدہ بھی وہی ہے جو کاظمی صاحب کا اور کاظمی صاحب کا بھی وہی عقیدہ ہے جو مفتی صاحب کا۔ مگر جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ اپنی عقل اپنے فہم و تدبر کا ماتم کرے بھلا جس جاہل مطلق کو تسکین الخواطر کی عبارت پڑھنے کی بھی تمیز نہیں وہ "تسکین الخواطر" کا محاسبہ کرنے نکلا ہے اور بے حیائی و بے شرمی سے لکھتا ہے: "اس سے معلوم ہوا کہ احمد یار نعیمی یا احمد سعید کاظمی دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے"۔ حالانکہ ان دونوں میں کوئی ایک بھی جھوٹا نہیں اور ان دونوں میں سے کسی بھی ایک کو جھوٹا قرار دینے والا خود پرلے درجہ کا کذاب و مفتری ہے۔ باقی رہا ان کا کسی کو جھوٹا قرار دینا تو یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ان کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے (معاذ اللہ)۔ اور پھر مفتی احمد یار علیہ الرحمۃ کی عبارت کو فتویٰ قرار دینا اور بڑی حماقت ہے کیا "جاء الحق" فتویٰ کی کتاب ہے!

تضاد یہ بھی ہے

جاہل و احمق مصنف اپنے زعم جہالت و حماقت میں اگر اصرار کرے کہ کاظمی صاحب اور مفتی صاحب کی مذکورہ بالا عبارات میں تضاد ہے تو پھر وہ اپنے گھر کی خبر لے اور "تحذیر الناس" اور "ارواح ثلٰثہ" کا مطالعہ کرے۔

بانی مدرسہ دیوبند اور مسئلہ حاضر و ناظر

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو بلحاظ صلہ من انفسہم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں" ("تحذیر الناس" صفحہ ۱۰)

اس عبارت میں بانی مدرسہ دیوبند تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کیلئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جانوں سے زیادہ قریب کا مطلب یقیناً یہ ہوگا کہ ہر امتی کے ہر وقت قریب ہیں اور امتی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک موجود ہیں۔ نانوتوی صاحب کے اپنے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر وقت ہر امتی کے قریب موجود ہیں۔ لیکن وہی دوسری جگہ کہتے ہیں۔

ارواح ثلٰثہ کی روایت

لکھتے ہیں" اس واقعہ کے بعد حضرت (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی ردا مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے اکثر اوقات یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔" ("ارواح ثلٰثہ" صفحہ ۲۷۹)۔

"تحذیر الناس" سے ثابت ہے۔ ہر اُمتی کی جان سے زیادہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس کے قریب ہیں۔ "ارواحِ ثلاثہ" سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اوقات حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لاتے تھے۔ ہر وقت قریب نہیں تھے۔ اب یا تو نانوتوی صاحب نے پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جھوٹ بولا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یا پھر یوں ہے کہ نانوتوی صاحب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اُمتی ہی نہیں۔ پہلی "تحذیر الناس" کی عبارت میں نانوتوی صاحب نے اُمتیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ اُمت سے قرب حاصل ہے اپنے بارہ میں نہیں کہا۔ "ارواحِ ثلاثہ" میں اپنے بارے میں کہا ہے کہ حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اکثر تشریف لاتے ہیں۔ یہ تضاد اس وقت ہی ختم ہوگا یا تو نانوتوی صاحب کو جھوٹا مانا جائے۔ یا اُن کو اُمت سے خارج مانا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا افتراء

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ نمبر ۳

نام نہاد مناظر اسلام کے پاؤں اس قدر اکھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کسی مسئلہ پر مدلل علمی گفتگو تو کیا کرتا کسی ایک موضوع پر بھی نہیں جمتا اور کچھ نہیں تو "ملفوظات اعلیٰحضرت" جلد ۲ صفحہ ۲۲ کے حوالے سے امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امامت کرنے کا واقعہ بیان کر ڈالا حالانکہ یہ بے حیاء خود صفحہ ۲۵ پر لکھتا ہے۔ "حدیث پاک میں خود نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے۔ مجنوں۔ اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔"

"بحالت خواب کسی عورت سے ہمبستری کرنے والے پر شرعی طور پر زنا کی حد جاری نہیں ہوتی" (مخلصاً) (صفحہ ۲۶)۔

مگر اس کے باوجود کہ صفحہ ۵۴ پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امامت کرانے کا افتراء کی پہلی سطر میں خود تسلیم کرتا ہے کہ "مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" الخ۔ جب یہ واقعہ ہی خواب کا ہے اور خود اس کے اپنے اُصول کے مطابق خواب اور نیند والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا تو پھر یہ کس منہ سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر امامت کرنے کا افتراء کرتا ہے اور پھر قابلیت کا یہ عالم ہے "الملفوظ" کا حوالہ نقل کرنے میں ہفت روزہ "پاکستانی" کا محتاج ہے۔ جو کھمبیاں "پاکستانی" نے ماری تھیں وہ تو لکھ دیں لیکن سُنی رسائل سے جو مار کھائی تھی وہ نہیں لکھی۔ یہ ہے اس کی دیانت تردید شدہ مضامین کو نقل کر کے مصنف بن بیٹھا اور مناظر اسلام کہلانے لگا۔

؎ بے حیاء باش ہر چہ خواہی کن

اگر ملاں جی یہ کہیں کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "بحمداللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا" یہ گستاخی ہے تو پھر میں عرض کروں گا کہ یہ گستاخی تو اس وقت قرار پائے گی جب دیوبندی یہ تسلیم کرلیں کہ فی الواقع حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔ جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے کمالات مانتے ہی نہیں تو بے ادبی کیسی اور امامت کا افترار کیسا؟

نجدی کٹھ پتلی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر صفت وہر شان میں بے مثل وبے مثال ہیں اور ہر اعتبار سے بے نظیر ہیں نماز قائم ہوچکی ہے اور امام نماز پڑھا رہا ہے دنیا جہان کا کوئی بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے گا تو مقتدی بنے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اور یہ عظمت ہے کہ آپ اگر شرکت فرمادیں تو حضور خود امام ہوں گے اور عین حالت نماز میں بھی امام حضور کا مقتدی بن جائے گا۔

"بخاری شریف" اور "مدارج النبوۃ" میں یہ واقعہ موجود ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں لیکن سرکار منع نہیں فرماتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بائیں طرف ہوکر نماز شروع فرمادیتے ہیں۔ حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں کان یقتدی بابی بکر و ابو بکر کان یقتدی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے امام ابوبکر صدیق تھے اور ابوبکر صدیق کے امام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اب "الملفوظ شریف" کی عبارت کا صحیح مطلب واضح ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس پر اعلیٰحضرت حمد الٰہی بجالائے الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

بے ادبی وگستاخی یہ ہے

"الجمعیۃ" دہلی نے مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے مرتے پر "شیخ الاسلام نمبر" شائع کیا اس میں ہے۔

" جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت (ابراہیم) خلیل اللہ

علیہ السلام مولانا حسین احمد مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمادیں فقیر نے
جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا حسین احمد مدنی
کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے مولانا حسین احمد کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔
(الجمعیتہ شیخ الاسلام نمبر ص۱۶۲)

کیوں جناب بقلم خود مناظر اسلام صاحب آیا آپ کو کچھ نظر؟ صاف لکھا ہے یا نہیں
کہ مولانا حسین احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا حسین احمد
کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی؟ بتاؤ یہ صریح بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں؟

گستاخانہ خوابوں کی فہرست

مصنف "سیف شیطانی" نے کتاب کے تقریباً ایک پاؤ اوراق خوابوں کے سہارے سیاہ
کیے ہیں ذیل میں ہم اکابر دیوبند کی مستند تصانیف سے دیوبندی خوابوں کی ایک تفصیلی فہرست
پیش کر رہے ہیں جن میں متعدد خواب انتہائی شدید گستاخی پر مبنی ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ
کوئی غیر مسلم بھی ایسی خرافات سنے تو اس کا سینہ شق ہو جائے۔ کس قدر خبیث و ذلیل زبان
و قلم تھی جس نے ایسے شرمناک حیا سوز خواب بیان و قلمبند کیے کہ تہذیب و شرافت و انسانیت
کا جنازہ نکال دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ دیوبندی خواب اس دیوبندی طفل مکتب کو چونکا کر
رکھ دیں گے۔ کیونکہ اس بے چارے کا مطالعہ انتہائی محدود ہے۔ "چٹان" اور "پاکستانی"
کے حوالوں پر قناعت کرتا ہے۔

معاذ اللہ حضور علیہ السلام مقتدی

قاری محمد طیب (مہتمم مدرسہ دیوبند) سے منقول ہے کہ

"بھوپال میں موجودہ نواب کے والد کافی عرصہ سے بیمار تھے ریاست کے
ایک افسر نے جو اہلحدیث تھے خواب دیکھا ...... کہ نواب بھوپال بطور امام

آگے ہیں ..... اور ان کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت ہے جو نماز پڑھ رہی ہے اور ان (مقتدیوں) میں حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بھی شامل ہیں۔ افسر نواب کی یہ عظمت دیکھ کر وہ امام الانبیاء کے امام ہیں اور امام الانبیاء ان کے مقتدی ہیں) دیکھ کر بہت خوش ہوا"

(روزنامہ "انجام" کراچی ۲۰ اگست ۱۹۵۷ء)

تخت پر وعظ اور امام الانبیاء علیہ السّلام نیچے

دیوبندی حکیم الامّت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ:

"میں نے خواب دیکھا کہ ایک محلہ میں حضور (مولوی اشرف علی تھانوی) کا وعظ ہے محفل میں ایک بہت اُونچا تخت بچھا ہوا ہے جس پر سفید فرش ہے تخت اِس قدر اُونچا ہے کہ دو تین سیڑھیاں چڑھ کر اُس پر پہنچنا ہوتا ہے۔ اس تخت پر حضور (مولوی اشرف علی) وعظ فرما رہے ہیں اور نیچے عام لوگوں کی مجلس میں محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں"

(اصدق الرؤیا اشرف علی حصہ دوم ص۳۹)

معاذ اللہ قرآن عظیم پر پیشاب

.... ایک شخص نے کہا "میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے"۔ اُسے کہا گیا "بیان تو کرو"۔ ان صاحب نے کہا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں (معاذ اللہ) اس پر اُسے کہا گیا یہ تو بہت اچھا اور مبارک خواب ہے۔

("مزید المجید" اشرف علی تھانوی دیوبندی ص۹۹ سطر۲۳ "الافاضات الیومیہ" جلد، ص۱۲۳ سطر۲)

خانہ کعبہ کی چھت پر

" مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اُونچی شئے پر بیٹھا ہوں"

("سوانح قاسمی" جلد اوّل ص۱۳۴ و "ارواح ثلثہ" ص۱۹۹)

(معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی گود میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا بیان ہے۔

"میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ (معاذ اللہ) میں اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۳۲)

صفات میں مشترک ایک شخص نے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو مکشوف ہوا کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں...... مولانا محمد یعقوب (نانوتوی صدر دیوبند) نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں (معاذ اللہ)

(الافاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی جلد ۴ صفحہ ۱۶۸)

دیوبندی مُلّاں بعض صفات میں اشتراک کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن صاحب قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ - فجوهر الحسن فیہ غیر منقسم

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام خوبیوں اور صفات میں شریک سے منزہ ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُردو زبان علماء دیوبند سے سیکھی (معاذ اللہ)

"ایک صالح (دیوبندی وہابی) فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے اور آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

(براہین قاطعہ صفحہ ۲۶ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

(مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صفحہ ۲۶)

مدرسہ دیوبند اور بہشت کے چھپّر

"مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی دیوبندی) نے خواب میں دیکھا کہ جنّت ہے اور اس میں ایک طرف چھپّر کے مکان بنے ہوئے ہیں. فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا لے اللہ! یہ کیسی جنّت ہے جس میں چھپّر ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ (دیوبند) آیا مدرسہ کے چھپّر نظر پڑے تو ویسے ہی چھپّر تھے (جیسے بہشت میں تھے)۔

(الافاضات الیومیہ" جلد ۱۔ صـ۶۶)

یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ پاک پتن شریف میں حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ مبارکہ کو بہشتی دروازہ کہنے سے توان کی نام نہاد توحید میں خلل آتا ہے لیکن مدرسہ دیوبند کے چھپروں کو بہشت کے چھپروں جیسا قرار دیں توان کے ایمان وتوحید میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

(معاذ اللہ) تھانوی کی مریدنی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بغلگیر ہونا

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی ایک مریدنی اپنا خواب بیان کرتی ہے کہ:

"ایک جنگل ہے اس میں ہوں ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے...... تھوڑی دیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے (مریدنی) سے بغلگیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا" (معاذ اللہ)

(اصدق الرویا اشرفعلی تھانوی جلد ۲ صـ۴۳)

معلّم کائنات صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر یہ کس قدر بہتان صریح ہے کیا دنیا بھر کا کوئی بدترین دشمن اسلام بھی بانی اسلام پر ایسی الزام تراشی کرکے آپ کی توہین کر سکتا ہے جس آقا کا یہ ارشاد ہو کہ لعن اللہ الناظر نظر کرنے والے پر خدا کی لعنت (الحدیث)

سیدہ فاطمہ نے سینے سے چمٹالیا (معاذ اللہ)

دیوبندی حکیم الامت
مولوی اشرف علی تھانوی

اپنے ایک مولوی فضل الرحمن کی زبانی بیان کرتے ہیں۔

"کہ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹالیا" (الافاضات الیومیہ تھانوی جلد ۶ ص۳۷)

استغفر اللہ العظیم۔ مسلمانو! غور کرو۔ کیا کسی بے دین خارجی یزیدی یہودی کو بھی خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں ایسے صریح گستاخی کی جرأت ہوئی مرزا قادیانی مردود نے تو یہ لکھا تھا کہ (معاذ اللہ) "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا" (ایک غلطی کا ازالہ) مگر دیوبندی وہابی حکیم الامت اس سے بہت آگے بڑھ کر یہ کہہ رہا ہے کہ (معاذ اللہ) سیدہ نے سینے سے چمٹایا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ شرم۔ شرم۔ شرم

سیدہ عائشہ صدیقہ کی شان میں مجرمانہ بکواس

"ایک ذاکر صالح (دیوبندی وہابی) کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

(رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

مسلمانو! مقام غور و فکر ہے کوئی بے غیرت ہی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرے گا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیگی۔ (استغفر اللہ)

چھوٹی بیوی صاحبہ "پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہوں وہیں

ؔ ہاتھ آئیگی۔ یہ فقرہ دیوبندی امت کے حکیم کی ذہنی آوارگی کچھری اور عیاشی کا زندہ ثبوت ہے (از ناشر)

جناب (مولوی اشرف علی تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں...... اتنے میں کسی نے کہا "یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں" اب بڑے غور اور حیرت سے یہ بات دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے یہ حضرت صدیقہ کیسے ہوگئیں۔"

("حکیم الامت" مصنفہ عبدالماجد دریا آبادی مُرید تھانوی ص۵۵۹)

بے دینی اور ضلالت کی بھی حد ہوگئی کہاں کُجا تھانوی کی ہندوستانی بیوی اور کہاں اُم المؤمنین، زوجۂ رسول، بنت صدیق، محبوبہ محبوب ربّ العالمین سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

صفیں بچھانا اور تھانوی کی اقتدا میں تراویح پڑھنا

"احقر (مرید تھانوی) نے خواب دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور عالی (مولوی تھانوی) کے در دولت میں تشریف فرما ہیں تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے بچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام میں پھر رہی ہیں۔" (اصدق الرؤیا ص۵)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کھانا پکوانا

"ایک دن اعلیٰحضرت (یعنی پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج (بھابی) آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ "اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء (دیوبندی) ہوتے ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔"

("تذکرۃ الرشید" جلد ۱۔ ص۲۶ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرنے سے بچالیا (معاذ اللہ)

مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں تلمیذ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنی کتاب "بلغۃ الحیران" ص۸ پر لکھتے ہیں:

"رایت انہ یسقط فامسکتہ واعصمۃ عن السقط۔ یعنی میں (مولوی حسین علی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے سے بچایا۔" (معاذ اللہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے پیچھے (معاذ اللہ)

مولوی اشرف علی تھانوی کی ایک مریدنی صاحبہ لکھتی ہیں کہ اس خادمہ نے ایک خواب دیکھا ہے...... آپ اپنی کرسی پر تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لاکر دریافت فرمایا کہ میرے پیچھے کون بیٹھے ہیں باجی (بڑی ہیرانی) نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں پھر دریافت فرمایا کہ حاجی جی کے پیچھے کون ہیں باجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اصدق الرؤیا حصہ دوم ص۲۶) (استغفر اللہ)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی اور مرید کے پیچھے (معاذ اللہ)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کہتے ہیں:

"یہ خواب نظر آیا کہ جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے اور حضرت والا (مولوی اشرف علی تھانوی) نماز جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا اس خواب کی وجہ سے دن کو ایسی خوشی محسوس ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا

جو تحریر کروں"۔

"اصدق الرؤیا" از اشرف علی تھانوی حصہ دوم صہ ۲۴)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے فرقہ تھانویہ دیوبندیہ کس دیدہ دلیری اور بے باکی سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولوی اشرف علی کا مقتدی بنا رہا ہے اور تھانوی حکیم الامت امام الانبیاء علیہ السلام کی امامت کے خواب شائع کر رہا ہے اور مرید تھانوی کو آگے ہونے کی خوشی میں لفظ ہی نہیں مل رہا جو بیان کرے۔ مسلمانو! غور کرو یہ دینداری ہے یا بے دینی ہے؟

تھانوی کلمہ تھانوی درود

مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک مرید کہتا ہے:۔

"خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں (لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں)..... اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا...... لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور (تھانوی) ہی کا خیال تھا۔

..... رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولنا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں.... لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں..... دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں"

اس خواب کا جواب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیتے ہیں:۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"

(رسالہ "الامداد" تھانہ بھون بحوالہ "مناظرہ بریلی" تبلیغی جماعت")

ہم اس کا فیصلہ منصف مزاج قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں اکابر دیوبند کے متذکرہ بالا خواب سراسر گستاخیوں اور بے ادبیوں اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید ترین توہین وتنقیص پر مبنی ہیں یا نہیں؟ اس کے ساتھ دیوبندیت کی دلالی کرنے والے نام نہاد مناظر اسلام مُلّاں رحمانی سے بھی کہوں گا کہ اس میں انصاف و دیانت کی اگر کوئی رتی ہے تو وہ واضح کرے۔ مذکورہ بالا ناپاک خوابوں میں بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں؟

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

مسئلہ حاضر و ناظر پر عبارات کے ٹکڑے

مصنف نے چونکہ اپنی رسلیہ کے اکثر و بیشتر اوراق بے ربط و بے مقصد باتوں سے سیاہ کیے ہیں کسی ایک مسئلہ پر یا مختلف مسائل پر جم کر نمبر وار بحث نہیں کی مسئلہ حاضر و ناظر پر عبارات نقل کرتے کرتے بغض وعناد کے جنوں کی کیفیت میں درمیان میں ایک خواب نقل کر ڈالا تھا جس پر ہمیں اس کا مدلل جواب دینے کے علاوہ دیوبندی خوابوں کی تفصیلی فہرست پیش کرنی پڑی۔ مصنف "سیف شیطانی" نے درمیان میں ایک خواب نقل کرنے کے بعد ص۵۴ تا ص۵۶ پھر مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق تضاد ثابت کرنے کے لئے علماء کی عبارات سے چھوٹے چھوٹے فقرے نقل کئے مثلاً صفحہ ۵۴ پر مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا عقیدہ یہ بیان کیا ہے:

"میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی جسمانیت مقدسہ کے ساتھ قبر انور میں زندہ رونق افروز ہوں" (تسکین الخواطر ص۱۵)

اس عبارت کے مقابلہ میں تضاد ثابت کرنے کے لئے احمد یار گجراتی کا فتویٰ کے عنوان سے صفحہ ۵۵ پر یہ فقرہ نقل کیا:

"ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں" (جاء الحق ص۱۴۹)

○ خُدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ "(جاء الحق صفحہ ۱۵)"
کوئی بتائے کہ ان عبارات میں کہاں تضاد ہے ؟ کیا محض اندھا ہو کر عبارات نقل کرنا ہی حق و صداقت کی دلیل ہے ؟

کاظمی صاحب کا یہ فرمانا حق و صحیح ہے اور عقیدہ اہل سنت کے ہرگز منافی نہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی جسمانیت مقدسہ کے ساتھ قبر انور میں زندہ رونق افروز ہیں۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حاضر و ناظر نہیں حقیقت یہ ہے کہ دیابنہ بغض و عناد سرکارِ رسالت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ حاضر و ناظر کا کیا معنیٰ و مفہوم ہے یہ ایک مفصل بحث کو چاہتا ہے اور اس کے لئے "جاء الحق" و "تسکین الخواطر" وغیرہ کتب کا بالترتیب مطالعہ چاہیئے کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔

باقی رہا مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ لکھنا کہ "ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خُدا کی صفت ہرگز نہیں" خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے"۔ تو ہم کہیں گے کہ مصنف "سیف شیطانی" نے اپنے آبائی پیشہ خیانت کے تحت مفتی صاحب مرحوم کی عبارت سے "میں" اڑا دیا۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں — اس کی وضاحت حضرت مفتی صاحب یوں فرماتے ہیں۔
خدائے تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ کُتب عقائد میں ہے لَا یَجْرِیْ عَلَیْہِ زَمَانٌ وَلَا یَشْتَمِلُ عَلَیْہِ مَکَانٌ خُدا پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے انہیں کی عمر ہوتی ہے چاند سورج۔ تارے۔ حور و غلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ، معراج میں حضور عَلَیْہِ السَّلَامُ زمانہ سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے "ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ" کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور "بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ" وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں عِلْمًا وَّ قُدْرَۃً یعنی اللّٰہ کا علم اور اس کی

؎ دونوں کتابیں مکتبہ فریدیہ ساہیوال سے طلب فرمائیں (ناشر) ۱۹۷۹ء

قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ "جاء الحق صفحہ ۱۴۴"

مگر جہالت کا پیکر مصنف "سیف شیطانی" ان باتوں کو کیا جانے۔ اس کو کیا معلوم کتب عقائد کیا ہیں اس کو تو اپنی غلیظ روح کی تسکین کے لئے خیانت اور بے ایمانی چاہیئے کہ اول و آخر سے عبارات کے الفاظ کاٹ کر اپنی باطل مراد کے لئے حلیہ تبدیل کر کے ایک فقرہ نقل کر دیا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے نام پر فراڈ

سلطان العارفین قدس سرہٗ کا نام گرامی تو دیابنہ کے لئے موت ہے۔ ان کے بکثرت اقوال و ارشادات میں سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد و حضرات اولیاء کرام قدست اسرارہم سے امداد و استعانت اور علم غیب وغیرہ کا ثبوت موجود ہے لیکن جاہل مناظر کا مقصد چونکہ محض دھوکہ دینا ہے اس لئے حضرت سلطان علیہ الرحمۃ کا بھی ایک شعر نقل کر ڈالا۔ اور اس کو بظاہر مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی علیہ الرحمۃ کی عبارات و عقائد سے مختلف ثابت کرنا چاہا۔ شعر یہ ہے ؎

نال یقین کمال مکمل ایہہ گل ثابت ہوئی
دوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باہجھ نہ کوئی

ہم کہیں گے اگر مصنف اندھا نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ اس میں جگہ، مکان اور زمان کی قید نہیں شعر میں کسی جگہ بھی ہر جگہ میں نہیں۔ اس شعر میں سیدی سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی حاضر و ناظر سے مراد وہی ہے جو مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے مفسرین کرام کے حوالہ سے بیان فرمائی یعنی بکلِ شیءٍ محیط وغیرہ میں مفسرین فرماتے ہیں علماً وقدرۃً یعنی اللہ کا علم اور قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے یہی سلطان العارفین کی مراد اور اس شعر کا صحیح مفہوم ہے۔

ہماری اس مختصر وضاحت سے ثابت ہوا کہ سیدی سلطان العارفین اور

مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ مُصنف خود ہی ذہنی خلفشار میں مبتلا ہے۔

سیدی سلطان العارفین کے شعر کے بعد اس کو پھر کہیں کچھ یاد آیا اور پھر دوبارہ کاظمی صاحب کی عبارت سے ایک ٹکڑا نقل کر ڈالا لکھتا ہے۔ احمد سعید کاظمی کا فتویٰ:۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔ "(تسکین الخواطر ص۳)

کاظمی صاحب کی اس عبارت کے نقل میں مصنف نے خاندانی بد دیانتی کا ثبوت دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ مولانا کاظمی صاحب نے تسکین الخواطر کے ابتدائی اوراق میں لفظ حاضر و ناظر کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے اس کے اطلاق و استعمال پر مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں۔ وہ ص۱۰ پر اس بحث کا خلاصہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"ان دونوں لفظوں (حاضر و ناظر) کے لغوی معنیٰ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنیٰ سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔"

("تسکین الخواطر ص۱۰)

بات وہی ہے جو مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نے بیان فرمائی اور اگر مولانا عبدالحق حقانی نے "تفسیر حقانی" جلد ۲ ص۲۰ پر یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے تو وہ بتاویل ہو سکتا ہے اور پھر مولانا عبدالحق حقانی کی عبارت میں ہر جگہ میں کا لفظ موجود نہیں لہٰذا ماننا پڑے گا انہوں نے بتاویل کہا جیسا کہ اوپر گزر چکا اور مفتی احمد یار خاں صاحب نے مفسرین کرام کے حوالہ سے تصریح فرمائی لہٰذا مولانا کاظمی اور مولانا حقانی صاحب کی عبارات میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔

اسی طرح "سیف شیطانی" ص۵۶ پر احمد سعید کاظمی کا اپنا عقیدہ کے

ذیل میں یہ لکھا ہے کہ "صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے کو یا حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں" تسکین الخواطر ص۶۵ حاشیہ۔

بتلایئے مولانا کاظمی صاحب یہ فرماتے ہیں صاحبِ "درمختار" فرماتے ہیں تو عبارت کو کاظمی صاحب کی طرف منسوب کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب تو صاحبِ درمختار کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے" اس پر علامہ شامی رقم طراز ہیں (قولہ یکفر) فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم والنظر بمعنی الرؤیۃ الم یعلم بان اللہ یری فالمعنی یا عالم یا من یری بن ازیہ (لیس یکفر) کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر و ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ حضور علم کے معنٰی میں عام طور پر مستعمل ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالٰی ان کا چوتھا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں۔ اس طرح یا حاضر یا عالم کے معنٰی میں ہو گیا اور نظر رویت کے معنٰی میں مستعمل ہے اور رویت اللہ تعالٰی کے لئے ثابت ہے۔ "قرآن کریم" میں ہے الم یعلم بان اللہ یری لہذا یا حاضر یا ناظر یا عالم یا من یری کے معنٰی میں ہوا"

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ دیابنہ عبارات کے نقل میں کس دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ خیانت کرتے اور لوگوں کو دن دھاڑے دھوکہ دیتے ہیں۔

صاحبِ "درمختار" بتاویل یا حاضر و ناظر کا اطلاق کر رہے ہیں یہی کچھ مفتی احمد یار خاں صاحب نے فرمایا۔ یہی مولانا حقانی نے لکھا۔ یہی کاظمی صاحب فرما رہے ہیں لیکن جاہل مصنف "سیفِ شیطانی" مناظر اسلام بننے کے شوق تضاد ثابت کرنے کے خبط میں مبتلا ہے۔ اہل علم و انصاف "تسکین الخواطر" کا خود بھی مطالعہ کر سکتے ہیں اور اس کے خیانت شدہ حوالوں کی اصل عبارات سے مطابقت کر سکتے ہیں کہ اس جاہل مصنف نے کس ڈھٹائی سے "تسکین الخواطر" کی عبارات کا خون کیا ہے۔

کرشن و کنہیا کے کئی سوجگہ موجود ہونے سے متعلق بعنوان احمد رضا خاں بریلوی کا فتوٰی "احکام شریعت" جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ و "ملفوظات" جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ سے چند عبارات علیہ بگاڑ کر نقل کی گئی ہیں حالانکہ یہ کج فہم جاہل عنید اگر پوری عبارت ہی نقل کر دیتا تو ہمیں کسی جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اور اس کی خیانت کا راز آشکارا ہو جاتا۔ امام اہل سنت سیدنا اعلٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو کچھ بھی ارقام فرمایا وہ حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہٗ العزیز جیسے ولی کامل اور شیخ وقت سے نقل فرمایا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو" سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہٗ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی۔ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرما لیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن اور کنہیا کافر تھا کئی روز ایک وقت میں ایک سوجگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت ہوا۔ کیا تعجب ہے"۔ یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں خوض نہ کرے جاہے"۔

("ملفوظات اعلٰحضرت" جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۹)

واقعہ ہے سیدی حضرت شیخ فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کا۔ اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ نقل فرما رہے ہیں "سبع سنابل شریف" سے اور ملاں جی جہالت کے تیر برسا رہے ہیں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہٗ جیسے پیکر علم و فضل کی ذات گرامی پر۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ کیا اس خرافات کی زد میں سیدی حضرت شیخ فتح محمد صاحب قدس سرہٗ نہیں آتے؟ کچھ تو شرم چاہیئے۔

ابلیس مشرق سے مغرب ایک لحظہ میں اعلٰحضرت نے سیدی شیخ فتح محمد علیہ الرحمۃ و "سبع سنابل شریف" کے حوالہ سے کرشن و کنہیا کو ایک سوجگہ موجود لکھ دیا تو قیامت آگئی لیکن دیوبندی

حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ابلیس میں یہ قوت مانتے ہیں کہ وہ ایک لحظہ میں مشرق تا مغرب پہنچ جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

"ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں۔ دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔" ("حفظ الایمان" ص۸ از مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

دیوبندی وہابی ہیں مولوی یوسف رحمانی کا اعتراف

مصنف "سیف شیطانی" مولوی یوسف رحمانی "اعلحضرت بریلوی کا فتویٰ" کے عنوان سے لکھتا ہے؛

عرض: ایک صاحب نے ایک وہابی (دیوبندی) کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: وہابی۔ رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

("الملفوظ" جلد ا صفحہ۹)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ سائل نے صرف وہابی کے متعلق پوچھا ہے لیکن چونکہ دیوبندی فی الحقیقت وہابی ہیں سنیت حنفیت کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں لیکن

ع نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

کے زیر مصداق وہابی لفظ کی وضاحت کے طور پر دیوبندی کو بریکٹ میں بند کر کے اپنی وہابیت کا کھلم کھلا اعتراف و اقرار کر رہا ہے۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب آیئے اصل مقصد کی طرف مصنف نے "الملفوظ" سے یہ عبارت کیوں نقل کی اور وہ بتانا کیا چاہتا ہے تو سنیئے مولوی جی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اعلحضرت بریلوی وہابی دیوبندی رافضی قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کفر بتا رہے ہیں لیکن مولانا احمد سعید صاحب

کاظمی نے وہابی قاضی احسان احمد شجاع آبادی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھی لہٰذا وہ اعلیٰحضرت بریلوی کے فتویٰ سے کافر ہوئے۔ لہٰذا اس نے کذب وافترا کی دیوار کھڑی کرتے ہوئے صفحہ پر یہ سرخی لگائی کہ

قاضی احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ

لکھتا ہے "روزنامہ "مشرق" بعنوان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو سپرد خاک کر دیا گیا" چند سطور بعد تحریر ہے۔

"ملتان اور شجاع آباد کے دینی مدارس آج بھی بند رہے نماز جنازہ میں جن معروف شخصیتوں نے شرکت کی ان میں مفتی محمود۔ مولانا ابوذر بخاری۔ مولانا احمد سعید کاظمی۔ مولانا خدا بخش۔ مولانا عبداللہ درخواستی۔ مولانا خیر محمد۔ مولانا محمد علی جالندھری۔ مولانا عبیداللہ انور۔ مولانا لال حسین اختر۔ مولانا تاج محمد۔ مولانا حبیب اللہ۔ مولانا غلام جیلانی اور مولانا دوست محمد صاحبان شامل ہیں۔

(روزنامہ "مشرق" ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

ہمیں اعتراف ہے کہ جھوٹ بولنے اور جھوٹ چھاپنے میں دیوبندی قوم کو کمال حاصل ہے کیوں نہ ہو ان کے مذہب نامہذب میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے جن مولانا کاظمی صاحب پر مصنف اور "مشرق" نے افترا کیا اُن ہی مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا اس سلسلہ میں وضاحتی مکتوب ملاحظہ ہو اور دیوبندی ملاں کی ڈھٹائی اور سینہ زوری کی داد دیجئے۔

مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا مکتوب

۶۶-۱۲-۴
۹۲

محترم جناب ماسٹر محمد شبیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون۔ دُعائیں! یہ مجھ پر بہتان صریح ہے کہ میں نے قاضی

احسان احمد شجاع آبادی کی نماز جنازہ میں شرکت کی واللہ علی ما نقول وکیل
میں نے سُنا تھا کہ بعض مفسدین نے کسی اخبار میں بھی میرے متعلق یہ خبر
دی تھی مگر یہ بات قطعاً بے بنیاد ہے احباب کو سلام مسنون۔

والسلام

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۹، اپریل ۱۹۶۲ء

جس کا دل چاہے مولانا کاظمی صاحب کا مکتوب گرامی انوار رضا پہنچ کر
دیکھ سکتا ہے۔

ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ

مصنف "سیف شیطانی" نے ص۵۶ بعنوان صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز
جنازہ لکھتا ہے۔

"فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ
حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی نے پڑھایا۔ جس میں صدر فیلڈ مارشل
محمد ایوب خاں۔ خان بہادر خاں۔ گورنر امیر محمد خاں۔ صاحبزادہ فیض الحسن۔
پیر آف ڈیول شریف اور دیگر زعماء شامل تھے"

("نوائے وقت" ۲۷- جولائی ۱۹۶۵ء و "چٹان" جولائی ۱۹۶۵ء)

قارئین کرام! دیوبندی جہالت ملاحظہ ہو۔ جاہل مصنف نے پہلے لکھا تھا قاضی
احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ اور اب لکھ رہا ہے صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ
مقام غور و فکر ہے کہ "کی" نماز جنازہ ہونا چاہیے تھا یا "کا" نماز جنازہ؟
شاید جاہل مصنف یوں کہتا ہوگا فجر کا نماز۔ ظہر کا نماز۔ عید کا نماز۔ جمعہ کا نماز
حالانکہ صحیح یہ ہے کہ فجر کی نماز۔ ظہر کی نماز۔ عید کی نماز۔ جمعہ کی نماز۔ بھلا جس
جاہل مطلق کو مونث و مذکر کا فرق بھی معلوم نہیں بلکہ جو فقرہ بھی صحیح نہیں بنا سکتا

وہ علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے ممدوح اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہٗ پر زبان طعن دراز کر رہا ہے اور پھر "صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ" کے ذیل میں جو مضمون ہے چند سطور کے علاوہ نام نہاد شیخ العرب والعجم سے ص۵ کیا یہ لوگ مسلمان ہیں تک " نوائے وقت" میں موجود ہی نہیں اگر مناظر جی صاحب دکھادیں تو ایک ہزار روپیہ انعام نقد پیش کیا جائے گا۔ مصنف نے ایک پُر خرافات عبارت کے بعد " نوائے وقت" ۲۷ر جولائی ۱۹۶۵ء کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے قبل کی سب بکواس نوائے وقت میں ہے حالانکہ "نوائے وقت" میں نہیں ہے۔ اگر ہے تو بتایا جائے کہ کس صفحہ پر کس کالم میں ہے؟ اور پھر کمال یہ ہے کہ "چٹان" کے حوالہ میں تاریخ صفحہ و سطر و کالم مذکور ہی نہیں بس اتنا لکھ دیا۔ "چٹان" جولائی ۱۹۶۵ء حالانکہ "چٹان" ماہنامہ نہیں بلکہ ہفت روزہ ہے بتایا جائے کس تاریخ کے "چٹان" میں کس صفحہ کے کس کالم میں یہ خرافات موجود ہیں؟

اب آیئے اصل جواب کی طرف جس وقت بعض اخبارات میں ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ میں صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کی شمولیت کا بیان آیا تھا ہم نے اسی روز صاحبزادہ صاحب سے وضاحت طلب کی تھی اور صاحبزادہ صاحب نے فرمایا تھا مکتوب ملاحظہ ہو۔

صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کا مکتوب

۸۶ء۔ محترمی السلام علیکم! مکتوب ملا شکریہ جواباً عرض ہے کہ ایوب خاں صاحب کی والدہ کے نماز جنازہ میں میں نے شرکت ضرور کی ہے میں آخر وقت پہنچا۔ آخری قطار میں کھڑا ہوا۔ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ تھانوی صاحب نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ الخ

سید فیض الحسن گوجرانوالہ
۱۵-۱ اگست ۱۹۶۵ء

جواب کی حد تک تو یہی کافی ہے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے دیدہ دانستہ نہیں لاعلمی میں ایسا کیا لیکن ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی کو نسے با اصول آدمی ہیں نہ صرف یہ کہ وہ ہر دور میں درباری کے فرائض سرانجام دیتے ہیں بلکہ ذاتی مفاد کے لئے دیوبندیت کا بھی سر قلم کر دیتے ہیں مثلاً ایوب خاں جب سنہ ۱۹۶۲ میں اپنی رابطہ عوام کی مہم پر لاہور پہنچے تو ایوب خاں نے داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پہ پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ پھولوں کی چادر اور فاتحہ دیوبندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں ملاحظہ ہو "تقویتہ الایمان" و "فتاویٰ رشیدیہ"۔

اور نہ صرف یہ بلکہ روزنامہ "انجام" کراچی ۱۲۔ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء صفحہ ۱ پر فوٹو موجود ہے صدر مملکت فیلڈ مارشل ایوب خان بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ "(انجام" کراچی ۱۲ ۹/۹ صفحہ ۱)

مزید ملاحظہ ہو:

> • کراچی ۳۱۔ جولائی۔ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے آج شام یہاں قائداعظم محمد علی جناح کے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا..... اس سے پہلے مولانا احتشام الحق تھانوی (دیوبندی وہابی) نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے صدر ایوب کو خراج تحسین پیش کیا اور مقبرے کی تعمیر میں ذاتی دلچسپی لینے پر شکریہ ادا کیا"
>
> (روزنامہ "کوہستان" لاہور یکم اگست سنہ ۱۹۶۰)

مولوی یوسف رحمانی جواب دے کہ تمہارے پیشوا احتشام الحق تھانوی پر دیوبندی وہابی مسلک کے اعتبار سے کہاں لازم تھا کہ مزاروں پر پھولوں کی چادریں چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے اور مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھنے والے ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ پڑھاتا

بتائیے انہوں نے الٹی چھری سے دیوبندی دھرم کو ذبح کیا یا نہیں ؟ کیونکہ بابائے وہابیت پیشوائے اعظم دیوبندیت مولوی اسماعیل قتیل دہلوی صاف لکھتے ہیں ؛

"قبروں پر چادریں چڑھانا۔ مقبرے بنانا۔ تاریخ لکھنا یہ کام کرنے والے مسلمان نہیں۔ ایک بالشت سے اونچی قبر نہ بنائے، قبر پر مقبرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ہی کی قبر ہو۔" ("تقویۃ الایمان" معہ "تذکیر الاخوان" ص۳۴)

بتائیے۔ تھانوی صاحب نے شرک وبدعت اور حرام فعل کا ارتکاب کیا یا نہیں ؟

اور مولوی یوسف رحمانی میں کچھ دیوبندی مذہب کی غیرت ہے تو یہ بھی بتلائے کہ بانئ پاکستان محمد علی جناح کی ایک بالشت سے بہت اونچی قبر اور قبر پر مقبرہ (گنبد) اور پھر قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھانا دیوبندی مذہب میں دیوبندی شریعت کے اعتبار سے جائز ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں تو آج ہی مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی سے لاتعلقی اور بیزاری کا اعلان کرو اور "تقویۃ الایمان" اور "فتاویٰ رشیدیہ" کو سرِعام نذرِ آتش کرو۔ یا پھر اپنے مذہب نامہذب کے مطابق بانئ پاکستان کے مقبرہ کو گرانے کا فتویٰ جاری کرو اور آپ کے مزار پر چادر چڑھانے والوں کو بشمول وزیر اعظم بھٹو صاحب سب کو مشرک وبدعتی اور حرام فعل کے مرتکب قرار دو اور دیوبندی مسلک کا علی الاعلان پرچار کرو

ملّاں جی نے مولوی احتشام الحق صاحب کی بھلی کہی اُن کا کیا وہ مرزائیوں قادیانیوں منکرین ختم نبوت کے نکاح بھی پڑھواتے رہے ہیں وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازی صاحب کی شہادت ملاحظہ ہو

احتشام الحق تھانوی کا کردار ــــ مولانا کوثر نیازی کی شہادت

بعنوان "مولوی احتشام الحق کیرانوی ہم پھر حاضر ہیں" لکھتے ہیں

"آپ نے دوسرے احمدیوں کے نکاح کی طرح لاہوری (مرزائی) جماعت

کے بانی مولوی محمد علی کے لڑکے حامد فاروق کا نکاح بھی کراچی میں پڑھوایا تھا آپ بظاہر ان لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہیں مگر حالت آپکی یہ ہے کہ کسی پُراسرار ترغیب کے تحت آپ چپکے سے اندر جا کے (قادیانیوں کے) نکاح بھی پڑھوا آتے ہیں لوٹن میاں اچھے مولوی ایسا نہیں کرتے۔ اب سچ سچ بتادو اسلام تمہارا دین نہیں بلکہ کاروبار ہے ...... جواب میں آپ نے قائداعظم کو کافر کہہ کر پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں کی توہین کیوں کی ...... (ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۱۲ مئی سنہ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱-۶)

دوسری شہادت

"مولوی (احتشام الحق) کیرانوی آپ کیلئے حرام جائز ہے؟ ...... ہمت ہے تو کرو انکار ان الزامات سے

- تم نے کہا احمدی کافر ہیں اور روپیہ لے کر ان کے نکاح پڑھواتے رہے۔
- تم نے کہا سود حرام ہے اور خود سود کا کاروبار کرتے رہے .... مذہب کے نام پر اُمت محمدی کو فریب دینے والے دوغلے انسان تم اس ہندو وزیر سے بھی بدتر ہو ...... اب تمہیں دین اور دنیا دونوں کے لحاظ سے ذب اور دھوکے باز ثابت کیا جائے گا۔"

(ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۴ جون سنہ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱)

کیوں جناب مناظر صاحب! یہ ہیں آپ کے مولانا احتشام الحق صاحب۔ بتایئے بقول "شہاب" جب وہ مرزائیوں کے نکاح پڑھوا سکتے ہیں سودی کاروبار کر سکتے ہیں جب انہوں نے یہ تمام باتیں غلط کیں تو ایوب خاں کی والدہ کا جنازہ پڑھا کر بھی اپنے مذہب کے اعتبار سے غلط کیا کیوں؟ اس لئے بقول "شہاب" اسلام تمہارا (تھانوی کا) دین نہیں کاروبار ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مُلاں یوسف اپنے اصولے تھانوی صاحب کی خبر لیتا لیکن

اپنے اکابر کی بداعمالیوں پر تو نظر نہیں رکھتا اور صاحبزادہ فیض الحسن صاحب پر برس پڑا اور فرضی بُنیاد پر خرافات کا مظاہرہ شروع کر دیا۔

فاطمہ جناح کا نماز جنازہ

اس عنوان کے تحت مصنّف "سیف شیطانی" لکھتا ہے:

"مفتی محمد شفیع صاحب (دیوبندی) نے مادرِ ملّت کا نماز جنازہ پڑھایا
ان کے ساتھ مولوی عبدالحامد بدایونی کھڑے ہیں"

("امروز" ۱۳ر جولائی ۱۹۶۷ء)

پھر وہی جہالت کہ فاطمہ جناح کا نماز جنازہ۔ حوالہ میں یہ مذکور ہی نہیں کہ "امروز" لاہور ہے یا ملتان؟ ع کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

بہر حال ہمیں اس کا اعتراف کہ اس قسم کا فوٹو کسی اخبار میں ضرور آیا تھا مگر اس کی عبارت یہ نہیں تھی ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دیو بندی مُلّاں یُوسف رحمانی اس فوٹو کے ساتھ یہ عبارت نہیں دکھا سکتا بہر حال جب یہ فوٹو اخبار میں آیا تو ہم نے بھی مجاہد ملّت فخرِ اہلِ سنّت غازیٔ تحریکِ پاکستان مولانا محمد عبدالحامد صاحب بدایونی مرحوم سے رابطہ قائم کیا تھا اور تحقیق سے جو کچھ معلوم ہوا تھا وہ مولانا بدایونی ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کا وضاحتی مکتوب

۷۸۹

محب مکرم! السلام علیکم ......

میں علماءِ اہلِ سنّت کے مسلک سے بخوبی واقف ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ نماز جنازہ درحقیقت میں نے ہی پڑھائی مجمع کثیر تھا صف بندی بھی نہ ہو سکی۔ میں نے نماز جنازہ کی نیّت باندھی تو عین اسی

وقت مفتی محمد شفیع صاحب نے مجھ سے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھانی شروع کر دی حالانکہ جماعت قائم ہو چکی تھی...... والسلام

فقیر محمد عبد الحامد القادری البدایونی

۲۵ر جولائی ۱۹۶۷ء

یہ ہے دیوبندی مفتی اعظم کی سینہ زوری کہ جماعت قائم ہونے کے بعد آگے کھڑے ہو کر اپنی امامت کا فوٹو اخبارات میں شائع کرا دیا۔

اگر بالفرض مفتی محمد شفیع دیوبندی بھی مس فاطمہ جناح کی نماز جنازہ پڑھاتا تو یہ بھی دیوبندی دھرم کا بے اصولا پن تھا کیونکہ نام نہاد شیخ العرب والعجم کانگریسی کٹھ پتلی مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ تو یہ ہے جو "خطبات عثمانی" میں موجود ہے اور خود دیوبندی شیخ الاسلام جناب مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب کی شہادت موجود ہے

قائد اعظم کافر اعظم!

نئی دہلی ۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا۔ الخ۔

("خطبات عثمانی" صـ۴۸ و "مکالمۃ الصدرین" صـ۳۲)

دیوبندی مفتی اعظم مولوی محمد شفیع صاحب نے اسی قائد اعظم کی ہمشیرہ کی نماز جنازہ پڑھانے کی کوشش کی جن کے محترم بھائی کو صدر مدرسہ دیوبند کافر اعظم قرار دیتا رہا ہے۔ یہ کہاں کی اصول پرستی ہے؟ کیا قائد اعظم اور اُن کی ہمشیرہ کا مسلک جدا جدا تھا؟ مولوی حسین احمد دیوبندی کے فتویٰ کے لحاظ سے تو دیوبندی مفتی اعظم کو یہ کوشش کرنی ہی نہ چاہیئے تھی۔ یا پھر اپنے صدر مدرسہ دیوبند کو جھوٹا اور اُن کے

فتویٰ کو باطل و مردود قرار دیتے۔ بہر حال دیوبندیوں کا مذہب ہی گول مول ہے اور شریعت کے لحاظ سے نہیں بلکہ طبیعت کے لحاظ سے ہر کام کرتے ہیں

وہابیت کا اعتراف نمبر ۲

آج تک دیوبندی اپنی وہابیت کو چھپانے کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر ہم داد دیتے ہیں دیوبندیت کے نوزائیدہ مناظر کو کہ وہ بڑی جرأت مندی و فراخدلی سے اپنی وہابیت کا علی الاعلان اعتراف کر رہا ہے صفحہ ۵۹ پر بعنوان" اعلحضرت بریلوی کا فتویٰ" لکھا ہے:

"وہابی (دیوبندی) رافضی غیر مقلد نیچری قادیانی چکڑالوی وغیرہم کے پیچھے نماز باطل محض ہے" الخ ("سیف شیطانی ص۵۹)

کچھ بھی بہر حال وہابی لفظ کے مفہوم کی وضاحت کے طور پر اس نے پھر دوبارہ بریکٹ بند (دیوبندی) لکھ کر اپنی وہابیت کا اقرار کر لیا ہے۔ الغرض اس فتویٰ کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ موصوف اس کے نیچے خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بیان کر کے اعلحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ ان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں لکھتا ہے

خواجہ غلام فرید کا عقیدہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ احمد پور میں ایک وہابی مولوی تھا جس کا نام احمد بخش تھا نواب (صادق محمد خاں) آف بہاولپور کے جی حضوریوں نے اس کی شکایت کر دی کہ وہ اولیاء اللہ کا منکر ہے العیاذ باللہ۔۔۔۔۔
۔۔۔۔ نماز کے وقت خواجہ غلام فرید صاحب نے اس وہابی مولوی سے امامت کے لئے کہا چنانچہ سب حاضرین نے اسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھی خود خواجہ صاحب اور نواب آف بہاولپور نے بھی اسی کے

پیچھے نماز ادا کی ملخصاً

(روزنامہ "امروز" ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے وہابی مولوی کے نماز پڑھانے سے دیوبندی ملاں کو کتنی خوشی ہوئی اس کو فخریہ طور پر پیش کیا اگر دیوبندی وہابی نہ ہوں اور حقیقی سنی حنفی ہوتے تو اس کو یہ خوشی نہ ہوتی۔

اس کے متعدد جواب ہیں:

نمبر ۱: یہ کہ سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ مبارکہ اس شخص کے بارے میں ہے جو "ان (وہابیوں) کے خیالات و حالات پر مطلع ہو کر انہیں عالم جانے یا قابل امامت مانے" اس کی فتویٰ میں تصریح ہے اگر بالفرض خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایسا کیا تو وہ یقیناً ان کے خیالات و حالات پر مطلع نہ ہوں گے کیونکہ بقول "امروز" جی حضوریوں نے خواجہ صاحب سے نہیں نواب صاحب سے ان کے وہابی اور منکر اولیاء اللہ ہونے کی شکایت کی تھی لہذا خواجہ صاحب قبلہ اعلحضرت قبلہ کے فتویٰ کی زد میں نہیں آتے۔ آپ کا یہ جوڑ توڑ کامیاب نہیں ہوتا نظر آتا۔

نمبر ۲: یہ کہ اس مولوی کا نام بقول امروز احمد بخش تھا یہ نام وہابیوں دیوبندیوں کی جان کے لئے قیامت ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی تھانوی کفر و شرک کی باتوں کے بیان میں لکھتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ | سہرا باندھنا۔ علی بخش۔ حسین بخش (احمد بخش محمد بخش۔ پیر بخش فرید بخش) نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے (یہ سب شرک ہیں)

(بہشتی زیور اول صفحہ ۵)

مدرسہ خیر المدارس کا فتویٰ | الجواب ۱۹۱/۱۷ عبدالنبی عبدالرسول و نبی بخش و پیر بخش

احمد بخش یہ سب نام درست نہیں باقی نور احمد ۔ نور محمد ۔ غلام معین الدین ۔ غلام محی الدین یہ درست ہیں ۔ فقط واللہ اعلم بندہ اصغر علی غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱ ۲/۲ ھ



نوٹ : میلسی جلہ جیم کے بھی ایک دیو بندی مولوی نے اپنا نام احمد بخش تبدیل کر کے غلام احمد رکھ لیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ جب دیو بندی وہابی مذہب میں احمد بخش نام رکھنا شرک و نادرست اور قابل تبدیلی ہے تو پھر جس مولوی کا نام احمد بخش ہوگا وہ وہابی کس طرح ہو سکتا ہے ؟ اگر بالفرض (معاذ اللہ) ہو بھی تو اگر کوئی سُنی بزرگ اس کے احمد بخش نام کو دیکھ کر نماز پڑھے تو کس طرح سزاوار ہو سکتا ہے ؟ اگر کوئی وہابی شربت روح افزاء کی بوتل میں کچھ قطرہ شراب ڈال دے تو کسی پینے والے کو کیا گناہ ؟

اپنے اکابر کی خبر لو مولوی یوسف رحمانی نے اپنے جنون اور زعم باطل میں علماء اہلسنت و مشائخ طریقت پر الزام عائد کئے ہیں :

(۱) احمد رضا بریلویوں کے خدا ہیں "سیف شیطانی صـ۲۹"

(۲) بریلویوں کے اعلیحضرت عالم الغیب اور مشکل کشا ہیں ۔ (صـ۴۸)

(۳) نبی کو عین معین الدین پایا ۔ (صـ۵۱)

(۴) پیر اور پیر زادہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی مثل ۔ (صـ۵۰)

(۵) احمد رضا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی (صـ۵۴)

(۶) یہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو غیب کا علم ہے کفر ہے ۔ (صـ۶۴)

(۶) رضاخانی کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ (ص ۹۲)

ظاہر ہے کہ جس کے ایسے عقائد ہوں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس کے پیچھے نماز سراسر باطل و مردود ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ چوٹی کے اکابر دیو بند نے علماء اہل سنت حامیان مسلک اعلیٰحضرت۔ بریلوی مکتب فکر کے علماء کے پیچھے نماز پڑھنے کو صحیح سمجھا اور خود بھی پڑھی۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

علماء بریلی کی اقتداء میں نماز جائز ہے (علماء دیو بند)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا تو پڑھ لیتا۔ (چٹان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

مولوی محمد احسن نانوتوی مولانا محمد احسن نے (اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد) مولوی نقی علی خاں (بریلوی) کو عید گاہ سے پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لائیے جسے چاہے امام کر لیجئے میں اس کا اقتداء کر لوں گا۔ (کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص ۴۸)۔ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع صاحب دیو بندی نے لکھا ہے۔

بانی مدرسہ دیو بند مولوی محمد قاسم نانوتوی "ہمارے (دیوبندی) بزرگ اس قسم کی گفتگو اور مباحثوں مناظروں کو پسند نہ فرماتے تھے ...... ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی تشریف رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ مولانا احمد حسن امروہوی اور امیر شاہ خانصاحب بھی تھے شب کو جب سونے کے لئے لیٹے تو ان دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ بچھالی اور باتیں کرنے لگے۔ امیر شاہ خانصاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک بُرج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے سُنا ہے

وہاں کے امام قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں" مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا "ارے پٹھان جاہل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ تمہارے مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کی تکفیر کرتا ہے" مولانا (محمد قاسم) نے سُن لیا اور زور سے فرمایا "احمد حسن میں تو سمجھا تھا تو لکھ پڑھ گیا ہے مگر جاہل ہی رہا پھر دوسروں کو جاہل کہتا ہے۔ ارے کیا قاسم کی تکفیر سے وہ قابل امامت نہیں رہا میں (قاسم نانوتوی) تو اس سے اس کی دینداری کا معتقد ہوگیا۔ اُس نے میری کوئی ایسی بات سُنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی گو روایت غلط پہنچی ہو تو یہ راوی پر الزام ہے تو اس کا سبب دین ہی ہے۔ اَب میں خود اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا" غرضیکہ صبح کی نماز مولانا (قاسم نانوتوی) نے اس کے پیچھے پڑھی"

("الافاضات الیومیہ" جلد ۴ صفحہ ۲۹۲)

دیوبندی حکیم الاُمّت

"ایک شخص نے (تھانوی صاحب سے) پوچھا کہ "ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی" فرمایا ہاں (ہو جائے گی) ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔"

"(قصص الاکابر صفحہ ۹۱ مجالس حکمت معروبہ اربعین مصطفائی مجلس پنجاہ و دوم صفحہ ۱)

مفتیان مدرسہ خیر المدارس ملتان

۷۸۶ - از میلسی ضلع ملتان۔

بخدمت حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب ملتان مدرسہ خیر المدارس

استفتاء کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر نماز جنازہ کی امامت مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کا پیروکار بریلوی مولوی کر رہا ہو تو ایسی صورت میں اس بریلوی مولوی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا شرعاً درست ہے یا نہیں ؟

فقط المنتظر جواب

محمد بشیر میلسی

نوٹ ضروری :- براے مہربانی جواب اپنے قلم سے تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔

الجواب ۲۹ ش ۸۱ھ۔ اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے تو جنازہ میں شرکت کر لینا چاہیئے۔

فقط واللہ اعلم بندہ عبدالستار عفی عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۹ ش ۸۱ھ

الجواب صحیح عبداللہ غفر اللہ لہ ۸ ش ۸۱ھ

مہر خیر المدارس ملتان

مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان " زمانہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں جب طلباء، مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے نماز مغرب کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے۔ معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا "باجماعت نماز ادا کرو اگرچہ امام بدعتی بھی ہو"۔ طلباء نے حجت کی بحث چل پڑی مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی صلوا خلف کل برو فاجر کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں"۔ بس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوق خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے کہ فاسق کے پیچھے بالکراہت نماز جائز ہے"

"سیف حقانی ص۳۰ و ص۳۱" از مولوی ابوالناصر محمد عمر قریشی دیوبندی)

علماء دیوبند محدث اعظم پاکستان کی نماز جنازہ میں ۳۰۔ دسمبر۔ بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام مولانا سردار احمد صاحب کو آج بعد نماز عشاء جامعہ رضویہ میں سپرد خاک کر دیا گیا..... ڈھائی بجے دھوبی گھاٹ میدان میں مولانا عبدالقادر مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ نے نماز جنازہ پڑھائی (دو لاکھ) پچاس ہزار سے زائد عقیدت مندوں اور دوسرے احباب نے نماز جنازہ میں شرکت کی جن میں مولانا

تاج محمود (دیوبندی)۔ مولانا محمد یعقوب (دیوبندی) اور مجلس تحفظ ختم نبوّت کے کارکن علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری۔ مولانا قاری محبوب رضا خاں۔ مفتی ظفر علی مفتی محمد عمر (نعیمی)۔ علامہ احمد سعید کاظمی۔ مولانا غلام فرید۔ مولانا غلام رسول۔ علامہ سید ابوالبرکات۔ مولانا خلیل احمد ابن ابوالحسنات صاحبزادہ فیض الحسن۔ مولانا عبدالغفور (ہزاروی)۔ مولانا عارف اللہ صاحب صاحبزادہ فیض علی خطیب جامع راولپنڈی۔ خواجہ قمرالدین سیال شریف۔ مولانا محمد صادق صوفی غلام حسین گوجرہ۔ الحاج میاں محمد امین منیجنگ ڈائریکٹر رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز کے نام قابل ذکر ہیں..... لاہور میں مجلس فروغ سنّت (دیوبندی) کے زیر اہتمام پروفیسر خالد محمود ہاشمی (دیوبندی) کی زیر صدارت ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا سردار احمد کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ پروفیسر ہاشمی نے اسلام کے لئے اُن کی زبردست خدمات کو سراہا.......

(روزنامہ "غریب" لائلپور ۳۱۔ دسمبر ۱۹۶۲ء)

اَب ہم ملّاں یوسف رحمانی سے پوچھتے ہیں وہ اپنے خانہ ساز شیخ القرآن سے پوچھ کر بتائے اگر امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنّت فی الحقیقت ایسے ہی تھے جیسا کہ "سیف شیطانی" میں بیان کیا گیا ہے۔ تو ان علماء کی اقتداء میں نماز کا جواز اکابر دیوبند نے کس طرح کیا ؟

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا طمانچہ

ملّاں نام نہاد یوسف نے بڑے طمطراق سے مولوی احمد بخش وہابی کی اقتداء میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے نماز پڑھنے کو بیان کیا واقعی اس کو "امروزت" کے اس مضمون سے بڑی خوشی ہوئی ہوگی اور کمال یہ ہے کہ اس نے نواب صاحب بہاولپور کے جی حضوریوں نے وہابی کو اولیاء اللہ کا منکر ٹھہرانے پر بڑے زور دار الفاظ میں العیاذ باللہ بھی کہا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ دیوبندی قوم سے انصاف اُٹھ گیا، حقیقت پسندی سے آن کو کوئی تعلق نہ رہا ہے۔ مقام حیرت کہ آج وہ شخص بھی لڑتا ہے جس کو اپنی غلطی کا یقین ہے۔ کچھ زیادہ

دُور کی بات نہیں ایک ہی موقع پر مصنف سیف شیطانی مولوی حسین احمد کو وہابی دیتا ہوا لکھتا ہے۔ "شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم نے الشہاب الثاقب" میں صحیح فرمایا کہ احمد رضا خاں بریلوی مجدد التضلیل و مجدد التکفیر ہے۔"

لیکن اسی "الشہاب الثاقب" میں ملاں جی کو یہ نظر نہیں کہ "شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان (وہابیہ) کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دُعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان (وہابیہ) کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔"

("الشہاب الثاقب" صفحہ ۴۷ شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

کیوں جناب ملاں مناظر اسلام صاحب! اب ہم آپ کے العیاذ باللہ کو دیکھیں یا آپ کے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند کے معاذ اللہ کو دیکھیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے کی خوشی میں آپ کا پیٹ پھٹنے لگا، وہابیوں کو جی حضوریوں نے اولیاء اللہ کا منکر کہہ دیا تو آپ نے العیاذ باللہ کی توپ داغ دی لیکن اس کو کیا کہیے کہ آپ کے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند فرما رہے ہیں کہ شان نبوت حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں صدر دیوبند ان (وہابیہ) کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کرتے ہیں اور وہابیوں کا عقیدہ یہ بتلاتے ہیں

کہ وہ (وہابیہ) اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔
ملاں جی اب خود ہی بتاؤ کہ شان رسالت و نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرنے والے اپنے کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرنے والے اور کفریہ عقیدہ کے حامل وہابیہ کے پیچھے کونسے ضابطۂ شریعت کے تحت نماز جائز ہوگی؟ اور یہ بھی بتائیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نماز پڑھتے ہیں تو مولوی حسین احمد صدر دیوبند کیوں نہیں پڑھتے۔؟
اَب خود ہی اعلان کرو کہ تم خود ہی جھوٹے ہو یا تمہارا شیخ العرب والعجم جھوٹا ہے؟

اُلجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ناموں پر فتویٰ کا فراڈ

"سیف شیطانی" صف۹ پر کلب علی، کلب حسین، غلام علی، غلام حسین وغیرہ ناموں پر بعنوان احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ احکام شریعت جلد ۱ صف۹۲ سے ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے ناموں پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے حرام و گناہ یا کفر و شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔ چونکہ یہ نام ذو معنی ہیں اور بعض ناموں میں خود نمائی و انتہاپسندی ہے اس لئے ان اسماء کے متعلق اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے صرف یہ لکھا ہے کہ ان کو علماء کرام نے سخت ناپسندیدہ رکھا اور مکروہ و ممنوع لکھا۔ یہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی اپنی بات یا اپنا فتویٰ نہیں بلکہ اس کو علماء سے نقل فرمایا اور وہ صرف ناپسندیدگی کی حد تک اور بس۔ لیکن اس کے برعکس ملاں رحمانی کو اپنے گھر کی خبر ہی نہیں

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

شاید ملاں جی کو علم ہے یا نہیں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے پردادا صاحب کا نام محمد بخش تھا "سوانح قاسمی" جلد اول صف۱۱۳) اور ان کے بھائی کا نام خواجہ بخش تھا "سوانح قاسمی" جلد اول صف۱۱۵) اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی

کے دادا صاحب کا نام قاضی پیر بخش تھا اور گنگوہی صاحب کے نانا جی کا نام فرید بخش تھا۔

(" تذکرۃ الرشید" پہلا حصہ صہ ۱۳)

دیوبندی حکیم الامت کا فتویٰ "بہشتی زیور" جلد اوّل صہ ۴۵ کفر و شرک کی باتوں کا بیان "علی بخش۔ حسین بخش (پیر بخش۔ فرید بخش۔ خواجہ بخش احمد بخش۔ محمد بخش) نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا" یہ سب شرک ہیں

خیر المدارس کا فتویٰ الجواب عبد النبی، عبد الرسول، نبی بخش، پیر بخش (محمد بخش) احمد بخش یہ سب نام نادرست ہیں۔

فقط واللہ اعلم بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح عبد اللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان

گویا تھانوی صاحب اور مفتیان خیر المدارس کے نزدیک مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے پرداد اور ان کے بھائی اور مولوی رشید گنگوہی صاحب کے دادا اور نانا کافر و مشرک تھے اور ان کے نام نادرست تھے۔ اور یہ یوسف رحمانی پر لازم ہے کہ وہ واضح کرے کہ مشرک کی اولاد حلالی ہوتی ہے یا حرامی؟

مسئلہ نور صفحہ ۴ پر بعنوان "اعلیٰحضرت کا عقیدہ" یہ نقل کیا۔ حدیث میں ارشاد فرمایا

یا جابر اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ

اے جابر بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ "(الملفوظ جلد ا۔ صہ ۷)

ملاں نام نہاد رحمانی نے نامعلوم یہ عبارت کیوں نقل کی اور خدا جانے وہ کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال اتنا ضرور پتہ چلا کہ اس نے اس حدیث شریف کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ کے طور پر نقل کر کے یہ تسلیم کر لیا کہ اعلیٰحضرت کا وہی عقیدہ ہے جو حدیث شریف سے ثابت ہوا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصنف "سیف شیطانی"

منکر حدیث ہے کیونکہ یہ ثابت ہونے کے باوجود کہ یہ حدیث شریف ہے اس کو اس نے اعلحضرت کا عقیدہ قرار دیا ہے گویا اس حدیث پر اس کا ایمان نہیں۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتائے دیتے ہیں کہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے بھی اس حدیث شریف کو "نشر الطیب" صہ پر نقل کیا ہے کتاب کھول کر دیکھ لیں اور بتائیں کہ ایمان لائے یا ابھی منکر حدیث ہی ہیں ؟

باقی رہا یہ کہنا کہ مولوی غلام جہانیاں کا یہ عقیدہ کہ "حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھنے سے تمام ایمان والے کافر ہوگئے اور کسی کو اس کی خبر نہیں" تو ملاں یوسف نے یہ عبارت "فوائد فریدیہ" کا اردو ترجمہ مسمیٰ بہ "فیوضات فریدیہ" صہ سے نقل کی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اپنے ۲۰ اور ۱۵ کے مکتوبات میں تحریری وعدہ کے باوجود ابھی تک "فوائد فریدیہ" کا ترجمہ "فیوضات فریدیہ" ہمیں نہ قیمتاً مہیا کیا نہ عاریتاً ان کی اس غفلت ولاپرواہی کا ہمیں بہت ہی افسوس اور صدمہ ہے اگر وہ مذکورہ کتاب ارسال کر دیتے تو ملاں جوزف کی بے ایمانیوں کی نقاب کشائی کرنے میں ہمیں آسانی ہوتی۔ بہرحال اتنا ضرور ہے کہ مصنف نے جس "فوائد فریدیہ" کا ناتمام و غیر مکمل حوالہ دیا ہے وہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اس کا ترجمہ اپنے ایک عزیز کے ذمہ لگایا اور انہوں نے یہ ترجمہ مولانا غلام جہاں صاحب کے نام سے شائع کرا دیا۔ اب جبکہ یہ ثابت اور مسلم ہے کہ فوائد فریدیہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید کو خود مصنف "سیف شیطانی" نے صہ ۹ و دیگر متعدد صفحات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ولی کامل تسلیم کیا ہے۔ مولوی غلام جہانیاں صاحب یا ان کے عزیز تو مترجم ہیں۔ بتایئے مولوی جوزف کی خرافات کی زد میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ آتے ہیں یا نہیں ؟

اسی طرح صہ ۹۱ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب کا ایک ایسا فتویٰ نقل کیا گیا ہے

جس میں رب کے نور کا جزء یا حصہ ماننے والے کو گمراہ بے دین کہا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ صحیح ہے اور کوئی بھی عالم اہل سنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا جزء و حصہ قرار نہیں دیتا۔ بقلم خود مناظر اسلام میں جرأت ہے تو جزء و حصہ ثابت کر دکھائے ورنہ لایعنی باتوں سے باز آئے۔

اسی طرح صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے۔ اس کے ثبوت میں حوالہ تفسیر نعیمی صف حاشیہ ۱۳ کا دیا گیا ہے۔

ہم ملاں جوزف کو مبلغ دس روپے انعام دیں گے اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ "تفسیر نعیمی" صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ اس جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ بہر حال یہ عبارت خواہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے لکھی ہو یا صاحب تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خان صاحب نے۔ بلاشبہ حق ہے قرآن مجید میں ہے،

(۱) قالوا ان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اٰباؤنا فاتونا بسلطٰن مبین (کافر بولے تم تو ہم جیسے آدمی ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اب ہمارے پاس کوئی روشن سند لے آؤ۔

(۲) قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (وہ جھٹلانے والے کافر بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی)

اور اس کے ساتھ ہی مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ عقیدہ کہ ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں (جاء الحق صفہ ۱۹۵) یہ بھی حق ہے۔ افسوس کہ ملاں جوزف ابھی تک یہ نہیں سمجھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہہ کر پکارنا اور بات ہے، عقیدے کے ذکر میں بشر کہنا اور بات ہے پہلے میں تحقیر و توہین ہے کہ بشر بشر کہہ کر پکارا جائے یا برابری کے لفظوں سے یاد کیا جائے اور عقیدہ کے طور پر انبیاء کرام کو بشر ماننا اور بات ہے۔

اسی طرح "سیف شیطانی" میں جاء الحق ص ۱۴۸ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ "حضرت عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا" تو جاہل مصنف بے خبر ہے اس کو معلوم نہیں کہ یہ الفاظ حضرت مفتی صاحب گجراتی نے اعتراض کے نقل کئے ہیں کہ مخالفین اہلسنت کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام کو بشر کہا۔ یہ مفتی صاحب کے اپنے الفاظ نہیں ہیں اور اس بات کا جواب "جاء الحق" میں اسی جگہ اس سے ذرا آگے ہے۔ دھوکہ دینا اور غلط بیانی سے کام لینا دیوبندیوں کا محبوب مشغلہ اور آبائی پیشہ ہے۔

ہر طرف سے ٹھوکریں کھانے کے بعد ملاں جوزف پاگل کتے کی طرح پھر مولانا کاظمی صاحب پر حملہ آور ہوتا ہے۔ لکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت تمام عالم میں موجود ہے۔ "(تسکین الخواطر ص ۱۵۶)۔ اس میں کس کو شبہ ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نص قرآنی ہے۔ ملاں جوزف کتر بیونت کے مرض میں مبتلا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب کی اس عبارت میں یہ صفائی دکھائی کہ روحانیت اور نورانیت تمام عالم میں موجود ہے کا روحانیت تمام عالم میں موجود ہے کر دیا۔ اگرچہ یہ کوئی بڑی بات نہیں لیکن قلبی مرض تو ثابت ہو جاتا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب کے اس عقیدہ کے مقابلہ میں مولانا عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ فتویٰ نقل کیا بانیان محفل میلاد علی العموم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے نیز قاری اگر دیندار محب نہ ہوگا تو روح پاک نہ آوے گی۔ "(انوار ساطعہ ص ۲۰۰)

ظاہر ان الفاظ میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔ مولانا عبدالسمیع صاحب کی مراد یہاں روح مع الجسد ہے اور آنا اس پر دلیل ہے یعنی روح مبارک کا وجود باجود کے ساتھ آنا۔

مولانا مفتی احمد یار خانصاحب علیہ الرحمۃ کی عظیم کتاب "جاء الحق ص ۱۴۰" کے حوالہ سے یہ لکھا گیا ہے۔ " اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہونا یہ صفات بہت سی مخلوقات کو ملی ہیں" حالانکہ مفتی صاحب نے متعدد چیزیں بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں "ایک جگہ رہ کر تمام عالم کو مثل کف دست دیکھنا ایک آن میں عالم کی سیر کر لینا اور صدہا کوس پر کسی کی

مدد کر دینا اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہونا یہ صفات بہت سی مخلوقات کو ملی ہیں" اس عبارت کا بھی حلیہ بگاڑ دیا گیا اور اپنے گزارہ کے لئے چند الفاظ رکھ لئے۔ حالانکہ مفتی صاحب نے صفت نہیں صفات کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کثرت پر دلالت کرتا ہے صفات جمع ہے واحد نہیں۔ بہر حال مفتی صاحب نے اپنے اس موقف کو "جاء الحق" میں اسی جگہ تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر، تفسیر خازن، مشکوٰۃ باب فصل الاذان وغیرہ سے مدلل و مبرہن فرمایا۔ جاہل مناظر اسلام ایسی باتوں کو کیا جانے۔ خود مولوی اشرف علی تھانوی "حفظ الایمان" میں کہتے ہیں ابلیس مشرق سے مغرب ایک لحظہ میں پہنچ جاتا ہے ص۸ اور حضرت ملک الموت پوری دنیا میں ایک لحظہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ منکر نکیر ہر قبر میں ہر جگہ تشریف لاتے ہیں۔ خود حکیم الامت تھانوی جی "جمال الاولیاء" ص۲۰۲ پر لکھتے ہیں کہ "محمد الشربینی شیخ بزرگ ول صاحب کشف تھے ...... امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ ان ہی کے پاس قیام رکھتے ہیں"۔

ان ہی تھانوی صاحب نے "جمال الاولیاء" ص۱۸۸ پر محمد الحضرمی مجذوب کا واقعہ لکھا کہ انہوں نے "بیک وقت تیس شہروں میں خطبہ و نماز جمعہ پڑھا"

مولوی تھانوی صاحب ہی "جمال الاولیاء" ص۲۳ پر لکھتے ہیں "اس قسم کے واقعات کا مشترک مضمون تواتر کی حد کو پہونچا ہوا ہے اس لئے اب اس کا انکار سوائے ضدی شخص کے اور کون کر سکتا ہے۔"

قال جوزف صاحب نامعلوم کون ساجنون آپ کو اس خاردار وادی میں کھینچ لایا آپ تو ہیں کیا یہاں تو دلو کا بند ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ زبانی کلامی باتیں تو ہوا میں اڑ جاتی ہیں

تحریر سند رہتی ہے۔ آپ کی سیف آپ کو خودکشی کے کام آرہی ہے۔ تاقیام قیامت آپکی جہالت کی دستاویز ہمارے پاس رہے گی۔ اُمید ہے آپ نے چشم سر کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے اقوال وارشادات پڑھ لیے ہوں گے۔

اَب ہوش میں آکر بتایئے مفتی احمد یار خانصاحب علیہ الرحمۃ کا قول حق تھا یا نہیں؟

علّامہ ابن نجیم اور علّامہ خوارزمی کا فتویٰ اس عنوان کے تحت مصنف نے یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ "جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور جانتی ہیں کفر ہے۔" (بحر الرائق ص۱۲۴ علامہ ابن نجیم و فتاویٰ بزازیہ ملک ۳۲۶ علامہ خوارزمی) معلوم نہیں بقلم خود مناظر اسلام نے یہ فتویٰ ہفت روزہ "پاکستانی" یا "چٹان" کے کون سے شمارہ سے نقل کیا؟ بحر الرائق یا فتاویٰ بزازیہ کو دیکھنا اور سمجھنا تو اس مستند جاہل کے بس کا روگ نہیں بہر حال ہم اس کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ یہ فتویٰ کفر گھر میں ہی کام آجائے گا مطمئن رہیں۔ آپ کی محنت برباد نہیں جائے گی ملاحظہ ہو:

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ "مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ (پیر و مرشد) کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہو گا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ..... تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہو گا اور شیخ کو دل میں حاضر کر کے جیب زبان حال سے پوچھے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی۔" (امداد السلوک ص۲۴)

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دینِ نجدی پائمالِ سُنیاں ہو جائے گا

پانچ دیوبندی دجل بقلم خود مناظر اسلام ملّاں یوسف رحمانی نے "تکفیری افسانہ" میں مذکور ۴۸۔ دیوبندی تضادات وکفریات میں سے بعنوان ملا محمد حسن علی الرضوی کا دجل ص۹۲۔ مکفر اعظم ملا محمد حسن کا دوسرا دجل ص۹۴۔

ملا محمد حسن کا تیسرا دجل ص۹۹۔ ملا محمد حسن کا چوتھا دجل ص۔ ملا محمد حسن کا پانچواں دجل ص
صرف پانچ کا جواب دیا ہے۔ گویا ۴۴ کفریات و تضادات اپنے اکابر کے اس نے تسلیم
کرتے ہیں۔ باقی جن پانچ باتوں کو اس نے دجل قرار دیا ہے تو یہ پانچ دجل بھی ہمارے
نہیں بلکہ اس کے اپنے اکابر کے ہیں کیونکہ "ہم تکفیری افسانہ کے مصنف نہیں بلکہ مرتب و
ناقل ہیں سب کچھ اکابر دیوبند کی معتبر مستند تصانیف سے نقل کیا ہے۔ وہ ہمارے خلاف
جس قدر بھی خرافات و بدزبانی کا مظاہرہ کرے گا اس کی زد براہ راست درحقیقت اکابر
دیوبند پر پڑے گی۔

اب اکابر دیوبند کے پانچ دجل جو اس نے ہم سے منسوب کیے ہیں کا نمبر وار جواب
سنیئے اور دیوبندی جہالت و حماقت پر سر دھنیئے۔

دیوبندی دجل نمبر ۱ "تکفیری افسانہ ص۴۵ پر سرخی سے لکھا ہے۔" احمد علی لاہوری
کا دعویٰ علم غیب دکشف۔"

دیوبندی تاویل حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے صرف اپنے کشف کا ذکر کیا ہے
اور ملا محمد حسن علی میلسوی نے علم غیب لکھ دیا ہے...... جس شخص کو
کشف اور علم غیب کی تعریف و تقسیم اور تفریق کا ہی علم نہیں وہ علماء کی عبارات کو کس طرح
سمجھ سکتا ہے حالانکہ جو شخص کشف کو علم غیب کہے علماء نے اسے کافر لکھا ہے۔ سنیئے۔
قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی حنفی کا فتویٰ: "اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا ہے ہاں غائب
چیزوں کے متعلق خرق عادات کے طور پر کشف یا الہام ہو جاتا ہے جو علم ظنی کا موجب ہے
اور یہ کہنا کہ اولیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔"

("ارشاد الطالبین" ص۱۰ منقول از "چٹان" ۱۱۔ مارچ ۱۹۶۳ء)

جواب (۱) "فیروز اللغات" ص۵۰۹ ملاحظہ ہو لکھا ہے کشف (ع) مذکر۔ کھولنا غیب کی
باتوں کا اظہار۔

(۲) دیوبندی جاہل کی جہالت ملاحظہ ہو وہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے حوالہ کے لئے بھی ہفت روزہ "چٹان" کا محتاج ہے۔" ارشاد الطالبین کا براہ راست حوالہ نقل کرنا اس کے مبلغ علم سے ورا ہے اور پھر اس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو شخص کشف کو علم غیب کہے علماء نے اس کو کافر لکھا ہے۔ لیکن قاضی صاحب پانی پتی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ اس کے اپنے ہی نقل کردہ مذکورہ بالا الفاظ بغور ملاحظہ ہوں۔ کشف کو علم غیب کہنے والے پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ اس پر ہے "یہ کہنا کہ اولیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے"۔ "سیف رحمانی ص۹۶" ۔ بتائیے کشف کو علم غیب کہنے والے پر فتویٰ کفر کہاں ہے۔ باقی رہا اولیاء اللہ کو علم غیب ہے کہنے پر فتویٰ کفر تو اس سے مراد یہ ہوگا بغیر عطاء خداوندی جو شخص اولیاء کو علم غیب کہے کفر ہے قاضی صاحب پانی پتی نے تو یہ لکھا ہے اور ہم کہتے ہیں اور یہ کہنا کہ (بغیر عطاء خداوندی) انبیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔ اگر مصنف اس پر اصرار کرے کہ اولیاء اللہ کو علم غیب ماننے والا بہر صورت کافر ہے تو ہم کہیں گے کہ مصنف "سیف رحمانی" کا یہ فتویٰ کفر مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر لگے گا۔ ملاحظہ ہو حاجی صاحب فرماتے ہیں:

حاجی امداد اللہ صاحب فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے" (شمائم امدادیہ حصہ دوم ص۹۱)

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

دوسرا دیوبندی دجل! ملا محمد حسن علی الرضوی نے حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو کہ آپ نے حالت وجد و ذوق میں تدابیر مشروعہ کے تحت اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب کے متعلق

فرماتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

تم ہو اے نورِ محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفٰے
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پُر سنگلے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دُنیا میں ازبس تمہاری ذات کا

"تکفیری افسانہ" ص۵)

ان اشعار کے مقابلہ میں قاتل المشرکین حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت پیش کی ہے جو کہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مافوق الاسباب امداد کے متعلق فرمایا ہے اور حالت وجد و سکر اور ذوق سے قطع نظر کرتے ہوئے تدبیر غیر مشروعہ اور ازروئے عقیدہ کہا جائے یا لکھا جائے حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مختصر درج ذیل ہے

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دُنیا میں بد ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت پھٹکار ہے "تکفیری افسانہ" ص۵)

دیوبندی تاویل نمبر۱ : ......" اگر کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرو مرشد مولانا نور محمد سے دریافت کر کے علمی عقدہ و مشکل کو حل کر لیتے" (سیف رحمانی ص۶۵)

دیوبندی تاویل نمبر۲ : ......" مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اشعار کہے ہیں وہ حالت وجد و ذوق اور سکر اور تدابیر مشروعہ کے تحت ماتحت الاسباب امداد کے لئے

[illegible]

فرمایا ہے اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مافوق الاسباب اور غیر وجد و ذوق و سکر کی حالت میں بطور عقیدہ رکھنے والے کے متعلق فرمایا ہے۔"

("سیف رحمانی صفحہ ۶۵ و صفحہ ۶۶)

جواب اب معلوم ہوا دیوبندی دھرم میں شریعت و طریقت دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں مصنف "سیف رحمانی" نے وجد و ذوق و سکر کا بہانہ بنا کر وہ بات کہی ہے جو آج تک کسی دیوبندی ملاں نے نہیں کہی نہ اس نے اپنے اکابر علماء کا حوالہ دیا۔ بلکہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی اور مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کے دامن میں پناہ لے کر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مصنف "سیف رحمانی" حالت وجد و ذوق و سکر میں شرکیہ کفریہ عقائد اپنانے واختیار کرنے کا ثبوت کتاب و سنت سے پیش کرتا لیکن "چیان" کے حوالے دینے والا جاہل کتاب و سنت تفسیر و حدیث و فقہ کو کیا جانے۔ اگر تمام دیوبندی ملاں یہ مان لیں کہ حالت وجد و ذوق و سکر میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بزرگان دین اولیاء کرام قدست اسرارہم سے امداد و اعانت طلب کر سکتے ہیں، اُن کو امداد کے لئے پکار سکتے ہیں۔ تو بہت سے اختلافی مسائل کا خود بخود تصفیہ ہو جائے گا۔ مصنف "سیف رحمانی" کو یہ بات اس وقت سوجھی جب مقتول المسلمین اسماعیل قتیل کے فتویٰ سے حاجی امداد اللہ صاحب مشرک ولعنتی قرار پائے۔ اگر کوئی سُنّی مسلمان یوں کہے

غوث اعظم بن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

یا

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

کہے تو وجد و ذوق و سکر کی کوئی تاویل نہ سُنی جائے۔ اور جب اسماعیل قتیل کے فتویٰ سے حاجی امداد اللہ صاحب مشرک ولعنتی قرار پائیں تو وجد، ذوق و سکر یاد آجائے۔ کیا

شریعت مطہرہ میں وجد و ذوق و سکر کی حالت میں کفریہ شرکیہ لغتیہ عقائد اپنانے کی کھلی چھٹی ہے؟

تضاد بیانی ایک طرف تو جاہل مصنف "سیف رحمانی" حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کو وجد، ذوق، سکر پر محمول کر کے اپنے اکابر کی گردن پر خود چھری پھیرتا ہے لیکن دوسری طرف کہتا ہے "اگر کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ در پیش ہوتا تو مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر مرشد مولانا نور محمد سے دریافت کر کے علمی عقدہ و مشکل کو حل کر لیتے" ("سیف رحمانی ص۶۵")

اگر بات صرف مشکل و پیچیدہ مسئلہ کی تھی اور حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد سے صرف علمی عقدہ مشکل حل کرتے تھے تو پھر حالت وجد و ذوق اور سکر وغیرہ کے بہانے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ علمی و پیچیدہ مسئلہ تو آج بھی ہر کوئی اپنے علماء سے پوچھتا ہے اور علمی عقدہ و مشکل حل کرتا ہے۔ دیوبندی بھی کرتے ہیں اس میں ہیر پھیر کی آخر کیا ضرورت ہے؟ لیکن یاد رہے معاملہ صرف پیچیدہ مسئلہ کی دریافت اور علمی عقدہ کشائی کا نہیں بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب کے نزدیک دنیا و آخرت میں ہر جگہ اولیاء اللہ سے امداد، اعانت طلب کرنا، اُن کو امداد کے لئے پکارنا جائز ہے۔ دنیا میں تو پیچیدہ مسائل کے حل اور علمی عقدہ کشائی کی ضرورت در پیش آسکتی ہے۔ لیکن حاجی امداد اللہ صاحب تو قیامت کے دن محشر کے روز تک کی بات کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا اشعار کے آخر میں لکھتے ہیں ؎

آسرا دُنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

مقامِ غور و فکر ہے۔ حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد نور محمد صاحب کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ دُنیا میں بس آپ کی ذات کا آسرا ہے۔ تم سوا ہرگز کسی سے بھی کچھ التجا نہیں بلکہ قیامت کے دن جس وقت خدا تعالےٰ قاضی ہوگا آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا۔

بتائیے ! آخرت میں قیامت کے دن کون سا پیچیدہ مسئلہ اور علمی عقدہ حل ہوگا قیامت تو دار الجزار ہے ؟ کیا قیامت کے دن بھی حاجی امداد اللہ صاحب مولانا نور محمد صاحب سے پیچیدہ علمی مسئلے دریافت فرمائیں گے ؟ ایسی لایعنی تاویل کرکے آخر کیوں اپنی جہالت و حماقت کا راز افشار کیا جارہا ہے۔ اگر حاجی امداد اللہ صاحب حالتِ ذوق و وجد اور سکر میں اپنے پیر و مرشد سے مدد مانگ سکتے ہیں، اُن کو پکار سکتے ہیں، اُن کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ سکتے ہیں، تو کیا سُنّی مسلمان سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد یا خواجہ غریب نواز سُلطان الہند قدست اسرارہم کو حالتِ ذوق و وجد کے علاوہ دشمنی بغض و عناد کے ساتھ پکارتے اور امداد و اعانت طلب کرتے ہیں ؟

تیسرا[۳] دیوبندی دجل "تکفیری افسانہ ص۳۳ پر بعنوان ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کی امام اعظم ابو حنیفہ سے بیزاری کے تحت لکھا ہے" میں نے شام سے لے کر ہند تک اس دیوبندی مولوی انور کاشمیری) کی شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اپنے اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا۔"

("خدام الدین" لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء)

دیوبندی تاویل ملاں یوسف رحمانی کی بوکھلاہٹ و بدحواسی ملاحظہ ہو۔ اس حوالہ کو جھٹلانے کے لئے جو ذلیل تاویل کی وہ پاگل پن کی بدترین مثال ہے لکھتا ہے" اگر ان لفظوں سے حقیقت مراد ہے۔ تو پھر پاک سُنّی تنظیم کے صدر پر بھی

الزام لگایا جاسکتا ہے ___ قاضی محمد عاقل صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں:

الصلوٰۃ التحیہ والسلام • اے محمد عاقل اے اعظم امام
بوحنیفہ وقت خود لاریب شک • گفت فخر تونسہ آں پیرے بحق

(سیف رحمانی ص۵۱)

جواب کوئی منصف مزاج بتلائے یہ کیا جواب ہے ہم نے چوٹی کے اکابرین دیوبند میں مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث کے متعلق دیوبندیوں کے واحد شیخ التفسیر احمد علی لاہوری سابق امیر جمعیت العلماء اسلام کے "خدام الدین" کا حوالہ نقل کیا جو پوری کانگریسی دیوبندی، وہابی دنیا کا ذمہ دار ترجمان ہے جس میں لکھا ہے "اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (مولوی انور کاشمیری) امام اعظم ابوحنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں۔ تو میں اپنے دعویٰ میں کاذب ہونگا۔"

("خدام الدین" ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء)

مصنف "سیف رحمانی" کو آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیئے "خدام الدین" میں لکھا ہے اگر میں قسم کھاؤں یہ بات قسم کے ساتھ ہے۔ حلفیہ ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب کے متعلق قسم کے ساتھ نہیں ہے۔ پھر انور کاشمیری کو امام اعظم ابوحنیفہ سے بڑا عالم کہا جارہا ہے جبکہ مولانا غلام جہانیاں صاحب مولانا محمد عاقل صاحب کے متعلق لکھتے ہیں ابوحنیفہ وقت لاریب شک اپنے وقت کا ابوحنیفہ یا امام اعظم کہنے میں کوئی خرابی نہیں، خرابی اس میں ہے کسی کو قسم کھا کر امام اعظم ابوحنیفہ سے بڑا عالم کہا جائے۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں سمجھ سکتا جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔ اسی طرح کسی کو غزالی زماں، رازی دوراں یا غوث زماں، قطب دوراں وغیرہ کہنے میں کوئی خرابی نہیں۔ امام غزالی یا امام رازی یا غوث اعظم قدست اسرارہم سے قسم کھا کر کسی کو بڑا قرار دینے میں خرابی ہے۔

مصنف "سیف رحمانی" کا یہ کہنا بھی سراسر افتراء ہے کہ عرس کے اشتہاروں میں اعلیٰحضرت کو امام اعظم لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا اندھاپن ہے۔ کیونکہ لائل پور شریف میں حضور سیدنا امام اعظم

اور حضور سیدی محدث اعظم کا عرس شریف اکٹھا ہوتا ہے اس کا مشترکہ اشتہار شائع ہوتا ہے جس میں حضرت سیدنا ابوحنیفہ ہی کو امام اعظم لکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی امام اعظم بھی لکھتا تو ایک بات تھی، لیکن "خدام الدین" نے تو قسم کھا کر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے انور کاشمیری کو بڑا عالم لکھا ہے دونوں چیزیں ایک کس طرح ہوگئیں؟ کچھ تو شرم چاہیئے!

یوسف رحمانی کی امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے بیزاری

مصنف "سیف رحمانی ص۲۸ پر لکھتا ہے" بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر امام اعظم رحمۃ اللہ کا فرمان بھی قرآن وحدیث کے معارض ہوگا۔ تو ہم اس کو بھی ٹھکرا دیں گے۔" یہ ہے دیوبندیت کی نام نہاد حنفیت۔ گویا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے بعض فرامین قرآن وحدیث سے معارض ہیں۔ اور یوسف رحمانی سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ سے زیادہ قرآن وحدیث کا عالم و ماہر اور آپ سے بڑھ کر علمی وفقہی گہرائی اور قرآن واحادیث کے اسرار ورموز کو سمجھنے والا ہے، جب دیوبندیوں کے نزدیک سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے فرمان قرآن واحادیث کے معارض ہو سکتے ہیں، اور آپ کو دعویٰ حنفیت کے باوجود ٹھکرانے میں شرم وحیاء اور غیرت محسوس نہیں ہوتی۔ تو پھر حنفیت کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ کیوں دے رہے ہو؟ کیا کبھی اشرف علی تھانوی، رشید گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی کی گستاخانہ خرافاتوں کو بھی ٹھکرانے کا اعلان کیا ہے؟

چوتھا دیوبندی دجل

مصنف "سیف رحمانی" رقمطراز ہے "تکفیری افسانہ" ص۳۱ پر بعنوان مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ" لکھتا ہے سنو میں کیا کرتا ہوں اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ، گنگا رام رکھو نماز پنجگانہ ادا کرو، زکوٰۃ پائی پائی گن کر دو۔ حج فرض ہے تو کر کے آؤ۔ روزے رمضان کے تیسوں رکھو۔ میں فتویٰ دیتا ہوں تم پکے مسلمان ہو۔ ("خدام الدین" شیخ التفسیر نمبر)

دیوبندی تاویل:۔ مولانا احمد علی لاہوری نے تو فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ پڑھتا ہو نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ مسلمان ہے نام خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (دالخ سیف رحمانی ص۲۸)

جواب :- ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ مولوی احمد علی لاہوری کی اصل عبارت میں کلمہ شریف کے الفاظ دکھا دیں تو ہم آپ کو ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ نیز دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولوی احمد علی صاحب شارع نہیں ہیں وہ کون سے ضابطۂ شریعت سے مادھو سنگھ اور گنگا رام نام رکھنے کی اجازت دے رہے ہیں، کیا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے مشرکانہ نام رکھنے کی مخالفت نہیں فرمائی؟ کیا اسلام میں غیر اسلامی ناموں کی ممانعت کا حکم نہیں؟ احمد علی صاحب کون ہوتے ہیں، مادھو سنگھ اور گنگا رام نام رکھنے کی اجازت دینے والے؟ شاید اسی لئے دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری نے دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپارام برہمچاری رکھ لیا تھا۔ (کتاب "عطاء اللہ بخاری" ص۸۲)

چلو اگر مادھو سنگھ اور گنگا رام نام ناجائز نہیں ہیں تو آج سے ہم بھی ملاں یوسف رحمانی کو مولوی گنگا رام کہا کریں گے۔

تاویل :- مولوی گنگا رام صاحب نے "سیف رحمانی ص۲۲" پر تضاد کی دوسری عبارت "اگر کوئی اپنا نام محمد دین، عبداللہ، جان، اللہ رکھا، محمد جان رکھوائے نماز ایک نہ پڑھے، حج فرض ہے تو نہ کر کے آئے۔ روزہ ایک نہ رکھے، زکوٰۃ واجب ہونے پر بالکل نہ دے تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ ہذا کافر حق، کہ یہ پکا کافر ہے۔"

(تکفیری افسانہ ص۳۱ "خدام الدین" ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص۴۲)

اس کی تاویل میں مولوی گنگا رام صاحب یوں کرتے ہیں فرائض واجبات کا منکر بھی اگر کافر نہیں تو پھر من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر الحدیث کا کیا مطلب ہے؟ اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اعلان جنگ کیوں فرمایا؟

جواب : اس کا جواب تو مولوی گنگا رام نے خود دے دیا وہ خود لکھتا ہے کہ فرائض و

واجبات کا منکر اگر کافر نہیں۔ تو من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر الحدیث کا کیا مطلب ہے جواباً عرض ہے کہ گنگا رام صاحب کو معلوم ہو کہ مطلب یہی ہے جو آپ نے بیان کیا یعنی فرائض نماز روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کا منکر کافر ہے۔ غفلت ولا پرواہی سے چھوڑنے والا نہیں۔ یہاں ترک سے مراد انکار فرضیت ہوگا۔ اور فرضیت کا انکار کرنے والا بلاشبہ کافر ہے۔ اسی طرح مولوی گنگا رام نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اعلان جنگ فرمایا۔ یہاں مانعین و منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنا گنگا رام خود تسلیم کرتا ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں وہ شدید گنہگار ہیں کافر نہیں ورنہ مولوی گنگا رام کو بھی چاہیئے اپنی دیوبندی فوج کے تین کانے لیکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف اعلان جنگ کر دے، دیوبندی جاہل ملاں گنگا رام کو جاننا چاہیئے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ فرائض کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر بے دین ہے۔ ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا شدید گنہگار ہے کافر نہیں، بے عمل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

مفتیٔ دیوبند کا فتویٰ مولوی گنگا رام کے مرکز مدرسہ دیوبند کے مفتی مہدی حسن اپنے ۹/۱۰ ۱۳۷۹ھ کے ایک فتویٰ میں مودودی صاحب بانیٔ جماعت اسلامی کے متعلق لکھتے ہیں ...... "ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں" (تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں صد۳۲)۔ اس فتویٰ پر مفتی اعزاز علی امروہی کے دستخط اور مدرسہ دیوبند کے دارالافتاء کی مُہر بھی ثبت ہے لیکن اس کے باوجود مولوی گنگا رام بے عمل مسلمانوں کو کافر ہی سمجھے تو پھر وہ روزہ توڑنے والے پر بھی کفر کا فتویٰ دے۔

بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی گنگا رام کی زد میں (حکایت ۳۷۳)

"حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں ہوئے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے۔

(مولوی رفیع الدین سے) فرمایا کہ آئیے مولانا۔" میں (مولوی رفیع الدین) نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ آئیے مولانا۔ میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا۔ حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت (نانوتوی) نے فرمایا:

"اللہ تعالےٰ اس (روزہ) سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا۔۔۔!"

("ارواح ثلثہ" صہ ۳۴۹)

اب مولوی گنگارام کو چاہیئے کہ فوراً بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب اور مولوی رفیع الدین دیوبندی پر بھی فتویٰ کفر لگا دے اور جلدی کرے۔

پانچواں دیوبندی دجل:- ہم نے "تکفیری افسانہ" صہ ۳۳ پر لکھا تھا۔ وہ (مولوی احمد علی لاہوری) ہر ایک کو معاف کر دیتے تھے۔ لیکن خدا کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانے والے ...... اور بدعت پھیلانے والے کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ ("خدام الدین" لاہور)

اس کے تضاد میں مولوی احمد علی صاحب کا عمل ہم نے یوں پیش کیا تھا" اہل شرک وبدعت کی تعظیم اور ان سے پیار ومحبت"۔ ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی۔ حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرماتے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ ہر دو اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔ ("خدام الدین" ۸ مارچ ۱۹۶۳ء صہ ۱۴)

اس سے ہم نے دیوبندی قول وفعل کا تضاد یوں ثابت کیا تھا کہ جن کو وہ خود مشرک وبدعتی سمجھتے ہیں ان کی تعظیم بھی کرتے ہیں۔

.... ان کے لئے قیام کرتے اور ان کو گلے لگاتے ہیں۔ اس پر دیوبندی تاثریل ملاحظہ ہو۔

مولوی گنگارام کی تاویل

"سیف رحمانی" کا جاہل مصنف لکھتا ہے۔

(۱) علّامہ محمد حسن علی الرضوی نے اپنے اعلیحضرت کی سنّت ادا کرتے ہوئے اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے تسلیم کر لیا کہ واقعی طور پر مولانا ابوالحسنات بریلوی مشرک و بدعتی ہیں۔

(۲) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غیر مسلموں کو اپنے گلے لگایا۔ اپنی چادر بچھائیں!

(۳) مولانا ابوالحسنات تم جیسے رضاخانی نہ تھے...... اگر کوئی شخص خود چل کر معافی لینے آ جائے تو پھر وہ قابلِ معافی ہے یا کہ نہیں؟ ("سیف رحمانی ص۳")

جواب

نام نہاد مناظر اسلام گنگارام کی مت ماری گئی ہے ہم نے مولانا علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ کب مشرک و بدعتی لکھا۔ یہ اس کا شیطانی مغالطہ اور ابلیسی دھوکہ ہے۔

(۱) ہم نے اپنی طرف سے ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ خود علماء اہل سُنّت کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں۔ لیکن اکابر اہلسنّت ہی میں سے ایک بزرگ علامہ ابوالحسنات قادری مرحوم کی تعظیم کے لئے دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری نے قیام کیا۔ ان کو گلے لگایا۔ اگر وہ فی الواقع مشرک و بدعتی تھے تو ان کے لئے کیوں قیام کیا۔ اُن کو کیوں گلے لگایا۔ مشرکین کے لئے تو "قرآن عظیم" میں صاف ارشاد ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں)۔ اگر معاذ اللہ مولانا ابوالحسنات بریلوی مشرک بدعتی تھے، اُن کے عقائد (علم غیب حاضر و ناظر وغیرہ) شرکیہ عقائد تھے۔ تو ان کو کون سے ضابطہ شرعی سے گلے لگایا؟ اور مودودی صاحب کو مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ بخاری نے "تیس دجالوں" میں سے ایک اور اُن کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین قرار دے کر کس طرح ان کو گلے لگایا۔ کس طرح ان کے لئے قیام کیا۔ اور کس طرح "تیس دجالوں" میں سے ایک سے گلے مل گئے؟

کیا دیو بندی شیخ التفسیر دجالوں کی تعظیم اور اُن کو گلے لگانے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے؟ جن کو وہ خود مشرک اور دجال کہتے ہیں۔ ان کی تعظیم کا کیا مطلب؟

(۲) باقی رہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چادریں بچھائیں تو حضور سرکار رسالت رحمۃ العالمین نبی غیب دان تھے۔ حضور جانتے تھے آپ کے حسن اخلاق کا کفار مشرکین پر کیا اثر پڑے گا اور کون کون ایمان لانے والے ہیں۔ اور کب تک ایمان لانے والے ہیں۔ اگر دیو بندی جاہل مصنف و مناظر گنگارام اس پر اصرار کرے کہ مشرکین کی تعظیم کرنا صحیح ہے۔ تو وہ خود بتلائے کہ پھر مولوی احمد علی لاہوری صاحب نے یہ کیوں لکھا کہ وہ خدا کی ذات و صفات میں شریک ٹھہرانے والے اور بدعت پھیلانے والے کو کبھی معاف نہیں فرماتے تھے۔ بتائیے مولوی احمد علی کا یہ عمل سنت نبوی کے منافی تھا یا نہیں کیونکہ بقول خان رحمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مشرکین کے لئے چادریں بچھاتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے، لیکن احمد علی لاہوری صاحب مشرک اور بدعتی کو کبھی معاف نہیں کرتے تھے اُن کا یہ عمل سنت نبوی کے منافی ہوا۔

(۳) باقی رہی یہ بکواس کہ مولانا ابو الحسنات علیہ الرحمۃ ہم جیسے بریلوی نہ تھے۔ بلا شبہ علامہ ابو الحسنات علیہ الرحمۃ صحیح العقیدہ سنی رضوی بریلوی تھے۔ اور مسلک اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے داعی علمبردار تھے۔ ملاحظہ ہو "خطبہ صدارت" حضرت علامہ ابو الحسنات قادری صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان صہ فرماتے ہیں۔ "کہیں خاتم النبیین کے اصول و اساسی مسئلہ میں رخنہ ڈالنے کی مذموم سعی کی۔ جدید معنی کو تسلیم کرنے کے لئے "تحذیر الناس" کا بم پھینکا۔ کہیں "اوہام باطلہ" کا جامہ پہنا کر علم رسالت پر رکیک حملے کئے۔ کہیں "براہین قاطعہ" نام رکھ کر مسلمانوں پر برق باطل گرائی۔ اسی قسم کے بے شمار حشرات الارض پیدا کر کے ایمان کو فنا کرنے کی سعی بے حاصل کی گئی۔ ایسے نازک دور میں اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین

صاحب مراد آبادی اور زبدۃ الفضلاء حضرت ابی المکرم مولانا مفتی شاہ ابو محمد سید محمد دیدار علی صاحب قدس سرہما جیسے اکابر اہلِ سنّت نے مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے فریب عیار کید کیاد سے دولت ایمان کو محفوظ و برقرار رکھا۔" بتایئے جناب مولوی گنگارام صاحب علامہ ابوالحسنات مرحوم ہم جیسے بلکہ ہم سے بڑھ کر سنی رضوی بریلوی تھے یا نہیں؟ علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ پر افتراء کرنا بدترین کذاب ہونے کا اعتراف کرنا ہے کہ علامہ ابوالحسنات خود معافی لینے آئے تھے، اس کا مقصد یہ ہوگا کہ مولوی احمد علی صاحب بھی معافی لینے اور اپنی نام نہاد حنفیت سے دستبردار ہونے کے لئے غیر مقلد مولوی داؤد غزنوی کے مدرسے میں خود چل کر گئے۔ وہ بھی معافی لینے گئے تھے۔ اس شیطانی خیال آنے سے پہلے ملاں گنگارام نے یہ بھی نہ سوچا کہ "خدام الدین" نے خود یہ لکھا ہے کہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر اُن کے مدرسہ ششں محل میں میٹنگ تھی کیا میٹنگ کو معافی کی محفل کہتے ہیں؟ علامہ ابوالحسنات کو تو مولوی احمد علی لاہوری، عطاء اللہ بخاری، عبداللہ درخواستی، مولوی داؤد غزنوی وغیرہ نے اپنا مرکزی صدر امام و پیشوا تسلیم کیا تھا۔ اور متفقہ طور پر ۱۹۵۲ء میں تحریک ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر چُنا اور تسلیم کیا تھا۔ آپ کی قیادت و صدارت میں کام کیا تھا۔ مولانا علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ سے معافی لینی یا توبہ کروانی تھی۔ تو اپنا مرکزی صدر تسلیم کرتے وقت کراتے، لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ سب مولوی گنگارام کے شیطانی تخیلات اور ابلیسی رجحانات ہیں۔ دھوکہ فریب مکر و فراڈ ہی ان کا مقدر ہے اور یہی ان کی تبلیغ کا طول و عرض لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

دماغ میں دیوبند ہمیں مصنف کی حماقتوں پر حیرت ہوتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ پاگل خانے کا دروازہ توڑ کر بھاگ نکلا ہے جب جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار پر پیکر شرک و بدعت اسمٰعیل قتیل کا فتویٰ سامنے آیا تو

لے: کیا معافی دینے کی قدرتیں اور اختیارات اللہ تعالیٰ کی بجائے مولوی داؤد غزنوی اور مولوی احمد علی لاہوری کو حاصل تھیں؟ زرا شرم

دیوبندی ملاؤں کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ قتیل دہلوی کے خانہ ساز شرک و بدعت کو ٹھکرا دیتے اور اکابر دیوبند کے مسلّم شیخ و پیر طریقت حاجی امداد اللہ صاحب کے ہم عقیدہ ہو جاتے لیکن اہل دیوبند میں حقیقت پسندی کہاں؟ بقلم خود مناظر اسلام اس مقام پر پہنچ کر محو حیرت تھا۔ کیا کروں کہاں جاؤں۔ ؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائی نہ بنے تھک ہار کر صفحہ ۶۶ پر مفتی احمد یار خانصاحب گجراتی کی "جاء الحق" صہ ۱۸۳، صہ ۱۸۴ اور مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کی تسکین الخواطر" صہ ۲۴، صہ ۲۸ سے چند ٹکڑے نقل کر ڈالے اور دیوبندیت کی کشتی تاک بچانے، نجدیت کی ڈوبتی ناؤ تیرانے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اس بھلے آدمی سے کون کہے کہ مولانا مفتی احمد یار خانصاحب مرحوم اور مولانا کاظمی صاحب سے آپ کو کیا واسطہ۔ وہ سُنی بریلوی مسلک پیش کر رہے ہیں ان کی مانتے ہو تو "الحق المبین" "جاء الحق" دیکھو۔ اور "تحذیر الناس" "براہین قاطعہ" "حفظ الایمان" وغیرہ کی کفریہ عبارات سے بھی توبہ کرو اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات علم غیب، حاضر و ناظر، نورانیت، مختار کل ہونے پر بھی ایمان لے آؤ۔ ورنہ مفتی صاحب اور کاظمی صاحب کا نام نہ لو۔ اور پھر ملاں جی یہ تو بتلائے اُن کے خود ساختہ مذہب نامہذب کی بنیاد مفتی احمد یار خاں صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے اقوال پر ہے یا بزعم خود قرآن و حدیث پر؟ حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کو قرآن و حدیث سے صحیح ثابت کیا ہوتا۔ مگر اتنی استعداد کہاں سے لائے۔ تھک ہار کر ان حضرات کا سہارا لیا جن کے عقائد کو شرک و بدعت قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر صہ ۶۷ پر ایک بے ڈھنگا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل تو کیا زبان و کلام سے اس لایعنی گفتگو کا کوئی تعلق نہیں۔ چھوکروں کی سی عامیانہ باتیں بنائی گئی ہیں اور کچھ نہیں تو مداح اعلحضرت بریلوی کے حوالہ سے

؎ دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

لکھ کر یہ بکواس کی "ان اشعار پر بھی فتویٰ کفر و شرک چسپاں کریں"۔ معلوم ہوتا ہے

دماغ میں دیوبند ہے وہ کچھ نہیں سوجھنے دیتا۔ بھلا ہم کیوں شرک و کفر کا فتویٰ چسپاں کریں ہم اہلسنت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام و قدست اسرارہم سے امداد و اعانت طلب کرنا شرعًا جائز ہے۔ اور پھر حاجی امداد اللہ صاحب پر ہم نے اپنی طرف سے تو کوئی فتویٰ شرک و کفر نہیں لگایا وہ فتویٰ انگریزی مجاہد اسماعیل قتیل کی "تذکیر الاخوان" صہ ۲۴۳ و صہ ۸۳ پر موجود ہے۔

مصنف "سیف شیطانی" یہ لکھنے کے بعد کہ مداح اعلیٰحضرت میں یہ اشعار لکھنے والے شعراء پر بھی فتویٰ کفر و شرک چسپاں کریں لکھنے کے بعد لکھتا ہے "بصورت دیگر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ انگریزی مجدد کی معنوی اولاد صرف متعصب ہے جو کچھ علماء حق (علماء دیوبند) کہتے یا کرتے ہیں (یہ بریلوی رضا خانی) اس کے خلاف کرتے ہیں خواہ علماء دیوبند کے مقابلہ میں انہیں فرائض و واجبات اور سنن کو ترک کرنا، اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرتے بلکہ عین عبادت سمجھتے ہیں اب میں رضا خانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بر بنائے تعصب نماز، روزہ، واجبات و سنن کو ترک کردیں گے۔ داڑھیاں منڈوا دیں گے۔ دیوبندی خنزیر، شراب و سود، زنا وغیرہم کو حرام سمجھتے ہیں تم حلال اور جائز بلکہ موجب ثواب سمجھو گے"۔

("سیف شیطانی" صہ ۶۷ و صہ ۶۸)

قارئین کرام! غور فرمادیں کہ یہ پاگل خانے کی اولاد ہے یا مناظر اسلام ہے؟ بے ربط و بے مقصد زبان درازی کیا مناظر ہونے کی دلیل ہے! جو شخص نہ دوسرے کی بات سمجھ سکے نہ اپنی بات سمجھا سکے بلکہ صحیح الفاظ نہ کہہ سکے وہ کس طرح مصنف و مناظر بن سکتا ہے۔ بھلا ایسے جاہلوں بلکہ سولہ آنے پاگلوں کو علم و استعداد سے کیا واسطہ۔؟ پہلے بکواس کرتا ہے کہ "فرائض واجبات اور سنن کو ترک کرنا اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرتے بلکہ عین عبادت سمجھتے ہیں" اور پھر جھک

مارتا ہے "میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بربنائے تعصب نماز' روزہ' واجبات وسنن کو ترک کردیں گے، داڑھیاں منڈا دیں گے دیوبندی خنزیر' شراب سُود وزنا وغیرہم کو حرام سمجھتے ہیں تم حلال اور جائز بلکہ موجب ثواب سمجھو گے۔ دیوبندی ماؤں بہنوں اور محرمات سے نکاح نہیں کرتے تم ان محرمات سے نکاح کرو گے۔" بتائیے یہ واضح تضاد اور کنجڑوں کی سی خرافات اس کی حماقت و بوکھلاہٹ اور اس کے جاہل و بے ادب اساتذہ کے دس نمبری ہونے کی علامت ہے یا نہیں؟ کیا ارباب علم ودانش' اہل قلم ومصنفین یہ زبان واسلوب بیان استعمال کرتے ہیں؟ دعوئ علم اور ایسی بازاری بکواس

ع شرم اِن کو مگر نہیں آتی

تعجب ہے کہ ملاں جی نے نماز۔ روزہ۔ حلال وحرام شراب وغیرہ کا نام بھی لیا ہے حالانکہ ان امور سے متعلق ان کے اکابر کا مذہب اُلٹا ہے اور وہ جمہور مسلمانوں کے برعکس کرتے ہیں۔ ان کے ہاں نماز، روزہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ شراب اور حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں۔ ملاحظہ ہو:

بے وضو نماز اور داڑھی چڑھانا

"ایک خانصاحب سے نماز کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے داڑھی چڑھانے کی عادت ہے اور وضو سے یہ اتر جاتی ہے آپ (مولوی مظفر حسین کاندھلوی دیوبندی) نے فرمایا "بے وضو پڑھ لیا کرو" "ارواح ثلثہ" صـ۲۳۵)

شراب اور نماز

"خانصاحب نے کہا میرے سے وضو نہیں ہوتی نہ یہ ذو بُری عادتیں (شراب وغیرہ) چھٹتی ہیں آپ (مولوی مظفر حسین کاندھلوی دیوبندی) نے فرمایا "بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو" "ارواح ثلثہ" صـ۱۴۰)

روزہ توڑ دو

"حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) کے خلاف نہیں کیا، ایک

دن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے فرمایا "آئیے" میں نے عرض کیا "حضرت میرا تو روزہ ہے"۔ تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ "آئیے مولانا" میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس سے زائد ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا ہے" مجھے اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات و لذت محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم (ماہ رمضان روزہ) میں بھی نہیں دیکھی تھیں"۔

("ارواح ثلثہ" صفحہ ۳۶۹)

ڈاڑھی

"چٹان" میں شائع شدہ نام نہاد مولانا ابوالکلام آزاد کانگریسی دیوبندی کا قادیانی "امت" جیسا فوٹو دیکھ کر ان کے مذہب میں داڑھی کی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حرام مال کی دعوت

"حضرت نانوتوی کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اس کا احساس بھی بہت جلد کرتے تھے ...... مگر دعوت بوجہ دلداری ہر ایک کی منظور فرما لیتے تھے اور اس دلداری کے سلسلہ میں جیسا کہ چاہیے تھا بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں بھی شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے لیکن گھر پہونچ کر خان صاحب کی شہادت ہے کہ قے کر دیا کرتے تھے"

("سوانح قاسمی" جلد اول صفحہ ۳۶۵)

رنڈی کی حرام کمائی کی حرام مٹھائی

"ایک رنڈی اپنی چھوکری (لڑکی) جو سیانی (جوان) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی "یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر اسی پر ہے آپ اسے تعویذ یا دعا کر دیجئے"۔ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نہ چاہا کہ "نہ میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی دل شکنی ہو"۔ اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں

تم اُن کے پاس سے جاؤ“...... مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا......
خدا کے فضل سے اس کی چھوکری کو آرام ہوگیا وہ (رنڈی) مٹھائی لائی اُوپر مولانا کے پاس
پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا ”حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہوگئی یہ مٹھائی شکریہ
میں لائی ہوں“۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو وہ رکھ کر چلی گئی۔“ ”ارواح ثلاثہ“ ص۳۲۶)

حرام حلال کیلئے پھرتے ہو

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک سیاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمد عابد
صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا
چونکہ ربیع الاوّل کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا۔ خطبہ نہایت
طویل کر ختم ہونے پر ہی نہ آوے ...... حضرت مولانا گنگوہی بھی اتفاقاً تشریف فرما
تھے ...... فرمایا ”مولانا خطبہ ختم کیجئے“ وہ بولے ”چپ رہو خطبہ میں بولنا حرام ہے“۔ مولانا
گنگوہی نے فرمایا کہ ”حرام حلال کیلئے پھرتے ہو“ ”ارواح ثلاثہ“ ص۳۲۹)
زنا، شراب، سود وغیرہ کے متعلق بھی اکابر دیوبند کے اقوال نقل کر سکتا ہوں مگر
اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام! اندازہ فرمادیں کہ دیوبندیوں کے ہاں نماز روزہ کی کیا قدر
و عزت ہے، حلال و حرام کی کیا تمیز ہے۔ ملاں جی نے صحیح کہا ہم اہل سنّت یقیناً دیابنہ کا
خلاف کریں گے۔ دیوبندی بے وضو نماز کا حکم دیں گے ہم وضو سے پڑھیں گے۔ دیوبندی
شراب کی اجازت دیں گے ہم شراب کو حرام ہی سمجھیں گے۔ دیوبندی روزہ توڑنے کا حکم
دیں ہم ہرگز روزہ نہ توڑیں گے۔ دیوبندی رنڈی کی حرام مٹھائی لیں گے ہم ہرگز نہ لیں
گے۔ دیوبندی حرام مال کی دعوت تناول کریں گے ہم ہرگز ہرگز نہ کھائیں گے۔ اس لئے کہ
دیوبندیوں کا دھرم ہی الٹا ہے اور اسلام کے خلاف ہے۔

ملاں جوزف نے اسی صفحہ پر ”دیوان فرید“ کے حوالے سے لکھا ہے

احد تے احمد فرق نہ کوئی واحد ذات صفات نیں۔ حسن پرستی تے میخواری ساڈی صوم وصلوٰۃ نیں

یہ شعر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے "دیوان فرید" کے حوالے سے نقل کیا گر صفحہ کی جگہ خالی ہے اس کا کیا جواب دیا جائے جب حوالہ نا تمام و غیر مکمل ہے اور پھر اس شعر کے باوجود یہ احمق خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو اپنی اسی کتاب میں متعدد جگہ رَحمۃُ اللہِ علیہ بھی لکھتا ہے اور ولی کامل سمجھتا ہے تو پھر اس بکواس بازی سے کیا حاصل ؟

اسی طرح اسی صفحہ ۶۸ پر مفتی احمد یار خاں گجراتی کا فتویٰ اور پاک سنی تنظیم کے صدر مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اس میں قطعاً کوئی تضاد و اختلاف نہیں کوئی بھی سُنی مسلمان غیر خدا حضرات انبیاء و اولیاء سے یہ سمجھ کر امداد طلب نہیں کرتا کہ وہ خدا کی عطا کے بغیر مدد کرتے ہیں یا خود یہ قدرت رکھتے ہیں جب یہ ہے تو حرام کیسا ؟

اہل سنّت کا عقیدہ یہی ہے کہ اولیاء اللہ کی امداد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عطا و فضل کے بغیر کچھ نہیں دے سکتے۔ دوم یہ کہ خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ بدبخت ولی مانتا اور ان کے نام گرامی کے ساتھ رَحمۃُ اللہِ علیہ لکھتا ہے تو پھر اس خر دماغی سے کیا حاصل ؟ ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اسی طرح مولوی محمد حسین بریلوی کے نام سے ص۶۹ پر جو اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ صفحہ ۴۶ پر مولوی محمد حسین ملتانی کے نام سے نقل کئے گئے تھے یہاں اس دھوکہ باز نے مولوی محمد حسین بریلوی کے نام سے لکھ دیئے۔ بتایئے اس سے زیادہ بے ایمانی اور کیا ہو سکتی ہے ؟

"ہفت اقطاب" کے اشعار احمق و جاہل مصنّف نے اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے شوق میں کتاب "ہفت اقطاب" سے موقعہ و محل کے بغیر متعدد اشعار نقل کئے ہیں۔

بالخصوص صفحہ ۶۹ پر سے

اے نور محمد مرشد من ‏ ‏ اے قبلہ معتقدین مددے

صفحہ ۷۰ پر سے ‏ در دست تو ہست زمام قضا

افروز فیض تو نور ہدے

اے شیخ محمد عاقل ما ‏ ‏ اے قاضی شرع متین مددے

اور صفحہ ۷۹ پر سے

بے چارہ و عاجز مضطر ہم ‏ ‏ اے حضرت رب معین مددے ۔ الخ

صفحہ ۸۰ پر ہے سے

اے خواجہ محمد بخش شہا ‏ ‏ لاریب توئی محبوب خدا

نازک دیدار عطا فرما ‏ ‏ اے قطب مدار حسین مددے

مذکورہ بالا اور اس قسم کے دوسرے اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ طریقت و مشائخ سلسلہ کو پکارا ہے اور مدد طلب کی ہے اور یہ عقیدہ اہل سنت کے اعتبار سے جائز ہے۔ ہم نے تو حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار اس لئے نقل کئے تھے کہ وہ منکرین و مانعین کے پیر و مرشد اور ان کے لئے حجت ہیں وہ اپنے پیر و مرشد کو بعد وصال امداد کے لئے پکار رہے ہیں اور یہ آج کل کے عقیدہ وہابیہ دیابنہ میں خالص سو فیصد شرک ہے۔ ملاں جوزف کی اس کے جواب میں یہ بوکھلاہٹ کہ وہ بے وقوفی کے عالم میں ہمارے مشائخ و بزرگان دین کے اشعار نقل کر رہا ہے یہ سراسر حماقت اور پاگل پن ہے۔ اس لئے کہ ہم تو اولیاء اللہ سے امداد کے قائل ہیں اور اولیاء اللہ کی امداد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور اس کی عطا ہے اور ملاں جوزف کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو وہ قرآن و حدیث سے مدلل گفتگو کرے اور صفحہ ۵ پر مولانا محمد یار صاحب مرحوم مغفور کے ذمہ یہ شعر لگاتا کہ سے

کچھ عشق محمد میں نہیں شرط مسلمان ‏ ‏ ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمد

یہ شعر حضرت مولانا محمد یار صاحب علیہ الرحمۃ کا نہیں ہے بلکہ کو ثری ہندو کا ہے جن کا دیوبندی ملاں نمک کھاتے رہے ہیں اور اہل دیوبند نے جن کی ایجنٹی و دلالی کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ احرار اور جمعیت العلماء ہند بنا کر وظیفے وصول کرتے رہے اور رہا یہ شعر کہ ؎ فرد فریدوں پارن ۔ وہ اعظم اوتارن

اللہی تصویرن ! ۔ پیٔے بھگوان منیدے

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس شعر سے جوزف کو کون سا درد لاحق ہے۔ ممکن ہے وہ اعظم اوتارن یا پیٔے بھگوان منیدے میں اوتار و بھگوان کے الفاظ کا تمسخر اڑانا چاہتا ہو تو سُنیئے اگرچہ بزرگان دین کے متعلق اوتار و بھگوان وغیرہ کے الفاظ کچھ پسندیدہ نہیں۔ مگر موجب کفر و ارتداد بھی نہیں کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے اس مُلک میں ہندو بھی رہتے تھے ان کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے تو شرعی مجرم نہیں کیونکہ اوتار کا لغوی معنیٰ جہاں دیوتا ہے وہاں نیک اور اُستاذ بھی ہے " فیروز اللغات" صفحہ ۸۴) اور ہندو بھگوان خدا کو کہتے ہیں۔ ممکن ہے شاعر نے ہندوؤں کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کیا ہو مگر اس جاہل مطلق کو گھر کی خبر نہیں۔ ہم اس کو گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ملاحظہ ہو

ہندوؤں کے اوتار نبی ولی

" کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو صاحب اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی نائب نبی (صحابی) ہوں " ("سوانح قاسمی" جلد ۲۔ صفحہ ۴۵)

انبیاء ہندوستان

" کیا عجب ہے کہ انبیاء ہندوستان بھی ان ہی نبیوں میں سے ہوں جن کا تذکرہ آپ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کیا گیا " ("سوانح قاسمی" جلد ۲ ۔ صفحہ ۴۵)

علامہ ابو الحسنات قادری پر فتویٰ

مصنف کو صحیح بات کرنے کی نہ تو عادت ہے نہ کسی استاذ نے یہ تربیت دی۔ یا پھر دماغ

میں جو دیوبند ہے اُس کا عقل و شعور فہم و ادراک پر غلبہ و قبضہ ہے۔ ہم نے "خدام الدین" ۸ مارچ ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۲ کے حوالہ سے "تکفیری افسانہ" سے نقل کیا تھا کہ ایک میٹنگ میں جب مولانا علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ کی تعظیم کے لئے دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر آپ کو گلے لگا لیا۔ ہماری اس بات اور مولوی احمد علی صاحب کے قول و فعل کے تضاد کا صحیح جواب دینے کی بجائے خاں جی نے مولانا علامہ ابوالحسنات قادری پر مندرجہ ذیل فتاویٰ نقل کر ڈالے بعنوان علمائے بریلی کا فتویٰ لکھتا ہے "جو ان (علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا" الخ صفحہ ۸ پوسٹر علمائے بریلی منقول از "چٹان"۔ جنوری ۱۹۶۳ء

ہم پوچھتے ہیں کہ یہ "چٹان" کون سا سپارہ ہے۔؟ اپنا ہی دعویٰ اور اپنے ہی گھر سے شہادت؟ کمال بے حیائی اسی کا نام ہے۔

اور صفحہ ۹ پر بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کا عقیدہ" "ان لوگوں (علمائے دیوبند واہلحدیث) کو بے ضرورت و مجبوری ابتدا ً سلام حرام بلا وجہ شرعی ان سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام الخ اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کا یہ فتویٰ بھی حق ہے اور مولانا ابوالحسنات صاحب پر اس کا اطلاق کرنا اعلیٰ درجہ کی حماقت اور پرلے درجہ کی بے وقوفی ہے۔ اعلیحضرت نے لکھا ہے "بے ضرورت و مجبوری ابتدا ً سلام حرام" اولاً تو مولانا مرحوم بے ضرورت مشترکہ میٹنگ میں تشریف ہی نہ لے گئے ہوں گے اور پھر سلام تو انہوں نے نہ ابتدا ً کیا نہ موخراً۔ خود ہی مولوی احمد علی صاحب نے اُن کے لئے تعظیماً قیام کیا اُٹھ کھڑے ہوئے، خود ہی آگے بڑھے اور خود ہی گلے لگا یا۔ مولانا ابوالحسنات نے ان کی کہاں کیا تعظیم کی اور فتویٰ جب ہے جب کوئی ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر نہ کرے مگر مولانا ابوالحسنات مرحوم سے ہم تکفیر بحوالہ "خطبہ صدارت" مولانا علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۲ ثابت کر چکے ہیں۔

مولانا غلام جہانیاں کی بیعت

مصنف نے اپنی کارکردگی بڑھانے کے لئے مولانا غلام جہانیاں صاحب کی "ہفت اقطاب" سے منسوب ان کی بیعت کے احوال پر مشتمل ایک خواب بھی نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بد بخت خود لکھتا ہے "نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا....... انسان رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے لیکن اس پر حد نہیں لگتی۔" (سیف شیطانی ص ۲۵ د ص ۲۹)

جب یہ تسلیم ہے تو بحث بازی فضول ہے مولانا غلام جہانیاں صاحب کا بھی خواب ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی شرعی خرابی بھی نہیں۔ ممکن ہے جوزف عوام کو یہ مغالطہ دے کر مولانا غلام جہانیاں نے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور اپنے گھر لے آئے جس وقت حضور پلنگ پر تشریف فرما ہوئے نقاب کھولا تو میں حضور مولا محمد معین الدین کا چہرہ مبارک تھا۔ بتلایئے اس خواب کے کس حصہ پر کیا فتویٰ ہے اور اس کی کیا دلیل ہے ؟ دیوبندی اپنے جیسا بشر قرار دیں بڑا بھائی قرار دیں تو بھی کوئی خرابی نہیں لیکن ہم ان سب سے بڑھکر چونکا دینے والی لرزہ خیز بات سناتے ہیں۔

جسم جسم میں سما گیا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا (نانوتوی) میں سما گیا۔" (سوانح قاسمی جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۹)

بتایئے یہ صریح گستاخی اور بدترین توہین ہے یا نہیں؟ کیا اس پر دیوبندیوں کی رگ پھڑکی ؟ ــــ بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مودودی صاحب پر فتاویٰ کی بحث

ہم نے "تکفیری افسانہ" میں دیوبندی ملاؤں کا یہ اعتراض دفع کرنے کے لئے کہ علماء اہلسنت

بلا وجہ تکفیر کرتے ہیں لکھا تھا کہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ بخاری صاحب نے بھی بانی جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب پر تیس دجالوں میں سے ایک دجال اور اس کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہونے کا فتویٰ "حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" ص۹۰ و ص۱۱۵ سے نقل کیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ دیوبندی بھولے بھالے بنتے ہیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ ہم نے ثابت کیا تھا یہ بھی مودودی صاحب پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اس کا کوئی معقول و معیاری جواب تو ملاں جوزف سے بن نہ پڑا اور الٹا بے شرمی سے مودودی صاحب کے متعلق ص۸۳ پر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ، صوفی غلام حسین گوجروی۔ مولانا عنایت اللہ صاحب سانگلہ ہل۔ مولانا اقتدار احمد خاں گجراتی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ صفحہ ۸۴ - ۸۵ "سیف شیطانی" پہ نقل کر ڈالے حالانکہ اس احمق مطلق کو اتنا شعور نہیں کہ ہمیں تو آپ لوگ پہلے ہی مکفر کہتے ہیں تکفیر کا الزام لگاتے ہیں آپ خود جو معصوم بنتے ہیں ہم نے تو اس کا طلسم توڑا تھا مگر اس الٹے سے بھی الٹے اوندھے جواب سے ہم یہ سمجھے کہ

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

مصنف نے صفحہ ۸۵ پر ہی سیدنا اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے "ملفوظات" جلد ا ص۔ سے نورانیت مصطفوی کے متعلق آپ کا عقیدہ بیان کیا ہے اور صفحہ ۸۶ پر نورانیت ہی کے متعلق "فتاویٰ افریقہ" ص۹۳ سے ایک عبارت نقل کی ہے حالانکہ یہ عبارت بلفظہٖ حدیث شریف کا ترجمہ ہے اور یہ حدیث اسی ترجمہ کے ساتھ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی "نشر الطیب" میں موجود ہے اور پھر اس کے مقابلہ میں مولانا غلام جہانیاں صاحب کا جو فتویٰ نقل کیا وہ "فوائد فریدیہ" سے ہے۔ "فوائد فریدیہ" خواجہ حضرت غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے مولانا غلام جہانیاں کی نہیں ہے۔ اور اس کو مصنف صفحہ ۹۰ "سیف شیطانی" پر بھی نقل کر چکا ہے۔ ایک ہی چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل؟ مگر آدمی کو جہالت

اور پاگل پن مجبور کرتا ہے وہ ایسی باتیں کر گزرتا ہے۔

عید میلاد پر فتاویٰ کی بحث

"سیف شیطانی" کے بدحواس مصنف نے "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ کے شمارہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ اور حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ کی "انوار ساطعہ" صفحہ ۲۰ سے دو حوالے بزعم خود عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ کی ممانعت وحرمت پر نقل کئے ہیں اور بدحواسی کا یہ عالم ہے کہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ کو ص ۶ پر ہفت روزہ لکھ رہا ہے اور ص ۸ پر پندرہ روزہ اور "انوار ساطعہ" کا حوالہ منقول از "چٹان" ۱۸-مارچ ہے۔ شہادت بھی ملی تو ڈاڑھی منڈا ایڈیٹر کی جو شرعی معیار پر پوری ہی نہیں اترتی اور "چٹان" وہ "چٹان" جس میں عام تصاویر کے علاوہ نوجوان لڑکیوں اور سودی قرضوں اور بینکوں کے اشتہار شائع ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک "چٹان" بھی صحیفہ آسمانی ہے اور پھر "رضائے مصطفےٰ" میں جو کچھ مذکور ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ عید میلاد کے موقعہ پر بدعات وفسق وفجور اور جلوس عید میلاد میں بینڈ باجے چمٹے وغیرہ خرافات کی ممانعت اور مقابلہ روشنی وریکارڈنگ وغیرہ سے بچنے کی ہدایت ہے۔

اسی طرح مولانا علامہ عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی آج میلاد میں بہت سے قبیح امور داخل ہوگئے ہیں (بعض دفعہ) قاری دیندار نہیں ہوتا۔ موضوع جھوٹی باتیں شاعروں کی گھڑی ہوئی پڑھتے ہیں۔ کھلانے اور شرینی میں رشوت، سود اور مغصوبہ مال ہوتا ہے۔ مولانا عبدالسمیع صاحب بھی ان امور قبیح کو برا بتا رہے ہیں۔ ورنہ "رضائے مصطفےٰ" اور "انوار ساطعہ" میں عید میلاد یا محفل میلاد کو برا نہیں بتایا گیا اور کوئی بدعت وحرمت کا فتویٰ نہیں دیا۔ کنہیا کا جنم اور ہنود کا سانگ یا دیوالی دسہرہ قرار نہیں دیا جیسا کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مودودی صاحب نے کہا تھا۔ "رضائے مصطفےٰ" اور مولانا عبدالسمیع صاحب میلاد شریف میں داخل ہونے والی بدعات وخرافات کو روک رہے ہیں۔ میلاد کو نہیں روک رہے مگر ملاں جوزف نے آسمان سر پر اٹھالیا اور سوال کر ڈالا کہ

"کیا ملا محمد حسن رضا خانی بریلوی کے نزدیک مولوی عبدالسمیع اور مولوی محمد صادق ایڈیٹر "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ بھی وہابی دیوبندی بے ادب گستاخ ہیں؟ کیا بات ہے مناظر اسلام کی دانشمندی اور معاملہ فہمی کی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ اشارۂ ابرو سے حل کر دیتا ہے۔ دیوبند کا بارڈر ہے ایسے جاہل و احمق فضلاء تیار کرنے کے لئے اگر علم و استعداد کی یہی رفتار رہی تو کسی سُنّی کو دیوبندیوں کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

"رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد حفیظ نیازی صاحب ہیں یہ لکھتا ہے مولوی محمد صادق ایڈیٹر "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ اور "رضائے مصطفےٰ" کو کبھی لکھتا ہے ہفت روزہ، کبھی لکھتا ہے پندرہ روزہ بھلا جس کو اتنا علم اور شعور بھی نہ ہو جو یہ معلوم کر سکے کہ "رضائے مصطفےٰ" ہفت روزہ ہے یا پندرہ روزہ اور اس کے ایڈیٹر مولانا محمد حفیظ صاحب ہیں یا فخر اہل سنت حضرت مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہٗ ہیں۔ وہ ان اخبارات سے کوئی حوالہ کس طرح نقل کر سکتا ہے اور کس طرح سمجھ سکتا ہے

عید میلاد اور اکابر دیوبند

فلاں جزرف نے تو اپنے زعم باطل میں "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ و "انوار ساطعہ" کے حوالوں سے عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور محفل مولود شریف کو ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر ہم بفضلہ تعالیٰ عید میلاد و مولود شریف کا چوٹی کے اکابر دیوبند سے جواز ثابت کرتے ہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند و حکیم الامت دیوبند

"حضرت حکیم الامت تھانوی کی روایت ہے۔ فرماتے تھے ایک صاحب نے میرٹھ میں مولانا (نانوتوی) سے دریافت کیا کہ "مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟ "علماء دیوبند کی طرف سے اسی سوال کے جواب میں ہزار ہا ہزار صفحات جس زمانہ میں شائع ہو رہے تھے عین ان ہی دنوں میں جماعت کے امام کبیر (قاسم نانوتوی) کی زبان سے یہ جواب بھی سُنا گیا تھا کہ "بھائی! انہیں مولوی عبدالسمیع صاحب

کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے"   (صفحہ ۲۱ قصص الہادی ذی الحجہ ۵۶ھ)

حضرت تھانوی یہ بھی فرماتے تھے، یہ جواب جب مولوی عبدالسمیع کے کانوں تک کسی طرح پہنچ گیا خود حکیم الامت سے کہنے لگے "ایسے سے بھلا کوئی کیا لڑے۔"

("سوانح قاسمی" جلد اوّل صفحہ ۴۷۱/۴۷۲)

حاجی امداد اللہ صاحب

"حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب اکابر دیوبند کے پیر و مرشد) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے۔ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے!" ("ارواح ثلثہ" صفحہ ۲۲)

یاد رہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جیسے اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں مگر رشید و خلیل آپ کے عقائد و مسلک سے منحرف ہو گئے تھے اور صاف کہتے تھے؛

"حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی..... جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے"

("فتاویٰ رشیدیہ" جلد اول صفحہ ۹۱ کتاب البدعات)

گویا آپ کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ و مسلک شریعت اسلامیہ سے مختلف تھا اور گنگوہی صاحب ان سے زیادہ عالم و سعت نظر کے مالک اور علمی گہرائی کو جاننے والے تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا کاروباری عقیدہ تنخواہ کے لئے قیام و مولود جائز

"کانپور میں مجلس میلاد قائم ہوتی ہے اور لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں میرا جی جلتا ہے مگر بہرحال وہاں کانپور میں قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے"

(لہٰذا میلاد وسلام میں تنخواہ کے لئے شامل ہوتے رہے) "(سیف یمانی ص۲۶-۲۷)
بتلایئے مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دنیا کے کسی بھی مذہب میں دیکھی آپنے
تنخواہ کے لئے قیام و میلاد جائز ہوگیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی ڈانٹ ڈپٹ اور تھانوی صاحب کا پُرفریب جواب

جب دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو علم ہوا کہ اُن کا حکیم الاُمّت کانپور میں چند ٹکوں کے لالچ میں میلاد و قیام میں شرکت کر رہا ہے انہوں نے سخت ڈانٹ پلائی اور اُن کو گنگوہ سے کانپور خط لکھا یہ بات مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے خود ہی کھول دی ہے اس نے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا جوابی مکتوب شائع کر دیا۔ ملاحظہ ہو،

جواب مولوی اشرف علی تھانوی

"بوالاخدمت بابرکت قدوۃ العرفا زبدۃ الفضلا حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم تسلیم بعد تعظیم قبول باد والا نامہ شرف صدور لا یا معزز فرمایا حضرت عالی کے ارشادت سے اس عمل (مولود و قیام) کے جو مفاسد علیہ و عملیہ عوام میں غالب ہیں پیش نظر ہوگئے اور ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی اب یہاں (کانپور) کی حالت عرض کر کے جواب کا انتظار ہے ...... (مولود و قیام) کی پوری طرح مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھے وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو بہکا گئے ہیں" یہ شخص (اشرف علی) وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا.....
اب تین صورتیں محتمل ہیں ایک یہ کہ ایسے موقعہ پر کوئی حلیہ (بہانہ) کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ صاف مخالفت کی جاوے گر اس میں نہایت شور و فتنہ ہے جس کی حد نہیں دنیوی مضرت یہ ہے کہ اس میں جہلاء (اہل سنت) عوام سے ایذا رسانی کا اندیشہ ہے۔ دینی مضرت یہ ہے کہ اب تک جو ان لوگوں کے (دھوکہ سے

عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے (وہابی بنایا ہے) سب بے اثر و بے وقعت ہو جائے گی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔ تیسری صورت یہ کہ یہاں کا تعلق ملازمت ترک کر دیا جاوے ...... یہاں ربیع الاول و آلاخر میں ان مجالس (مولود) کی زیادہ کثرت ہے ..... الخ اشرف علی از کانپور

۲۹۔ محرم ۱۳۲۵ھ ہجری

(”تذکرۃ الرشید“ جلد اول ص۱۳۵ و ص۱۳۶)

یہاں سُنّی مسلمانوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ یہ وہابی لوگ تنخواہ و ملازمت اور وہابیت پھیلانے کے لئے تقیہ کرتے ہیں اور دھوکہ دینے کے لئے مولود و قیام تک بھی کر گزرتے ہیں۔

مسجد مدرسہ دیوبند میں مولود شریف

”فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک سیّاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمّد عابد صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاوّل کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا“

(”ارواح ثلاثہ“ ص۳۴۹)

تحفۃ المقلدین کے نام پر دھوکہ منڈی

مصنّف نے صفحہ ۸۹ پر پھر دوبارہ سیّدنا اعلٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ العزیز کے والد گرامی کے نام سے ایک فرضی کتاب کو غلط منسوب کر کے بعض علماء اہل سنّت کے فتاویٰ نقل کئے ہیں جس کی ابتداء غلط اور انتہا جھوٹ ہے نہ تو امام اہل سنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی مولانا نقی احمد خاں صاحب ہے، نہ اُن کی دنیا میں ”تحفۃ المقلدین“ نامی کوئی کتاب ہے مولوی جوزف کہیں سے لا کر دکھا دے تو اس کو آنے جانے کے کرایہ کے علاوہ حسب حیثیت مبلغ دس روپیہ

انعام دیا جائے گا۔ ہم اس کی صداقت کا لوہا مان لیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ کانگریسی ایجنٹ نام نہاد شیخ العرب والعجم حسین احمد اجودھیا باشی نے کمال بے ایمانی سے یہ فرضی کتاب گڑھ کر "الشہاب الثاقب" میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد سے منسوب کی تھی اور آج سے بہت پہلے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ "خالص الاعتقاد" صہ۱۱ پر اور علامہ اجل مولانا شاہ محمد اجمل رضوی مفتیٔ سنبھل مراد آباد "ردِ شہاب ثاقب" صہ۵ پر اس کا رد فرما کر دیوبندیت کے ڈھول کا پول کھول چکے ہیں جو مکھیاں حسین احمد نے ماری تھیں یہ بدبخت حرام خور اُن کا خون چوس رہا ہے اور فرضی کتابوں کے جھوٹے حوالے دے کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر رہا ہے اور اس نے صفحہ ۸۹ پر بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد علماء بریلوی کی نظر میں" جو سرخی جمائی ہے اس کی بے ایمانی و دھوکہ منڈی کی عکاسی کرتی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ صفحہ ۹۰ پر علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور صفحہ ۹۱ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی صہ۹۲ پر مولانا اقتدار احمد خاں گجراتی صہ۹۳ پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ وغیرہ کے فتاویٰ رشید و خلیل، تھانوی و نانوتوی کے بارہ میں قطعاً حق ہیں مگر ان کا اطلاق اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد پر نہ ہوگا یہ فتاویٰ فرضی بنیاد پر لئے گئے ہیں نہ "تحفۃ المقلدین" نامی کتاب سیدنا اعلیٰحضرت کے والد ماجد کی تصنیف ہے نہ اس میں رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو علماء دین مومنین صالحین صادقین مانا گیا، جب بنیاد فرضی ہے تو فتویٰ کیسا۔ اور پھر سائل نے علامہ ابوالبرکات صاحب وغیرہ حضرات کو جو استفتاء بھیجا وہ بھی جعلسازی کی اعلیٰ دستاویز ہے۔ اس میں نہ تحفۃ المقلدین کا ذکر، نہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد کا نام صہ۸۹ کے استفتاء میں مولانا نقی احمد خاں صاحب مرحوم بریکیٹ میں بند ہے یہ بعد میں لکھا گیا ہے۔

ورنہ علامہ سید ابوالبرکات صاحب اس سفید جھوٹ کا دامن چاک فرما کر دیوبندی دھوکہ منڈی کا چہرہ بے نقاب فرما دیتے۔ فرضی بنیاد پر ہم بھی اکابر دیوبند سے فتویٰ لے سکتے ہیں کہ " کیا فرماتے علماء دین مفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے سور کا گوشت مدرسہ دیوبند کے احاطہ میں کھانا جائز ہے" اور بعد میں بریکیٹ میں بند کرکے لکھدیں "یہ بات مولوی قاسم نانوتوی نے تحفۃ المرتدین مطبوعہ صبح صادق سیتاپور کے صفحہ ۹۸ پر لکھی ہے تو کیا سور کے حلال ہونے کے فتویٰ کا اطلاق جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب پر ہو جائے گا؟ پھر منقول از رسالہ "صدائے حق" ۱۳۰۱ھ بھی مشکوک ہے یہ نہیں لکھا فلاں نمبر شمارہ فلاں ماہ فلاں صفحہ۔ الغرض "صدائے حق" کا حوالہ بھی غیر معتبر ہے۔

اور پھر جن اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار کا یہ بد باطن علان حوالہ دے رہا ہے وہ حضرت مولانا علامہ نقی علی خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی کی تحذیر الناس کے عقائد اپنانے کی بنا پر تکفیر فرما چکے ہیں چنانچہ مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی خود لکھتے ہیں۔ "مگر مولوی (نقی علی) صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ مجھے اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرما دیا۔ اور تمام بریلی میں لوگ اسی طرح (کافر) کہتے پھرے ...... مولوی نقی علی خاں اس تحریر سے بھی نہ مطمئن ہوئے اُن کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے اس لئے مولوی نقی علی خاں نے رام پور سے ایک فتویٰ منگوایا جس کی رو سے "(تحذیر الناس کے عقائد اپنانے کے جرم میں) مولانا محمد احسن کی تکفیر مشتہر کی گئی۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص۸۸)

یاد رہے اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی نے لکھا ہے مذکورہ حوالے سے ثابت ہوا کہ اعلیحضرت قدس سرہ کے والد ماجد مولانا علامہ نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کے مندرجات کی بنا پر تکفیر کرتے تھے تو

پھر ملاں جوزف کس منہ سے کہہ رہا ہے کہ اعلیٰحضرت کے والد ماجد نانوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب کو صالحین صادقین اور علمار دین مانتے تھے یہ صریح بہتان وافترا ہے۔
جب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے نانوتوی و گنگوہی کو صالحین وصادقین تحریر کیا ہی نہیں "تحفۃ المقلدین" نامی اُن کی کوئی تصنیف سرے ہی نہیں تو پھر ص۸۹ تا ص۹۳ جو علمار کے فتاویٰ شائع کئے ہیں ان کا اطلاق امام اہل سنّت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے والد گرامی پر ہرگز ہرگز نہ ہوگا اور یہ سارا کاروبار جھوٹ اور فریب کا ہے۔
ملاں جوزف نے ص۹۴ پر مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کا بھی ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے "جو افراد اپنے کو دیوبندی یا غیر مقلد کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ تمام کافر نہیں ہیں صرف وہ افراد کافر ہوں گے جو گستاخ اور بے ادب اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہوئے ہیں جو دیوبندی توہین آمیز عبارات کو پسند نہیں کرتے اور کوئی گستاخی اور توہین کے مرتکب نہیں ہوئے وہ کافر بھی نہیں ہیں اسی طرح جو دیوبندی توہین وگستاخی کی وجہ سے کافر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے جو گستاخ نہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔
مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کے اس فتویٰ کے مقابلہ میں ملاں جوزف نے ص۹۵ پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس میں نام بنام تصریح ہے کہ یہ سب کفّار و مُرتدین ہیں اور یہ کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے الخ۔ ملاں جوزف کو اس میں بظاہر تضاد نظر آیا کہ اعلیٰحضرت تو فرما رہے ہیں جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور مفتی صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو گستاخی نہ کرے وہ کافر نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے تو ملا جوزف کو جان لینا چاہیے مفتی محمد حسین صاحب نے اپنے فتویٰ میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ "جو دیوبندی توہین آمیز عبارتوں کو پسند نہیں کرتے" (یعنی کفر سمجھتے ہیں) وہ کافر نہیں۔ مفتی صاحب کا مطلب

یہ نہیں ہے کہ جو دیوبندی خود تو توہین نہ کرے اور توہین کرنے والوں کو اپنا مقتدا و پیشوا تسلیم کرتا ہو وہ بھی کافر نہیں۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ مفتی صاحب سے دوبارہ تحقیق کی جا سکتی ہے کہ جو شخص توہین کرنے والوں کو مسلمان اور اپنا امام و مقتدا سمجھے وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ان کا جواب یہی ہو گا کہ جو توہین کرنے والوں کو مسلمان اور اپنا پیشوا سمجھے وہ بھی کافر ہے اور ایسے کے پیچھے نماز باطل و مردود ہے۔ اعلیٰحضرت اور مفتی صاحب کے فتویٰ میں کوئی تضاد نہیں ہے

مصنف "سیف شیطانی" نے علماء اہل سنت خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ اس انداز سے پیش کیے ہیں جیسا کہ علماء اہل سنت بلاوجہ کسی کی تکفیر کرتے ہیں۔ کاش کہ مصنف میں دیانت ہوتی اور وہ اپنے اکابر کی "تحذیر الناس" "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" "صراط مستقیم" "تقویت الایمان" کی گستاخانہ عبارات بھی نقل کر دیتا تو ظاہر ہو جاتا کہ فتاویٰ تکفیر کی وجہ کیا ہے۔

قارئین کرام! دیوبندی گستاخانہ عبارات کی تفصیل دیکھنے کے لئے رسالہ "حسام الحرمین" "الکوکبۃ الشہابیہ" "مناظرۂ بریلی" "رد شہاب ثاقب" "اطیب البیان رد تقویۃ الایمان" اور ہماری کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" کا مطالعہ کریں۔

رضاخانی کلمہ شریف کا افتراء

جس قدر دروغگوئی اور دجل فریب کا وافر کوٹہ دیوبندی ملاؤں کے حصہ میں آیا ہے شائد شیطان بھی اس سے محروم رہا ہو اور کچھ نہیں تو ص۹۶ پر بڑے طمطراق اور قطعی وثوق و اعتماد سے (معاذ اللہ) لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کو بریلویوں کا رضاخانی کلمہ شریف قرار دے ڈالا۔ بلاشبہ دیوبند دغابازی و بے ایمانی کا مرکز ہے۔ ملاں جوزف نے یہ حقیقت کا منہ چڑاتے ہوئے اور دیوبندی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر علماء اہل سنت کے مواخذہ کے جواب میں محض بدلہ لینے کی نیت سے لکھا ہے۔

قارئین کرام! غور کریں کہ اس ذلیل مصنف میں کتنی بے حیائی ہے۔ سرخی لکھتا

ہے" رضا خانی کلمہ شریف" اور حوالہ دیتا ہے "فوائد فریدیہ کا۔ اوّل تو یہ کہ ہم اہلسنت تو اس کلمہ کو کلمہ طیبہ نہیں سمجھتے نہ اعلحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کسی کتاب میں مذکور و منقول اور نہ ہمارا اس پر ایمان بلکہ یہ ملاں اپنے قول سے ایک غیر کلمہ کو کلمہ شریف قرار دے کر خود اپنے اصول سے کافر ہوا کیونکہ چشتی رسول اللہ جب کلمہ نہیں ہے تو اس کو کلمہ شریف قرار دینا سراسر گمراہی ہے۔ دوم یہ کہ اس عنیدمرید رشید نے اس کو "فوائد فریدیہ صث ۸۳ سے نقل کیا ہے اور "فوائد فریدیہ" اعلحضرت علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو یہ شخص خود بھی ولی کامل سمجھتا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"لیکن پاک سنّی تنظیم کے صدر تو ڈیرہ غازی خاں سے بیٹھے ہوئے کوٹ مٹھن کے برگزیدہ انسان اور اپنے مسلم شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کیا حملے کر رہے ہیں" (سیف شیطانی صث)

اور لکھتا ہے "صث پر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلہ شریفہ" (سیف شیطانی صث)۔

جب خواجہ صاحب معاذاللہ چشتی رسول اللہ کے قائل ہیں اور یہ اس کلمہ کو ناجائز سمجھتا ہے تو پھر حضرت خواجہ کو برگزیدہ انسان ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ایک شخص پر نیا کلمہ گھڑنے کا افترا بھی کیا جا رہا ہے۔ چشتی رسول اللہ کہنے کا الزام بھی لگایا جا رہا ہے لیکن اس کو برگزیدہ انسان ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھا جا رہا ہے؟

حقیقت حال کی وضاحت

حقیقت یہ ہے کہ اکابر وہابیہ اغودیوبند دلویبندلوں کے جدید نام نہاد کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

جس پر خود دیوبندی حکیم الامّت تھانوی صاحب نے اپنے اس کلمہ پڑھنے والے مُرید کو یُوں کہہ کر حوصلہ افزائی کی تھی کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالےٰ متبع سنّت ہے" (الامداد" تھانہ بھون) پر علماءِ اہلِ سنّت کے محقّقانہ اعتراضات کی یلغار سے تنگ آچکے تھے اس لئے انہوں نے بوکھلاہٹ کے عالم میں جوابی طور پر یہ کلمہ بعض اہلِ چشت سے نقل کر کے اس کو رضاخانی کلمہ شریف قرار دیا حالانکہ "فوائد فریدیہ" میں چشتی رسول اللہ کی وضاحت و تصریح بھی ہے اس کو ملّاں رحمانی ہضم کر گیا صرف یہ الفاظ نقل کر دیئے جو اس کی دھوکہ منڈی کے لئے مفید تھے اور پھر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ پر بھی کیا اعتراض ہے جبکہ یہ کلمہ اپنی تفصیل کے ساتھ "فوائد السالکین" ملفوظات خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی مرتبہ خواجہ بابا فرید الدّین گنج شکر میں موجود ہے۔

گھر کی شہادت

دیوبندی وہابی فرقہ کے ایک اور ملّاں جوزف کے ہم ذوق مصنف ڈاکٹر مسعود الدّین عثمانی اپنی ایک تازہ تصنیف "توحید خالص" پہلی قسط گھر کے چراغ کے صفحہ ۸۰ پر اسی چشتی رسول اللہ کی حقیقت یوں بیان کرتے ہیں:۔

"خواجہ فرید الدّین گنج شکر بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی کی محفل میں مختلف قسم کے ذکر ہو رہے تھے .... ایک مرتبہ شیخ (خواجہ معین الدّین چشتی) کی خدمت میں حاضر تھا اور اہلِ صفہ بھی موجود تھے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور بیعت کے لئے پابوسی کی آپ (خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ) نے اُس کو بٹھالیا اُس نے عرض کی کہ میں مرید ہونے آیا ہوں" فرمایا "جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط منظور ہے تو بیشک میں مرید کر دوں گا" اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک بار اس طرح پڑھ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چونکہ (وہ) راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً پڑھ دیا خواجہ (معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ) نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت عطا کی اور فرمایا میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود یہ نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ پڑھواؤں میں کون اور کیا چیز ہوں میں ایک ادنیٰ بندگان و غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں حکم وہی ہے جو تو اوّل سے کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس بات سے تری صدق عقیدت معلوم ہوئی اب تو میرا مرید صادق ہوا۔"

("فوائد السالکین" صفحہ ۱۲۶ و صفحہ ۱۲۷)

مولوی سرفراز گکھڑوی کی شہادت

ملاں جوزف کے ایک اور ہم ذوق وہم عقیدہ دیوبندی وہابی مصنف مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۶۲۵ھ کی سوانح عمری ملقب بہ انوار خواجہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کے سامنے وہی شرط پیش کی جو حضرت شبلی نے اپنے مرید کے سامنے پیش کی تھی۔ اس شخص نے وہ شرط قبول کی تو آپ نے فرمایا کہ پڑھو لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ اس نے پہلے انکار کیا لیکن جب دیکھا کہ اس شرط کے بغیر بیعت محال ہے تو جبراً وقہراً اس نے لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ پڑھا اس کے بعد خواجہ معین الدین صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ محض تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں (محصلہ) ارشاد الاخیار صفحہ ۵۴"

(عبارات اکابر صفحہ ۲۵۵ و صفحہ ۲۵۶ از مولوی سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی)

کس قدر ظالم ہے یہ دیوبندی ملّاں جوزف! واقعہ کیا ہے کیا بنا دیا گیا منقول ہے "فوائد فریدیہ" خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ "فوائد السالکین" میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ وحضرت خواجہ بختیار کاکی وحضرت بابا فریدالدین گنج شکر قدست اسرارہم نے ذمہ لگایا جا رہا ہے اعلحضرت علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے۔ یہ کس قدر ظلم اور ستم ظریفی اور بدترین قسم کا سفید جھوٹ ہے۔ کیا اس خرافات والزام تراشی وبہتان طرازی کی زد حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدست اسرارہم پر نہیں پڑتی؟ کیا دیوبندی قوم میں رتّی برابر بھی دیانت ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ پر بھی کیا الزام جبکہ وہ واقعہ کے بعد فرمارہے ہیں کہ یہ تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا۔ میں کس لائق ہوں ادنیٰ غلام و بندگان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں اور یہ کہ فرمایا۔ عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

رضاخانی درود شریف

اس عنوان کے تحت خائین وکذاب مصنف اور جاہل مناظر نے مولانا شاہ علامہ محمد عارف اللہ صاحب قادری کے شجرہ طیبہ کے حوالے ایک درود نقل کیا ہے ہم کہتے ہیں یہ بھی تھانوی درود کا بدلہ لینے کے لئے لکھا گیا اور یہ علماء اہل سنّت کی مار سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے مولانا شاہ علامہ عارف اللہ صاحب قادری کے نام گرامی سے شائع شدہ درود کوئی نیا درود نہیں بلکہ وہی پرانا درود ہے اور باقی دعا ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے "اے اللہ درود وسلام اور برکت بھیج حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب و اولیاء پر اور اپنے عبد ضعیف محمد عارف اللہ قادری پر" ہر ذی علم جانتا ہے کہ حضرات اولیاء وعلماء پر تبعاً اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ جائز ہے ہر کوئی دعا کے اختتام پر کہتا ہے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین۔ یہاں بھی آل واصحاب پر تبعاً وضمناً درود ودعا ہے ورنہ درود وسلام مستقلاً انبیاء ورسل

علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اور اگر مولانا شاہ عارف اللہ صاحب مدظلہ کا تحریر فرمودہ درود واقعی غلط ہے تو پھر اس کو درود شریف لکھ کر ملاں جوزف بھی گمراہ و بے دین ہوا۔ بہر حال یہ کوئی قابل مواخذہ بات نہیں البتہ دیوبندی تھانوی درود واقعی قابل ملامت ہے جو یہ ہے "اللّٰھم صل علٰی سیدنا ونبینا ومولنا اشرفعلی"

"(الامداد" تھانہ بھون بابت ۸۔ صفر ۱۳۳۶ھ)

یہ ہے نیا تھانوی دیوبندی درود جو تبعاً نہیں بلکہ مستقلاً ہے جس میں تھانوی دیوبندی حکیم الامت کو سیدنا ونبینا تک کہہ گیا ہے۔ ملاں جوزف اپنی بلا دوسروں کے سر ڈال کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہا ہے اور بے دریغ جھوٹ پر جھوٹ بکتا چلا جا رہا ہے اور قطعاً شرم وحیا محسوس نہیں کرتا۔

آخری وصیت

"سیف شیطانی" کے صفحہ ۹۰ پر سیدنا امام اہل سنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وصیت نقل کی ہے وہ یہ ہے "میرا (احمد رضا خاں بریلوی) دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ توفیق دے" ("وصایا شریف" صفحہ ۹)

ملاں جوزف نے اپنی خبیث فطرت سے مجبور ہو کر غلیظ روح کی تسکین کے لئے امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی یہ وصیت تو نقل کر دی لیکن جرأت لب کشائی نہ ہوئی کسی معقول دلیل سے اس کا مدلل رد نہ کر سکا یہیں سے اس جاہل کی علمی بے بضاعتی آشکارا ہے۔ بہر حال یہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہے۔ آج سے بہت پہلے دیوبندی وہابی مناظر یہ اعتراض کر چکے ہیں ۱۳۵۴ھ میں بریلی شریف کے عظیم مناظرہ میں دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی نے بھی یہ اعتراض کیا تھا اور محدث اعظم پاکستان امام المناظرین مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ سے ذلت آمیز شکست اور عبرتناک مار کھائی تھی ملاحظہ ہو روئیداد مناظرہ بریلی اور ۱۳۵۲ھ میں باغ لانگے خاں ملتان میں اور پھر اردی ضلع اعظم گڑھ

میں ۱۳۵۳ھ میں شیر بیشۂ اہل سنّت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب رضوی قدس سرہٗ اور مولوی منظور سنبھلی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ دونوں جگہ متذکرہ بالا وصیت پر بحث ہوئی۔ اور دیوبندی وہابی مناظر کو بُری طرح مار کھانی پڑی تفصیل "رودادِ مناظرہ ادری و مناظرہ ملتان سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اسی طرح گذشتہ سال "دھماکہ" نامی کتاب میں بھی اس وصیت کو موضوع بحث بنایا گیا اس کا مدلل و مفصل و مسکت جواب فقیر راقم الحروف نے "قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" میں عرض کیا ہے لیکن یہ ڈھٹائی اور بے شرمی ہے کہ کٹے ہوئے اعتراضات اور پٹے ہوئے سوالات پھر کئے جا رہے ہیں جو مکھیاں مولوی منظور سنبھلی اور مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری وغیرہ نے ماری تھیں انہیں کا جنازہ ملّاں جوزف سر پر اُٹھائے پھرتا ہے کہ میں بھی ایک بقلم خود مناظر ہوں۔ بہر حال اس وصیت پر دیابنہ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا "میرا دین و مذہب" حالانکہ یہ بدبخت غور کریں تو اسی میں جواب ہے کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے" بس جواب ہوگیا۔ امام اہلسنّت کی تصانیف مُبارکہ کو دیکھ لیا جائے قرآن و حدیث کے خلاف کچھ نہ ملے گا اور اعلیٰحضرت نے اپنی کتب کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اس دور میں ہر بے دین قرآن و حدیث کا نام لیتا ہے اس لئے دیابنہ وہابیہ روافض و قادیانیہ کی کتب نہیں بلکہ میری کتب کا مطالعہ کرنا ہی صحیح مذہب ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ اگر کسی دیوبندی میں جراءت اور استعداد و قابلیت ہے تو وہ ثابت کرے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی فلاں بات "قرآن مجید" و حدیث حمید کے منافی ہے۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ قبر میں منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں "من ربک" تیرا رب کون ہے۔" مادینُك" تیرا دین کیا ہے؟" مُردہ دوسرے سوال کے جواب میں کہتا ہے "دینی الاسلام" یعنی میرا دین اسلام ہے"۔ تو ان احادیث سے میرا دین کہنا ثابت ہوا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرا گھڑا ہوا دین خود ساختہ دین۔ اعلیٰحضرت نے ازراہ محبت یہ فرمایا کہ "میرا دین"۔

جیساکہ کہتے ہیں میرا رب۔ میرا رسول تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا خود ساختہ رب یا خود ساختہ رسول۔ بہرحال اعلحضرت کی اس وصیت میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے۔ اور اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی وہابی اپنی کتاب "التحقیق الحبیب فی بیان انواع التنویب" صلا پر لکھتے ہیں اور وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت عین شریعت ہوگی پھر اسی صفحہ ۱۴ پر ہے "متبع وصیت مذکورہ عنداللہ مصاب ومثاب ہے" اس جواب پر دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق بھی موجود ہے۔ ملاں جوزف کو گھر کی خبر لے کر اعتراض کرنا چاہیئے۔

اعلحضرت قدس سرہٗ کی اس وصیت کے ذیل میں یہ لایعنی بکواس ہے کہ "یعنی کھانے میں بنی اسرائیل کی اقتداء اور جہاد میں ان سے بھی آگے کہ اپنے والد مولانا نقی احمد مرحوم مغفور کو دیوبندی وہابی اور کافر اور اُن کے نکاح اولاد و ولد الزنا محروم الارث تک کا فتویٰ دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ ولد الشیطان کی یہ شیطانی بکواس بھی علم و تحقیق کا کوئی حصہ ہے مولانا سیدی نقی علی خانصاحب قدس سرہٗ کے خلاف کہاں یہ ناپاک فتویٰ ہے؟ اور مولانا نقی علی خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے کس کتاب میں کس جگہ یہ برتشی کٹھ پتلی تھانوی دیوبندیوں کے خود ساختہ قطب عالم نارشید اور نانوتوی قاسم کو صالحین و صادقین قرار دیا ہے؟ سچ ہے دیوبند جھوٹوں اور کذابوں کا مرکز ہے۔ ملاں جوزف نے کھانے اور جہاد کا نام بھی لیا ہے تو بتایئے کیا دیوبندی کچھ نہیں کھاتے کوے اور کوڑے تک تو چٹ کر جاتے ہیں اور ثواب قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو "فتاویٰ رشیدیہ صنہ ۱۳۰" ممکن ہے ملاں جوزف کھانے کا قائل نہ ہو اور حسین احمد اجودھیا باشی کے ہندو آقاؤں کی طرح مرن برت کا قائل ہو۔ الغرض اس قسم کی بے تحاشہ لایعنی بکواس اور بکثرت الزامات کے باوجود ملاں جوزف اہل سنت و جماعت کو اس شعر کے مصداق قرار دیتا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اس میں ملاں جوزف نے یہ مسلماں ہیں کہہ کر اہل سنت کو مسلمان تو تسلیم کر لیا ہے اور اس کے باوجود وہ جو بکواس کرتا ہے وہ شیطانی فیض ہے۔

اپنے کذاب ہونے کا اقرار

کہتے ہیں جھوٹے آدمی کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے یہی حال جوزف شیطانی کا ہے۔ صہ ۹۰ پر لکھتا ہے

"رضاخانی خدا" اس کے ذیل میں ہے،

فرید باصفا ہستی — محمد مصطفیٰ ہستی
چہا گویم چہا ہستی — خدا ہستی خدا ہستی

ان اشعار کا صحیح مفہوم سمجھے بغیر "رضاخانی خدا" کی سُرخی جما دی لیکن چونکہ یہ جھوٹا ہے پرلے درجہ کا کذاب ہے حافظہ کمزور ہے اس کو یاد نہیں رہا۔ اس بدبخت نے صہ ۲۹ پر لکھا تھا "احمد رضا خاں بریلویوں کے خدا ہیں" ملاحظہ ہو "سیف شیطانی" صہ ۲۹۔

قارئین کرام! غور فرمائیں اس کمینے کذاب کی کوئی بات صحیح بھی ہے۔ کیا یہ مردود عالم کہلانے کا مستحق ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ دیدہ دانستہ دوسروں کے خلاف بلا ثبوت و دلیل بکواس کر کے اپنے اکابر کی پگڑیاں اچھلوانا چاہتا ہے۔ کیونکہ آسمان پر تھوکا تو امنہ پر آ کر پڑتا ہے۔

صفحہ ۹۸ پر لکھتا ہے "ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامی کو بیت اللہ کے طواف کے لئے مکہ معظمہ جا رہے تھے فرمایا کہ اگر بیت اللہ کا طواف کرنا ہو تو مکہ معظمہ جاؤ اور اگر خدا کا طواف کرنا ہو تو میرا طواف کر لو"

اگرچہ حوالہ نا تمام و خیانت شدہ ہے۔ ہم اس پر مختصراً عرض کریں گے کہ اہل اللہ کے کلام کو سمجھنا جاہل و مجہول ملاں جوزف کے بس کا روگ نہیں۔ ممکن ہے اُن بزرگ کی مراد یہ ہو

کہ قرآن مجید میں ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے بلوا قنطرہ لگانے کو کہتے ہیں اس اعتبار سے انہوں نے ایسا کہا ہوگا اور پھر ملاں جوزف خود اپنی سیف شیطانی کے صفحہ ۲۶ پر تسلیم کرتا ہے:

"بعینہٖ اسی طرح وجد و ذوق اور سکر کی حالت میں اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرط محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں جو کہ ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوں تو اول اس کی تاویل کرلی جائے گی اگر تاویل نہ ہوسکے تو پھر قائل کا اعتقاد پوچھا جائے گا اور وہ ظاہر معنیٰ کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا"

کیا ملاں جوزف نے اپنے اکابر کے اقوال کی تاویل کا ہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے وہ حقیقی اولیاء اللہ اور مشائخ کرام کے اقوال کی تاویل نہیں کرسکتا! ملاں جوزف نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ و صفحہ ۶۴ پر فقیر راقم الحروف کے متعلق لکھا ہے کہ وہ علماء کی عبارات کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ جب اس کا یہ قول ہے کہ ہم دیوبندی ملاؤں کی عبارات نہیں سمجھ سکے تو پھر یہ خود بتائے کہ کیا وہ خود حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جیسے باکمال بزرگ اور آپ کے ہم عصر اکابر اولیاء اللہ کے عارفانہ اقوال کو کیسے سمجھ سکتا ہے؟ اور اس شیخ علیہ الرحمۃ نے تو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کو بیت اللہ کے طواف کے لئے مکہ معظمہ جانے کو فرمایا لیکن دیوبندی مولوی محمود الحسن کہتے ہیں کعبہ شریف سے نا رشید گنگوہی کے وطن گنگوہ چلو۔ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں،

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

بتلائیے کعبہ میں کس چیز کی کمی تھی؟ کیا وہاں عرفانی ذوق و شوق پیدا ہونے کا روحانی سامان نہ تھا؟ اور پھر دیوبندی تو مولوی رشید احمد گنگوہی جی کو اپنا دینی و ایمانی قبلہ و کعبہ مانتے ہیں۔ محمود الحسن جے ہند کا نعرہ مار کر لکھتا ہے:۔۔۔

ہمارے قبلہ وکعبہ ہو تم دینی و ایمانی

"مرثیہ گنگوہی" صلا از محمود الحسن شیخ دیوبند)

یہ ہے دیوبندیوں کے شیخ کی جرأت کہ مسلمانوں کے دینی و ایمانی قبلہ وکعبہ کی جگہ گنگوہی کو اپنا قبلہ وکعبہ بنالیا۔ حالانکہ وہ گنگوہی سختی سے منع بھی کر گیا تھا۔

ملاحظہ ہو:

حضور علیہ السلام کو قبلہ وکعبہ کہنا مکروہ تحریمی ومنع ہے۔

سوال:۔ قبلہ وکعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کونین یا قبلہ دینی وکعبہ دنیوی .... یا مثل ان الفاظ کے القاب وآداب ...... کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں؟ حرام ہے یا غیر حرام؟ مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟

الجواب:۔ ایسے کلمات ممدوح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی (قریب حرام) ہیں لقولہ علیہ السلام لا تطرونی الحدیث رواہ البخاری والمسلم۔ جب زیادہ مدح شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم (رشید احمد گنگوہی "فتاویٰ رشیدیہ" صلا)

مقام غور وفکر ہے کہ جو چیز نبی علیہ السلام کے لیے مکروہ وممنوع تھی وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے لیے عین ایمان واسلام کیسے بن گئی بلکہ محمود الحسن نے رشید گنگوہی کو دینی و ایمانی قبلہ وکعبہ قرار دے دیا۔ دیوبندیوں کو چاہیئے کہ کعبہ شریف کی بجائے رشید گنگوہی کی قبر کا حج کیا کریں۔

مصنف "سیف شیطانی" نے صلا پر پھر دوبارہ "ہفت اقطاب" کے اشعار نقل کئے حالانکہ ان کا جواب ہو چکا ایک چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل؟

حضرت حسین بن منصور پر افتراء | لکھتا ہے "ایک شخص نے حضرت (حسین بن منصور) کو کہا اے حسین بن منصور تو پیغمبر ہونے کا دعویٰ

کرتا ہے۔ حضرت حسین نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں" صـــ۹ "سیف شیطانی"۔

یہ عبارت بھی نامکمل و نا تمام نقل کر کے دھوکہ دیا ہے اور پھر اس کے حوالے کے طور پر "فوائد فریدیہ" کا نام لکھا ہے جو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جن کو ملاں جوزف برگزیدہ انسان (ولی کامل) مانتا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے ملاحظہ ہو صـــ۵، و صـــ۹۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا الفاظ بھی ذومعنیٰ ہیں قائل کو کفر سے بچایا جائے گا اور الفاظ کو غیر کفر یہ معنیٰ پر محمول کیا جائے گا حضرت حسین بن منصور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یعنی افسوس تو اس لئے کہ نبی کہنے سے آپ کی قدر اس لیئے کم ہوئی کہ پیغمبری و نبوت کا دعویٰ کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ ایک ولی پر جب یہ الزام لگایا جائے کہ آپ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ یہی فرمائے گا میری قدر کم کر دی یعنی معاذ اللہ میں ایسا کہوں تو ولایت ختم اور مرتد ہو جاؤں۔ باقی رہا میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو مطلب یہ کہ میں خدائی (مخلوق) سے ہوں جیسے کہا جاتا ہے خدا کی خدائی میں کوئی بھی شخص حضور علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ و برتر و بالا نہیں خدائی بمعنیٰ مخلوق محمول کیا جائے گا۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ لایعنی و بے معنیٰ اعتراض سے کیا حاصل۔؟

اپنے منہ کافر

اسی طرح صفحہ ۹۸ پر ملاں جوزف نے لکھا ہے حضرت حسین نے فرمایا میں حق (خدا) ہوں۔ یہاں ملاں نے حق سے مراد خدا لیا ہے اور لفظ خدا بطور وضاحت بریکٹ میں اپنی طرف سے بند کیا ہے لیکن اس احمق نے خود صفحہ ۶۷ "سیف شیطانی" پر لکھا ہے علماء حق (علماء دیوبند)۔ یہاں ملاں جوزف علماء دیوبند کو علماء حق (خدا) کہہ کر اپنے منہ کافر ہوا ۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تو نے کیا بے خطا ہوں میں

ملّاں جی نے احمد نافعی جامی زندہ فیل کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

"ہم خلفائے ذوالجلال اور پاک ذات ہیں"۔ "فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ صفحہ ۹۔

ہم خدا کی ذات ہیں۔ صفحہ ۸ فوائد فریدیہ" کا ترجمہ "فیوضات فریدیہ"۔

ہم حیران ہیں جن بزرگ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ نے ان اقوال کو مرتب کیا ان کو تو ملّاں جوزف برگزیدہ انسان مانتا اور رحمتہ اللہ علیہ لکھتا ہے اور ظاہری الفاظ کو بطور اعتراض نقل کر رہا ہے۔ مصنف "سیف شیطانی" یہ بتلائے کہ احمد نافعی جامی زندہ فیل یہ کہہ کر کافر ہوئے یا نہیں۔؟ ملّاں گول مول بات کیوں کرتا ہے۔؟ ملّاں جی صفحہ ۲۶ پر تو ظاہری طور پر شریعت کے خلاف باتوں کی تاویل کا قائل نظر آتا ہے لیکن یہاں خود معترض ہو رہا ہے اور تاویل کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی اصول بھی ہے یا نہیں ؟

سرسید کے متعلق فتویٰ

اس عنوان کے تحت صفحہ ۹۹ پر بحوالہ انتظام المساجد "چٹان" ۷۔ جنوری ۱۹۶۳ء نامعلوم کس صاحب کا فتویٰ نقل کیا ہے اور اس کا کیا مقصد ہے ہم نے "تکفیری افسانہ" میں اشرف علی صاحب تھانوی اور انور کاشمیری صاحب کے سرسید کے خلاف فتاویٰ اس لئے نقل کئے تھے کہ دیابنہ ہم اہل سنت پر تکفیر کا الزام عائد کرتے ہیں لیکن حسب مرضی وہ خود بھی تکفیر کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں اگر اس نے ہمارے اکابر کا فتویٰ "چٹان" کے حوالہ سے نقل کیا ہے تو یہ اس کی بے وقوفی ہے۔

ہم اہل سنّت پر تو دیابنہ تکفیر کا الزام عائد کرتے ہی ہیں لیکن ہم نے "تکفیری افسانہ" میں سرسید پر دیابنہ کے جو فتاویٰ نقل کئے تھے ان کا مقصد یہ تھا اور ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ دیوبندی بھی تکفیر کرتے ہیں اور کفر ارتداد و گمراہی کے فتوے دیتے ہیں۔

حقّہ کے متعلق فتویٰ

"سیف شیطانی" صفحہ ۹۹ پر اس عنوان سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے مجموعہ فتاویٰ "احکام شریعت" کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"جس نے حقّہ پیا گویا اس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا" (ملخصاً) "احکام شریعت صفحہ ۲۸۶ ج ۳"

حالانکہ امام اہل سنّت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس کتاب میں اس قول کا ردّ ہے اور اس میں قطیفا کا لفظ مطلقاً ہے ہی نہیں۔ یہ اس کا ذاتی تصرّف ہے۔ اعلیٰحضرت نے جس بات کا ردّ فرمایا ہے وہی الزام آپ کے ذمہ لگایا جا رہا ہے۔ گویا اب دیوبندیوں کو یقین ہو گیا ہے کہ دیوبندیت کا دفاع صرف اور صرف جھوٹ سے ہی ممکن ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین — جھوٹے کی پہچان — مان نہ مان میں تیرا مہمان

باقی رہا حقہ پینے سے متعلق اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا "ملفوظ شریف" سے حوالہ۔ بتائیے اس پر کیا اعتراض ہے؟ دلیل لائیے۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی "فتاوی رشیدیہ" ص ۲۳ پر حقہ پینا مباح لکھا ہے۔ اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب تو دوسروں کو حقہ خود اپنے ہاتھ سے بھر کر پلاتے تھے۔ ملاحظہ ہو: "سوانح قاسمی" جلد اوّل ص ۴۶۹۔

مخدومۂ کونین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا | ملّاں جوزف نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق "حدائق بخشش" حصہ سوم سے ص ۱۰۰ پر یہ شعر نقل کیے ہیں:۔

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

ان اشعار کا سہارا لیکر ملّاں جوزف نے مختلف علماء اہل سنّت خصوصاً اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ، قاتل المرتدین مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب، علامہ ابو البرکات صاحب و مولانا ابو الحسنات صاحب و مفتی احمد یار صاحب، مولانا محمد عمر صاحب و مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی۔ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب و مولانا عنایت اللہ صاحب کے اہل خانہ کے متعلق کنجروں کی زبان استعمال کی ہے اور لکھتا ہے کہ کیا بریلوی حضرات یہ برداشت کر

ہیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ بھی برداشت نہیں ہوگا کہ کوئی شخص مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی بیوی، رشید احمد گنگوہی صاحب کی والدہ، جناب اشرف علی تھانوی صاحب کی ہمشیرہ، حسین احمد کانگریسی، منظور سنبھلی، مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری، قاری طیب کے گھر کی تمام بہو بیٹیوں کو بازارِ حسن میں بٹھا دے۔ ہم تو اس ذلیل فعل کی مذمت کریں گے چہ جائیکہ کوئی اشرف علی جیسا مردُود دیدہ عائشہ صدیقہ کی شان ارفعا میں بازاری بکواس کرے

اس ذلیل الزام کے متعدد جواب ہیں:

اوّل تو یہ کہ "حدائق بخشش" حصّہ سوم نہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف ہے نہ آپ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوئی نہ آپ کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قدس سرہٗ یا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ العالی میں سے کسی کے زیر اہتمام چھپی نہ یہ اشعار اعلیٰحضرت کے اشعار نہ اعلیٰحضرت و شہزادگان و علماء اہل سنّت پر اس کی ذمّہ داری ہے۔ "حدائق بخشش" کے صرف دو حصّے ہیں جو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوئے حصّہ سوم مولانا مفتی قاری محبوب علی خانصاحب مرحوم خطیب بمبئی نے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ۲۲ سال بعد اِدھر اُدھر سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا نعتیہ کلام اکٹھا کر کے کچھ اس میں دوسرے شعراء کا کلام ملا کر غالباً ۱۳۶۲ھ میں شائع کیا تھا ان کی غلطی یہ ہوئی کہ ایک وہابی پریس نابھہ سٹیم پریس' نابھہ کے مالکان سے معاملہ کیا۔ انہوں نے کتابت کا معاملہ بھی اپنے ذمّہ لیا اور اس شرط پر چھاپنے کا وعدہ کیا ان کی غلطی یہ ہوئی انہوں نے بد مذہبوں پر طباعت و کتابت کے معاملہ میں اعتبار کیا لہٰذا ان کی غلطی سے یہ اشعار سیدہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی مدح میں بے ترتیب شائع ہو گئے۔ "حدائق" حصّہ سوم کے غیر ذمّہ دار و ناقابل اعتماد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ پتہ ہی نہیں کہ کون سی نظم کس کی ہے۔ اکثر مقامات پر لکھا ہے مقطع دستیاب نہ ہوا ملاحظہ ہو صفحہ ۳ و صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۲ و صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ و صفحہ ۳۷ خود اس نظم کا بھی مقطع نہیں جس سے صاحب کلام کا پتہ نہیں چلتا۔ نیز

"حدائق" سوم میں پہلی نظم سے نمبر شمار باقاعدہ لکھا جا رہا ہے لیکن صفحہ ۳۶ پر نظم کا نمبر ۱۹ ہے اس کے بعد صفحہ ۳۷ پر جہاں یہ نظم ہے سرخی میں لکھا ہے علیحدہ نہ اس کا نمبر شمار ہے۔ اس سے ثابت ہوا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اشعار نہیں ہیں علیحدہ ہیں پریس والوں نے غیر ذمہ دارانہ طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح کے اشعار کے بعد یہ کتابت کرا دیئے اور چھپ کر شائع ہو گئے حالانکہ وہاں صفحہ ۳۷ پر اس نظم کی سرخی سے علیحدہ اور اس کا نمبر شمار بھی نہیں اور پھر دیوبندیوں کے تو وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ حدائق بخشش" حصہ سوم میں یہ شعر ہیں جب حصہ سوم شائع ہوا خود اہل سنت ہی کے ایک عالم خطیب مشرق مولانا علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی ایڈیٹر "پاسبان" الہ آباد بھارت نے مولانا محبوب علی خانصاحب علیہ الرحمۃ کو اس غلطی پر متنبہ کیا اور ان کے خلاف سب سے پہلے مولانا مشتاق احمد نظامی (سنی بریلوی) ہی نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار کی ۹۔ ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ کی اشاعت میں مضمون دیا اور مولانا محبوب علی خانصاحب نے قبول حق کی ایک مثال قائم کرتے ہوئے اپنا غیر مشروط توبہ نامہ شائع فرما دیا اور ماہنامہ "سنی" لکھنو کے علاوہ اخبار "انقلاب" بمبئی میں بھی یہ توبہ نامہ ۱۰۔ جولائی ۱۹۵۵ء کو شائع ہوا حالانکہ ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ انہوں نے نابھ پریس کے وہابیوں پر اعتماد کیا اور کتابت کی تصحیح صحیح طور پر نہ کر سکے۔ بتایئے علی الاعلان توبہ اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ توبہ کی اشاعت کے بعد مولانا محبوب علی خانصاحب پر شرعاً کیا الزام ہے؟ تعجب ہے کہ وہابیہ آج تک اس "حدائق" حصہ سوم کو اپنے لئے دھوکہ کا ایک ذریعہ بنائے پھرتے ہیں اور دیدہ دانستہ عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔ ان اشعار کی مفصل بحث ہماری کتاب "قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی" میں ملاحظہ ہو۔

دیوبندی وہابی دراصل یہ اشعار اس بات کے جواب میں حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے پیش کرتے ہیں کہ "ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اس

طرف منتقل ہوا کم سن عورت ہاتھ آئے گی الخ" (رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

دیوبندیوں نے اس عبارت پر علماء اہل سنّت کی مار سے بچنے اور حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے ان اشعار کی فرضی گستاخی گھڑلی۔ اور یہ مصنّف کی جہالت ہے کہ اس کو یہ بھی تمیز نہیں کہ شعر کس طرح لکھا جاتا ہے دو شعروں کو پانچ ٹکڑے بنا کر بے ترتیب نقل کر ڈالا ہے اور باوجود کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کا حضرت عائشہ صدّیقہ پر تہمت لگانے والے پر فتویٰ بھی نقل کر رہا ہے لیکن بے حیائی سے مذکورہ بالا اشعار کے ضمن میں سیدی صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی والدہ محترمہ کی شان میں بکواس بھی کر رہا ہے مولانا علامہ ابو الحسنات قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے متعلق "سیف شیطانی ص۳" پر لکھتا ہے۔

"مولانا ابو الحسنات تم جیسے رضا خانی نہ تھے" لیکن پھر بھی مولانا ابو الحسنات علیہ الرحمۃ کی امّاں محترمہ کی شان میں بکواس کر رہا ہے پسّچ ہے

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

ص۱۰۰ و ص۱۰۱ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب قدس سرہٗ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس میں سیدہ عائشہ پر تہمت لگانے والے کو کافر و مرتد رافضی جہنّمی بتایا گیا اُس کے حاشیہ میں بکواس کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خاں بریلوی بد دین رافضی جہنّمی تھا (معاذ اللہ) حالانکہ یہ مردود بخوبی جانتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کی تنقیص شان کرنے والا بد دین رافضی جہنّمی اشرف علی تھانوی ہے ملاحظہ ہو "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۵ھ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ رافضیوں سے دیوبندیوں کے گہرے روحانی و جسمانی رشتے ہیں

ملاحظہ ہو:

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں

دیوبندی حکیم الاُمّت تھانوی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سُنّی (دیوبندی وہابی) المذہب

عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی و شیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

اشرفعلی تھانوی کا جواب

"نکاح منعقد ہو گیا لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال" (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

نمبر۲۔ شیعوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے (امداد الفتاویٰ جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۸)

تعزیہ بنانے کی اجازت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گمبنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سُنی تھی میں اُس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو جا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو"..... اُس نے کہا میرے ہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا ہے) ہم ہندو کہے کو ہونے لگے۔ میں (اشرف علی) نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دے دی"۔

"..... اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ تھانوی) نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا" (الافاضات الیومیہ جلد ۴۔ صفحہ ۱۳۸)

شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہیئے۔

("الافاضات الیومیہ" جلد ۴۔ صفحہ ۱۳۹)

نماز جنازہ

"حضرت (قاسم نانوتوی) نے اُن (شیعوں) کے اصرار پہ منظور فرما لیا اور جنازہ پہ پہنچ گئے..... نماز (جنازہ پڑھانے) کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کر دی" (سوانح قاسمی جلد ۲۔ صفحہ ۱۷) اس کے ضمن میں ایک

نام نہاد کرامت گھڑی گئی ہے۔

● ...... "مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے ...... نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۲۴۔ نومبر ۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ (جانشین مولوی احمد علی صاحب لاہوری) نے پڑھائی۔"

("خدام الدین" لاہور ۸۔ نومبر ۷۴ء صلا)

مولوی رشید احمد گنگوہی

"صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا۔" ("فتاوی رشیدیہ" جلد ۲ ص۱۴۰)

بتائیے رافضیوں کے ہم عقیدہ ناری جہنمی معاذ اللہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب ہیں یا اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، محمد یعقوب نانوتوی، عبید اللہ انور۔؟

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہو گی

حضرت ابو الحسن خرقانی سے تمسخر

ص۱۱ پر لکھتا ہے۔ "خدا کے ساتھ بریلویوں کی کشتی۔" "حضرت ابو الحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا"

("فیوضات فریدیہ" ص۳ ترجمہ "فوائد فریدیہ")

بریلویوں کا خدا بریلویوں سے کتنا بڑا ہے اس عنوان کے تحت لکھتا ہے: "یہ بھی فرمایا ہے (ابو الحسن خرقانی) نے کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں"

("فیوضات فریدیہ" ص۳)

اب اس بے وقوف کو کون بتائے کہ حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بریلوی کیسے ہو گئے؟ وہ غازی اسلام فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر ولی کامل اور شیخ وقت عارف باللہ ہیں۔ ملاں جو زرف اپنے پاگل پن میں ان کو بریلوی کہہ رہا ہے

ملاحظہ ہو" نوائے وقت" لاہور ۵ فروری ۱۹۵۹ء صفحہ اوّل تلی ایڈیشن "سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سومنات پر جو آخری، اور حملہ کیا تو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ مبارک کے وسیلہ سے دعا کی" سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ سے بقول دیوبندی کتابچہ "دھماکہ" دو سو سال پہلے ہے" (دھماکہ منہ) اور بقول مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی "حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی المتوفی ۶۲۷ھ " گویا حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کا زمانہ بقول دیوبندی مصنفین ۴۲۵ھ ہے گویا آج سے نو سو سال پہلے کے حوالہ جات دعا مذہبی اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے حصے میں آگئے اور اس کی ذمہ داری بھی بریلویوں پر ہے درحقیقت یہ مردود بریلویوں پر الزام تراشی کے پردے میں حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر اسلام کی شان میں زبان درازی کر رہا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ اور سلطان محمود غزنوی سے دیوبندیوں کو اس لئے دشمنی اور سخت ناگواری ہے کہ جو ہندوؤں کے حسین احمد مدنی، عطاء اللہ بخاری، کفایت اللہ دہلوی، ابوالکلام آزاد وغیرہ دیوبندی فلاں ایجنٹ تھے اور جن کے مال پر اہل دیوبند پلتے تھے ان ہندوؤں کے مرکز سومنات کے مندر پر محمود غزنوی نے حملہ کیوں کیا حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کے خرقہ مبارک کے وسیلہ سے دعا کیوں مقبول ہوئی، سومنات پر مسلمانوں کا قبضہ کیوں ہوا۔ درحقیقت مولوی جوزف اپنے ہندو آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے حضرت ابوالحسن خرقانی کے خلاف زبان درازی بہتان طرازی کر رہا ہے ورنہ اس جیسے جاہل مطلق کے بس کی بات نہیں کہ یہ عارف باللہ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز کے عارفانہ کلام کو سمجھ سکے سمجھنا تو درکنار اس بدباطن نے تو دیدہ دانستہ مغالطہ دینے کے لئے عبارات بھی جوڑ توڑ کر کے نقل کی ہیں اور پھر حوالہ دی "فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ" کا ہے جس کے مصنف کو یہ برگزیدہ انسان اور رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ولی کامل تسلیم کرتا ہے۔

میں قوں جوزف اور اس کے پاکستانی غلام خانی اکابر سے پوچھتا ہوں وہ صاف صاف بتائیں کہ ان کے نزدیک حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ اپنے ایسے عقائد جو "سیف شیطانی" میں مذکور ہیں کے باعث مسلمان ہیں یا نہیں؟

اگر فاتحِ سومنات سلطان اسلام محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے ملجاء وماوی حضرت عارف باللہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ بھی مسلمان نہیں تو پھر کیا مسلمانی کی ٹھیکیداری کانگرسی کٹھ پتلی حسین احمد صدر دیوبند کے پاس ہے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

دو خدا کا تصور کہتے ہیں۔ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے۔ یہی حال تکیسی مناظر اسلام مصنف "سیف شیطانی" کا ہے۔ صفحہ ۱۰۲ پر لکھتا ہے۔

"بریلویوں کا خدا مشرک ہے" العیاذ باللہ

حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف "فیوضات فریدیہ" کی ایک عبارت کو خیانت کے خنجر سے ذبح کرتے ہوئے اصل مفہوم کو مسخ کر کے لکھتا ہے کہ حقیقی موجد اور حقیقی مشرک خدا جل شانہ ہے۔ مصنف "سیف شیطانی" نے اپنے اس بیان سے شرک کدہ دیوبند کے چہرہ پر سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اہل دیوبند کے دو خداؤں کے تصور کو بے نقاب کر دیا کیونکہ اہل دیوبند کے اس جاہل مطلق وکیل نے صفحہ ۱۰۲ کی سرخی میں خود لکھا ہے "بریلویوں کا خدا مشرک ہے"۔ گویا اہل دیوبند کے نزدیک خدا بھی دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا جدا ہے اہل دیوبند کا جدا ہے۔ مرزائیوں کا جدا ہے شیعوں کا جدا ہے۔ دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف "سیف شیطانی" خود مشرک ہوا۔ کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا ہے۔ اور پھر العیاذ باللہ کا کیا مطلب؟ جب معاذ اللہ مصنف "سیف شیطانی" کے نزدیک بریلویوں کا خدا ہے ہی جدا تو پھر اس کے مشرک ہونے پر اسے کیا غم؟ بریلویوں کے خدا کو مشرک لکھتے وقت العیاذ باللہ لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے یہ خود بھی اپنے بقول اسی مشرک خدا کو ماننے والا ہے۔ مشرک خدا کو خدا مان کر ملاں جی

خود بھی رجسٹرڈ مشرک ثابت ہوئے۔

الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور پھر خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ بدبخت خود بھی "رحمۃ اللہ علیہ" اور برگزیدہ انسان مان کر ولی کامل تسلیم کر چکا ہے اگر خدانخواستہ فی الواقعہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ جاہل مصنف نے سمجھا تو پھر اپنے بقول مشرک خدا کے بندے کو ولی کامل مان کر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر پھر دوبارہ اپنے ہی فتویٰ سے ڈبل مشرک ہوا۔

حضرت فضیل ابن عیاض اور امام جعفر صادق پر افتراء

صفحہ ۱۴۲ پر ہی خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی "فیوضات فریدیہ" کے حوالے سے لکھا ہے۔

(۱) حضرت فضیل ابن عیاض نے فرمایا: میں عرش و کرسی لوح اور قلم ہوں۔ میں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ہوں۔ میں ہی موسیٰ و عیسیٰ اور محمد ہوں۔

(۲) امام جعفر صادق نے فرمایا ہے۔ میں قرآن مجید کو جتنا بار پڑھتا ہوں کہ قرآن کو اپنا ہی کلام سمجھتا ہوں۔

بتلایئے ان دونوں بزرگوں میں سے کون سا فاضل بریلی۔ ہے یا کون سا فاضل بریلوی کے حلقہ بیعت میں شامل ہے؟ ایک ہزار سال سے بھی زائد پہلے کے بزرگوں کے اقوال کو بریلویوں کے ذمہ لگایا جا رہا ہے۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام سے پوچھتے ہیں اگر فی الواقعہ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت امام جعفر صادق کے ایسے عقائد ہیں جیسا کہ تم نے نقل کیا تو بتایئے ایسا لکھنے والوں کے متعلق صاف و صریح حکم شرعی کیا ہے؟ آیا وہ مسلمان ہیں یا کافر و مرتد و مشرک ہیں؟ ملاں جی کی حالت عجیب ہے۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

فلاں بقلم خود مناظر اسلام پر لازم ہے کہ اپنے استاد خانہ ساز شیخ القرآن سے فوراً مشورہ کر کے امام جعفر صادق اور حضرت فضیل بن عیاض پر فتویٰ شرعی واضح کرے اور پھر بتائے کہ جن بزرگ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی کتاب "فیوضات فریدیہ" میں یہ بات ہے وہ مسلمان ہیں یا نہیں اگر نہیں ہیں تو صاف لکھیں اور اگر یہ اور فضیل بن عیاض اور امام جعفر صادق قدست اسرارہم مسلمان ہیں تو اس چرب زبانی سے کیا حاصل ؟

اللہ سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

قارئین کرام! غور فرماویں کہ اہل دیوبند کا یہ فاضلِ جاہلیات خدام بارگاہ بریلی اور فاضل بریلوی مولانا الامام احمد رضا قدس سرہٗ کے پردہ میں کہاں کہاں تک ہاتھ صاف کر رہا ہے اور کتنے جلیل القدر بزرگوں پر زبان درازی و افترا پردازی کی مشق کر رہا ہے۔ اور یہودیوں کی طرح صریح مجرمانہ خیانتوں میں شرم و حیاء غیرت محسوس نہیں کرتا۔ اگر کوئی سنی مسلمان نانوتوی، گنگوہی، تھانوی وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات نقل کرے تو اہل دیوبند کی چیخیں نکل جاتی ہیں لیکن وہ خود حضرت فضیل بن عیاض اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر و عظیم المرتبت اکابر اسلام کے ذمہ گستاخانہ کفریہ عقائد لگا رہا ہے اور مسلمانوں کے قلوب پر نمک پاشی کر رہا ہے۔

علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص کا رد

مصنف "سیف شیطانی" نے اکابر اسلام مقتدر ائمہ دین و اہل اللہ کے خلاف علم بغاوت اٹھایا ہوا ہے ص۱۰۳ پر سرخی لگائی ہے: "بریلویوں کے ولی کی پہچان" ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم اَلَستُ بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔ ("نجم الرحمٰن" ص۱۰۳ و ص۱۰۴)

حالانکہ یہ بات مولانا علامہ غلام محمود صاحب پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ امام شعرانی کے حوالے سے نقل کی ہے پوری عبارت یوں ہے "حضرت علامہ امام شعرانی کبریت احمر کے صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں حضرت سیدی علی خواص کو میں نے سنا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو الخ نجم الرحمان صفحہ ۱۰۰ و صفحہ ۱۰۲"

کوئی اس بے وقوف کو بتلائے کہ علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص بریلوی کب ہوئے وہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے سینکڑوں سال پہلے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتاب کبریت احمر صفحہ ۱۹ پر موجود اور سیدی علی خواص علیہ الرحمۃ سے منقول ہے علامہ شعرانی وہ ہیں جن کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے "جمال الاولیاء" میں جگہ جگہ امام شعرانی امام شعرانی کہہ کر ذکر کیا ہے۔ اور ان کو امام تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۔ مگر بقلم خود مناظر اسلام عقل سے اتنا پیدل ہے کہ وہ بریلویت اور فاضل بریلوی کے بغض وعناد سے مجبور ہو کر علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص تک پر ہاتھ صاف کر رہا ہے اور حیاء محسوس نہیں کرتا۔

گندہ ذہنی

قال مناظر اسلام بننے کے جنون میں مبتلا ہو کر صفحہ ۱۰۱ پر ہی بعنوان "عارف کی پہچان" رقمطراز ہے: "ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ (نجم الرحمن صفحہ ۱۰۱)

حالانکہ علامہ اجل مولانا حافظ غلام محمود صاحب قدس سرہ نے یہ الفاظ اپنے زمانہ کے خر دماغ وہابیہ دیابنہ کے نقل کئے ہیں۔ وہ علامہ شعرانی سے سید علی خواص کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں" لیجئے یہ عبارت ہے جس پر دیدار سنگھی (دیوبندی وہابی) مینڈک نے ٹرا ٹرا کر آسمان سر پر اٹھا لیا ہے ابھی یہ لوگ دام مارگی ہیں اور عارف کی پہچان ان (سیٹوں) کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ لاحول ولا قوۃ جہالت اور ضد سخت سخت مہلک بیماریاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے" (نجم الرحمن صفحہ ۱۰۱)

انصاف پسند قارئین کرام غور فرمائیں خیانت اور بے ایمانی ملاں نام نہاد یوسف رحمانی اور اس کے اکابر کا جدی پیشہ ہے یا نہیں؟ جو بات علامہ غلام محمود علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ اُن کے ذمہ لگائی جارہی ہے۔ علامہ شعرانی کی جس عبارت سے وہابیہ نے جاہلانہ خرافات و گندہ ذہنی کا مظاہرہ کیا تھا مولانا غلام محمود صاحب اُن کی اس گندہ ذہنی خرد ماغی کا جواب دے رہے ہیں لیکن یہ جاہل مطلق اور کورے باطن کا اندھا دھی بات علامہ غلام محمود صاحب کے ذمہ لگا کر اس کو بریلویوں کے "عارف کی پہچان کا عنوان دے کر اپنے جاہل و خائن ہونے کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ہم حیران ہیں جو جاہل اعظم کتاب پڑھتے وقت یہ تک نہ سمجھ سکتا ہو کہ کتاب کا کون سا لفظ مصنف کا اپنا ہے کون سا حوالہ ہے اور کون سا لفظ معترض کا کون سا موید کا ہے۔ اس کے سر پر مصنف اور مناظر بننے کا بھوت سوار ہے۔ شاید غلام خاں کے اس "جید عالم" نے یہ سمجھا ہوگا کہ وہ دیوبندی جاہل قوم کے سامنے تقریر کر رہا ہے تقریر ہوا میں اُڑ جائے گی کون گرفت کرے گا لیکن اُس کو اور اُس کے استاد بد نہاد کو یہ علم نہیں کہ یہ تحریر ہے یہ قیامت تک اہل دیوبند کی جہالت و حماقت کا ثبوت فراہم کرتی رہے گی۔ بلاشبہ "سیف رحمانی" دیوبندی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ تعجب ہے کیا ملاں جوزف جہالت کے اسی زعم میں علماء عرب و عجم کے ممدوح اہل سنت امام و سرتاج اس صدی کے مجدد برحق پچاس مختلف علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے مقابل خم ٹھونک کر کھڑا ہے؟ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

کیا ملاں جوزف اور اس کے استاد بد نہاد اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی وَمَا تَغِیۡضُ الۡاَرۡحَامُ الخ۔ واللّٰہ یعلم مافی الارحام۔ وتقلبك فی الساجدین وغیرہ آیات کریمہ کا یہی مفہوم لے کر کہیں گے کہ بریلویوں کا خدا وہ ہے عورتوں کے اندام مخصوصہ و مادہ کے رحم پیٹ میں بچوں کے بڑھنے وغیرہ کا علم رکھتا ہے۔ سچ ہے،

؎ شادی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

کیا آفتاب کی روشنی بول و براز پر پڑنے سے نجس ہو جائے گی۔ کہیں تو عقل وشعور کا دامن تھامیئے سطحی باتوں فرسودہ اعتراضات سے جاہل دیوبندی قوم کا ہی جی بہلایا جاسکتا ہے مگر اہل علم دُنیا سے ناپید نہیں ہو گئے ہیں۔ کاش کہ ملاں جی سُنّی مسلک پر زبان طعن دراز کرنے سے قبل اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کی شیخ کے حاضر و موجود ہونے سے متعلق "امداد السلوک" کا مطالعہ کرتا جس کا حوالہ گذشتہ اوراق پر نقل ہو چکا ہے۔

مصنف کی دیدہ دلیری کے ساتھ مسلسل حماقتوں پر حیرت ہوتی ہے کہ یہ شخص خیانت کے فن میں کمال وعروج کو پہنچا ہے اور نہایت ڈھیٹ واقع ہوا ہے اسی صفحہ پر لکھتا ہے:

یعقوب فرماتے ہیں کہ وہ مرد ہر اس حمل کی حالت پر مطلع فرہوتا ہے جو ابھی تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے (یعنی) کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اُسے جانتا اور دیکھتا ہے" (نجم الرحمٰن ص۱۰۶)۔

حالانکہ یہ بات بھی علامہ وقت مولانا غلام محمود صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت عارف باللہ یعقوب خادم حضرت سیدی سید احمد رفاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے نقل فرمائی ہے جس کو علامہ نارُدقی نے اپنی کتاب "التوحید" میں نقل کیا جس کی تفصیل علامہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے "لطائف" ص۲۹۲ جلد ا۔ میں بیان فرمائی۔ مگر اعتراض ہے مذہب اہل سنت پر کیونکہ اس بازی ہو رہی ہے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دیوبندی حکیم الامت کا چُورن

ہم سمجھتے ہیں کہ دیوبندیت و وہابیت کے نوزائیدہ مبلغ و مناظر کے جو اندام مخصوصہ کا مرض ہے وہ قرآن واحادیث کے دلائل سے رفع نہیں ہوگا۔ اس کے رحم کی خرابی اور درد تو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے چُورن سے ختم ہوگا۔ ویسے بھی ملاں جوزف کو چُورن بہت پسند ہے تو لیجئے تھانوی کا چُورن حاضر ہے:

"میں (اشرف علی تھانوی) ایک مجذوب کی دُعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ

ہے۔ اُن سے کہا گیا تھا کہ "اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کے اولاد زندہ نہیں رہتی تو (مجذوب صاحب نے) فرمایا "عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔" اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں "باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ وہ (مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے یہی مطلب ہے" نانی صاحبہ نے فرمایا "تو آپ ہی نام رکھ دیجئے" فرمایا "دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں" عرض کیا گیا یہ پٹھان ہیں فرمایا "ہاں ہاں ایک کا اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دنیادار ہوگا پھر ہم دو بھائی ہوئے۔"

("افاضات یومیہ حصہ پنجم ص۲۰۱)

نام نہاد مناظر اسلام کو چاہیئے کہ ہمیں بتائے کہ کیا مجذوب صاحب جناب تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے اندام مخصوصہ اور رحم کی حالت و کیفیت پر ہر وقت نظر رکھتے تھے آخر ان کو کیسے پتہ چل گیا کہ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے بچے عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتے ہیں؟ اور یہ کہ مجذوب نے کس طرح بتا دیا کہ اب اُن کے دو لڑکے ہوں گے؟ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے رحم و اندام مخصوصہ پر اُن کی نظر تھی یا نہیں؟ ــــ کہیئے جناب حکیم الامت کے چورن سے آپ کی بدہضمی دور ہوئی یا نہیں؟

بانی مدرسہ دیوبند کا چورن

اندام مخصوصہ کا مرض ایسا ہوتا ہے کہ ٹلتے ہی ٹلتا ہے اور بیماری کوئی بھی ہو حکماء و اطباء اس پر متفق ہیں کہ آتی ہے گھوڑے کی چال اور جاتی ہے کیڑی (چیونٹی) کی چال۔ اُمید غالب تو یہ ہے کہ تھانوی جی کا چورن طلاں جوزف کے لئے شافی و کافی ہوگا کیونکہ وہ حکیم ہی نہیں بلکہ حکیم الامّت دیوبندیہ ہیں اور اگر نہیں جوزف کو اندام مخصوصہ کے دردناک مرض کی شدّت جان لیوا ہی ہے تو ہم اس کو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمّد قاسم صاحب نانوتوی کے شفاخانہ لئے چلتے ہیں وہ ان کے سب سے

بڑے سول سرجن ہیں:

"مولانا (قاسم) نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مُرید تھے جن کا نام عبداللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے۔ اور یہ حضرت کے خاص مُریدوں میں سے تھے ان کی حالت یہ تھی اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمایا کرتے تھے "تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا" اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا ہے" (ارواح ثلثہ ص۲۰۰)

اَب جوزف جی ہی اس عقدہ کو حل کریں اور اس پھندے سے نکلیں۔ ہمیں بتائیں کہ تمہارے ولایتی پیر کے خاص دیسی مُرید صاحب کو عورتوں کے اندام مخصوصہ اور حمل کی خبر تھی یا نہیں؟ ہر حمل والی عورت کے پیٹ کے اندر لڑکا ہے یا لڑکی "اس چیز پر ان کی نظر تھی یا نہیں؟ بریلوی ولی اور عارف کی پہچان بتانے سے پہلے گھر کے پیروں اور بزرگوں کی خبر لیں۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

قارئین کرام! غور فرمادیں کہ دیوبندیوں کے پیر بھی ولایتی ہوتے ہیں۔ کیوں نہ ہوں ان کا مرکز جو ولایت ہے اور ان کی سرکار برٹش اور بزبان خود یہ ان کے فرمانبردار اور وہ ان کی رحمدل گورنمنٹ۔ تفصیل کے لئے "تذکرۃ الرشید" ملاحظہ ہو۔

سیدی عبدالوہاب و سیدی احمد کبیر بدوی کی شان میں دریدہ دہنی

"سیف شیطانی" ص۱۰۳ پر لکھتا ہے۔ "بریلوی پیروں کے کرشمے۔" "حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے جاتے تھے۔ ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا النظر الاولی لک والثانیۃ علیک پہلی نظر تیرے لئے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ کنیز آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر

حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کچھ چھپانا نہ چاہیئے۔ ارشاد فرمایا اچھا وہ کنیز ہم نے تم کو ہبہ کی۔ اب آپ سکونت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معًا وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو ارشاد ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی اسے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔" (ملفوظات ص ۳۸)

جواباً عرض ہے کہ بلا شبہ سیدی عبدالوہاب شعرانی اور سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ ہم اہل سنت کے پیر ہیں۔ اس دیوبندی مناظر اسلام نے اپنے زعم باطل میں علی الاعلان ان اولیاء کاملین کے خلاف نفرت انگیز و توہین آمیز مہم شروع کی ہے آتش غیظ و غضب میں اس عُنید مصنف نے اپنی خرافات کا دائرہ سیدی اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اکابر اولیاء کرام تک ہاتھ صاف کئے ہیں یہ اعتراض بریڈ فورڈ برطانیہ سے شائع ہونے والی "دھماکہ" نامی دیوبندی کتاب میں بھی کیا گیا تھا اور ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" ص ۶۸ و ص ۶۹ پر اس کا مدلل و مسکت جواب دیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ ہو مختصراً عرض ہے کہ نام نہاد دیوبندی مناظر کا یہ اعتراض شرعی و فقہی مسائل سے ناواقفیت اور اپنے اکابر سے ورثہ میں ملی ہوئی جہالت کا باعث ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ کنیز یعنی شرعی باندی ہبہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ حدیث شریف "صحیح بخاری شریف" میں موجود ہے کہ حضرت اُم المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو زیادہ ثواب ملتا۔ اسی طرح "ہدایہ" اور "در مختار" میں ہے " کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استثنا کیا یا شرط کی کہ تم اس کو واپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا ہدیہ کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس

کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھے دے دیناان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہوگا (ہدایہ و درمختار)
جب حدیث وفقہ کی رو سے کنیز کا ہبہ ثابت ہے تو پھر واقعہ مذکورہ پر کیا اعتراض؟ یا تو دیوبندی ملاں بہر صورت اعتراض کرنے کے خبط کو ٹوٹے پھینک کر احادیث وفقہ کی روشنی میں کنیز باندی شرعی کا ہبہ ناجائز ثابت کرے یا پھر بکواس بازی سے باز رہے اور پھر بحوالہ کتب احادیث وفقہ یہ بھی ثابت کرے باندی شرعی یعنی کنیز بصورت ملک بغیر نکاح حلال نہیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر تاجر کے مزار اقدس سیدی احمد کبیر بدوی کو کنیز نذر کرنے سیّدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے امام سیدی عبدالوہاب شعرانی کو ہبہ کرنے اور اُن کے حجرہ میں لے جا کر حاجت پوری کرنے پر کیا اعتراض؟ اور اس کی دلیل شرعی اور ممانعت فقہی کیا ہے ؟

اور پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ واقعہ کسی بریلوی یا فاضل بریلوی کا نہیں بلکہ سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے کئی سو سال پہلے کے بزرگوں کا ہے جن میں سے ایک کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی "جمال الاولیاء" ص۵۷ و ص۱۹۸ پر امام شعرانی امام شعرانی لکھ کر ان کو ائمہ دین میں شامل کیا ہے۔ اور دوسرے بزرگ سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ ان امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد ہیں جن کے متعلق تھانوی صاحب اپنی "جمال الاولیاء" ص۱۵۱ پر لکھتے ہیں :

" امام شعرانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کہتے ہیں کہ یہ میں نے بچشم خود دیکھا۔ عزبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کہتے ہیں ان کو حضرت بدوی سے بہت زیادہ عقیدت تھی ...... یہ بارہا ان سے گفتگو کرتے وہ (سیدی احمد کبیر بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے۔ شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ یہ حضرت احمد (کبیر) سے باتیں کیا کرتے تھے وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے۔"

الغرض ہر دو حضرات جلیل القدر اور اکابر دیوبند کے مسلمہ ولی کامل ہیں۔ اس واقعہ کو بریلوی پیروں کے کرشمے قرار دینا انصاف و دیانت سے کہاں تک ہم آہنگ ہے اس کا فیصلہ

قارئین کرام پر چھوڑا جاتا ہے۔ البتہ ہم لعلم خود مناظر اسلام اور اس کے استاذ خانہ ساز شیخ القرآن سے آتنا ضرور پوچھیں گے کہ وہ یہ بتائیں کہ سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ اور سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں یا نہیں؟ متذکرہ بالا واقعہ کے بعد ان کے متعلق صاف وصریح حکم شرعی کیا ہے؟ اور ایسے حضرات کو ولی کامل مان کر ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھنے اور اُن کی کرامات بیان کرنے والے تھانوی جی صاحب پر کیا فتویٰ ہے؟ مولوی جوزف کی استعداد و قابلیت کا عالم تو یہ ہے کہ اس کو یہ تک خبر نہیں کہ آپ کا نام سیدی احمد کبیر بدوی ہے یا احمد بدوی کبیر ہے کیونکہ "ملفوظات" میں ص۳۷ و ص۳۸ پر سیدی احمد کبیر بدوی ہونے کے باوجود اس نے احمد بدوی کبیر لکھا ہے جو اس کی جہالت و ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس کو یہ بھی علم نہیں کہ محولہ بالا عبارت میں لفظ سکوت ہے یا سکونت ہے ملاں جی سکوت کی جگہ سکونت لکھ رہے ہیں کیوں نہ ہو دماغ میں جو دیو بند ہے وہ کچھ نہیں سوجھنے دیتا۔

غوث زماں سیّدی عبدالعزیز دباغ پر زبان طعن

دیو بندیوں کے شیخ القرآن کے اس "جید عالم" کی گستاخانہ شوخیاں

اس حد تک بڑھی ہوئی ہیں کہ غوث زماں سیّدی حضرت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی جاہلانہ خرافات کی زد سے نہ بچ سکے۔ کیوں نہ ہو وہابیت کی بنیاد ہی قرآن و احادیث کی تکذیب اور انبیاء و اولیاء کی توہین پر ہے خانہ ساز شیخ القرآن کے اس "جید عالم" نے اپنی "سیف شیطانی ص۳۰" پر بعنوان "بریلوی پیر اپنے مرید کے پاس ہوتا ہے۔" لکھا ہے۔ حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی کہیں تشریف لئے جاتے تھے کہ راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں "احمد عالم ہو کر؟" انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیئے" عرض کیا "حضور وہ اس وقت سوتی تھی" فرمایا "سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی" عرض کیا "حضور کو کس طرح علم ہوا۔" فرمایا "جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا" عرض کیا "ہاں ایک پلنگ خالی تھا" فرمایا "اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

(ملفوظات ۲۹ ج ۲ مطبوعہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

انصاف پسند قارئین کرام اور منصف مزاج اہل علم اول تو اس بات پر غور فرمادیں۔ کہ "سیف شیطانی" کا جاہل مصنف کبھی تو سیدی احمد بجلمانسی لکھتا ہے اور کبھی بجلماسی لکھتا ہے بھلا جو جاہل مطلق کسی بزرگ کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ ان کی کتاب سے حوالہ کس طرح صحیح نقل کر سکتا ہے اور مسئلہ کی نوعیت کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ سیدی احمد نہ بجلمانسی ہیں نہ سجلماسی ہیں بلکہ آپ کا نام گرامی سیدی احمد سجلماسی ہے اور پھر حوالہ میں مدینہ پبلشنگ کمپنی کا محض پبلشنگ کمپنی بنا دیا گویا دانستہ یا پیشہ ورانہ مہارت کے تحت غیر دانستہ طور پر خیانت اور چوری ہو ہی جاتی ہے اب اصل واقعہ کی طرف آیئے۔ سیدی اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ "الابریز صہ ۲۱ سے نقل فرمایا ہے اور "الابریز شریف" میں موجود ہے۔" الابریز فی مناقب سیدی عبد العزیز علامہ احمد ابن مبارک کی مبارک تصنیف ہے جو انہوں نے غوث زمان سیدی حضرت عبد العزیز دباغ قدس سرہ کے مناقب و فضائل میں لکھی ہے "الابریز شریف" وہ معتبر و مستند کتاب جس کے متعلق دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں "الابریز فی مناقب عبد العزیز الدباغ مولفہ ابن مبارک فاسی جس کی تالیف ۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی ...... یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی نقل بھر دسہ کی نقل ہے۔ پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے" (جمال الاولیاء صہ ۲ وصہ ۳)

اور دیوبندیوں کے مشہور مفتی جمیل احمد تھانوی "الابریز شریف" کے متعلق ایک سوال کا

جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الجواب:۔ یہ مصنف بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں ان کی کتاب "الابریز" معتبر ہے گو میں نے خود نہیں دیکھی مگر مصنف کی جلیل القدر شخصیت سے اس کو صحیح ماننا پڑ رہا ہے۔

مہر جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ فیروزپور روڈ لاہور۔

(دستخط) جمیل احمد تھانوی ، ۷ شعبان ۹۵ھ

اب بے چارہ جاہل مصنف مناظر اسلام بننے کا شوق تو رکھتا ہے مگر نہ کتابیں پڑھتا ہے نہ کتابوں کے نام سے واقفیت ہے نہ پڑھنے کی لیاقت اور نہ علم و استعداد ہے ورنہ قدم قدم پر ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔ بقلم خود مناظر اسلام کو چاہیئے کہ اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی چلانے کا یہ فن چھوڑ دے اظہار حق کے بعد قبول حق میں دیر نہ کرے دنیا چند روزہ ہے ذریعہ معاش لڑائی جھگڑے کے علاوہ اور بھی میسر آسکتا ہے ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا جواز کسی بھی دین دھرم میں نہیں ورنہ ؎ جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

ملاں جوزف کا سارا اثاثہ یہی جوڑ توڑ کتر بیونت جعل سازی ہیرا پھیری خیانت و بے ایمانی ہے یا کچھ اور بھی؟ مولوی صاحب غور فرمایئے آپ نے کس قدر بھیانک ولرزہ خیز خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے پردہ میں بلکہ براہ راست کتنے اکابر آئمہ دین اولیاء کاملین محبوبان خدا پر ہاتھ صاف کئے ہیں۔ ہم اپنی قبر و آخرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیانت داری سے عرض کر رہے ہیں آپ دیانت داری کے ساتھ دلیو بندیت کی حقانیت و صداقت ثابت کرنے سے عاجز و قاصر رہے ہیں۔ آپ نہ اپنے اکابر کے عقائد و مسلک سے واقف ہیں نہ اپنے مد مقابل اہل سنت و جماعت و امام اہل سنت اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک سے واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ کا مطالعہ نہایت محدود اور طبیعت محض جذباتی و جبلی ہے آپ کو ابھی وسیع مطالعہ اور کم از کم ضرورت کے لائق علم و

استعداد اور ٹھنڈے دل و دماغ کا بچگانہ اداؤں کی بجائے بالغ نظری کی ضرورت ہے۔

حیات نبوی کا انکار اور امام زرقانی سے تصادم

"سیف شیطانی" کے جاہل و عنید مصنف کو عبارات کے ٹکڑے کرکے پیش کرنے کے دورے اس شدت سے پڑتے ہیں کہ گمان گزرتا ہے یہ مرض اس کا جان لیوا ثابت ہوگا۔ ص۱۰۵ پر امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے ملفوظ جلد ۳۔ ص۳۰ سے اپنی پسند کا ایک ٹکڑا لے کر یہ سرخی جمائی "امہات المومنین کے متعلق بریلوی عقیدہ" اور لکھا۔ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔

خائن مصنف نے یہ ایک ٹکڑا نقل کر دیا حالانکہ پوری عبارت اس طرح ہے۔

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام۔ نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔ وہ (انبیاء علیہم السلام) اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔

یہ ہے وہ پوری عبارت جس پر جاہل مصنف کو دورہ پڑا۔ اگر یہ پوری عبارت نقل کر دی جاتی تو ہمیں کسی جواب کی حاجت نہ تھی مگر ان کا کام بہر صورت مغالطہ دینا اور دھوکہ وفریب سے کام لینا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کے استاد خانہ ساز شیخ القرآن کا قول ہے کہ اگر حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو مدینہ میں مزار کس کا ہے؟ اگر حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو صحابہ کرام

نے بڑا ظلم کیا کہ حضور کو زندہ درگور کردیا"۔ اور بابائے وہابیت اسماعیل قتیل معاذ اللہ مرکر مٹی میں ملنے کے قائل ہیں۔ یہ صاحب تقویۃ الایمانی اور جواہر القرآنی دھرم کے خلاف کیسے جاسکتے ہیں کیونکہ زاغ کا بچہ زاغ اور ناگ کا بچہ ناگ ہی ہوتا ہے مگر اب مملکت خداداد پاکستان کے عوام و خواص ان کے اصلی رنگ و ڈھب سے باخبر ہوچکے ہیں ان کو کھلے بندوں یہ جرأت نہیں کہ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف لکھ یا بول سکیں اس لئے دبے پاؤں اس الزام کے پردہ میں حیات انبیاء علیہم السّلام کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور اعلیٰحضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السّلام کی عکاسی کرتا ہے جو ان کے لئے تیر و نشتر کا حکم رکھتا ہے اور پھر موخر الذکر شب باشی پر مشتمل الفاظ سیدی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اپنے نہیں سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے ہیں سیدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی تو فقط ناقل ہیں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ترد بضاجع ازواجہ یستمتع بھن اکمل من الدنیا .... ("شرح زرقانی" جلد ۶ صت ۱۹ ؎)

شرح زرقانی در مواہب لدنیہ علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ کی معروف ترین تصنیف ہے جس سے دیوبندی وہابی بھی استفادہ کرتے اور اس کو معتبر جانتے ہیں مگر فلاں جوزف نہ صرف اعلیٰحضرت فاضل بریلوی بلکہ علامہ سیدی امام زرقانی نہ صرف علامہ زرقانی بلکہ اپنے آباؤ اجداد اکابر دیوبند تک پر ہاتھ صاف کر رہا ہے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ وجہ صرف جہالت و ناواقفیت ہے نہ اس کو ایسی جلیل القدر تصانیف میسر ہیں نہ پڑھ اور سمجھ سکتا ہے اس کا علمی حدود اربعہ تو ہفت روزہ "چٹان" اور ہفت روزہ "پاکستانی" تک ہے اور بس۔ شب باشی کے لفظ سے بھی اس جاہل دیوبند نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس کا معنیٰ "فیروز اللغات" صت ۱۴۱ پہ رات رہنے کو لکھا ہے۔ شب باش رات رہنے والا۔ شب باشی باہمی میل ملاپ ہی کو مستلزم نہیں ہے۔ اگر یہی صورت بھی مراد لی جاوے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا ؟ کیا قبور انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں

ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ملاں جی پر قرآن واحادیث کے دلائل کا اثر نہ ہوگا۔ اس کو تو اپنے حکیم الامت کا پورن چاہیئے۔

دیوبندی حکیم الامت کا پورن

تھانوی صاحب فرماتے ہیں "محمد الحضرمی مجذوب ...... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے" (جمال الاولیار ص۱۰۸)

کیا ملاں جوزف اپنی الٹی کھوپڑی سے یہاں بھی یہی تصور کرے گا کہ جن بزرگ کو مولوی اشرف علی صاحب ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی (باہمی میل ملاپ) فرماتے تھے۔ بتلایئے وہ ایک ہی شب میں ایک ہی وقت میں تیس مختلف مقامات پر کیسے شب باشی (میل ملاپ) فرماتے تھے؟ اور کیا ایک وقت میں تیس خواتین سے کس طرح ممکن ہے! امید ہے اب ملاں جی کی سمجھ میں شب باشی کا مفہوم آسانی سے آگیا ہوگا۔ ملاں جی کے نزدیک شب باشی کا معنی فقط مرد وزن کا باہمی میل ملاپ ہے۔ ہم اس کے اس خود ساختہ معنیٰ کی روشنی میں اس سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے حکیم الامت تھانوی جی جن بزرگ کو ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ ایک رات میں بیک وقت تیس شہروں میں کس طرح شب باش ہوتے تھے یعنی بیک وقت تیس خواتین کیا کسی مسلمان کے نکاح میں رہ سکتی ہیں؟ اب شب باش ہونے کے معنیٰ کے متعلق جو جواب تمہارا وہ ہمارا جواب جلدی مرحمت فرمادیں اور تھانوی جی کے سابق جالندھری آنجہانی حقانی خلیفہ کے مدرسہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث وصدر مدرس ملاں محمد شریف سے بھی پوچھ لیں پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

قارئین کرام! شب باش ہونے کی مفصل ومدلل بحث فقیر کی کتاب "قہر خداوندی بر دھاکۂ دیوبندی ص۵۱ تا ص۶۲" ملاحظہ کریں۔

قرآن مجید کی توہین

غالباً دیوبند میں مناظرہ کی ٹریننگ دیتے وقت دوگُر ضرور سکھائے جاتے ہیں (۱) ڈھٹائی و بے شرمی (۲) خیانت و بد دیانتی۔

یہی گُر نوزائیدہ مناظر اسلام نے پلّے باندھ رکھے ہیں۔ صفحہ ۱۰۵ پر ہی ایک سُرخی ہے۔ "قرآن مجید کی توہین" اس کے ذیل میں ہے۔

عرض: خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن کریم رکھا ہو ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے۔

ارشاد: اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا .... تو جائز ہے۔

"(ملفوظ صـ۱۲ جلد ۴)

عرض، ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں "قرآن مجید رکھا ہے۔ اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

"(ملفوظ صـ۴۱ جلد ۴)

بتایئے! اس میں کیا توہین ہے اور اس کی کیا دلیل ہے؟ پہلی صورت میں واضح ارشاد موجود ہے۔ اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو جائز ہے۔ کبھی اتفاقاً یہ مجبوری ہو سکتی ہے اور کئی صورتیں ایسی بن جاتی ہیں تو ایسا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح دوسری صورت میں پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں کے الفاظ موجود ہیں۔ اس میں اگر کوئی توہین ہے تو ملاں جی مدلل بیان کرنے اور گھر کی بھی خبر لے۔ چلو آپ کو گھر پہنچاتے ہیں۔

الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

"توہین قرآن مجید" یہ ہے ملاحظہ ہو: تھانوی جی کے ایک دیوبندی وہابی مرید نے خواب دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہت مبارک ہے

"(الافاضات الیومیہ جلد ۷، صـ۱۳۳)

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا رہ رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

ممکن ہے ملاں جی یہ کہہ کر دھوکہ دے کہ یہ خواب کی بات ہے لیکن یاد رہے اشرفعلی تھانوی جی تو اسکو بیداری میں مبارک خواب بتا رہے ہیں۔ وہ بھی توہین ہے یہ بھی توہین ہے کیونکہ گستاخوں کو گستاخ خواب نظر آتے ہیں اور بیداری میں تعبیر بتانے والے ایسے ناپاک خواب کو بہت مبارک کہہ کر خود بھی اپنی اندرونی غلاظت کا برملا اظہار کر دیتے ہیں۔ دل کا بخار زبان پر آہی جاتا ہے۔

نام نہاد مناظر اسلام نے صفحہ ۱۹ پر چلتے چلتے عقلمندی کا ایک تیر اور بھی مارا ہے لکھتا ہے:

"اگر خدانخواستہ گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو خدا تعالیٰ نے ہاتھ تو دیئے ہیں جس سے گھوڑے کو چلا رہا ہے"۔ اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ سچ ہے

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

خود اقرار کر رہا ہے جس سے گھوڑے کو چلا رہا ہے خدا تعالیٰ نے ہاتھ تو دیئے ہیں۔ گویا ان ہاتھوں سے گھوڑے کو چھوڑ دے اور قرآن مجید کو پکڑ لے۔ اس میں اس کی دلی خواہش غالباً یہ ہے کہ جب وہ شخص گھوڑے کی لگام چھوڑ کر قرآن مجید پکڑے گا اور گھوڑا شرارت کرے یا بھاگے گا تو لازماً سوار گرے گا کیونکہ ہاتھ میں تو قرآن عظیم ہے گھوڑا آزاد ہے جب وہ گرائے گا تو سوار بھی گرے گا اس طرح قرآن مجید کی توہین و بے ادبی زیادہ ہو گی۔ غالباً ملاں جی کی سوچ اس طرف کام کر رہی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

معراج معہ نعلین کی بحث

ملاں جوزف ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اس بحث پر آکر دم توڑ دیتا ہے میری اعلحضرت قدس سرہ العزیز

سے نعلین شریف کی روایت کو "ملفوظ صد ۹۴ و صد ۹۵" "احکام شریعت صد ۹۴" جلد ۲ پر موضوع لکھا ہے ہم ملاں جی کو دعوت دیتے ہیں وہ اپنے علم وتحقیق اور حدیث دانی کے جوہر دکھائیں اس روایت کو غیر موضوع ثابت کر دکھائیں۔ اس میں گھبرانے اور بل کھانے کی کیا ضرورت ہے؟

"آخری گزارش کا پوسٹ مارٹم" ملاں جوزف کی صفحہ ۱۰۷ کی آخری گزارش بھی سراسر لایعنی و پرُخرافات ہے نہ صرف یہ کہ اس میں صرف زبانی کلامی الزامات واتہامات کی بوچھاڑ ہے بلکہ یہ "آخری گزارش" زبان وکلام ادب و لغت سے ناواقفیت اور دیوبندی فضلاء کی جہالت کی بیّن دلیل ہے اور دلائل۔ حقائق و شواہد سے اس کو دُور کا بھی تعلق نہیں۔ کاش کہ ملاں جی اگر فی الواقعہ مناظر اسلام تھے تو یہ ثابت کرتے کہ ہم نے اس کے بقول اس کے اکابر کی عبارات کو بے محل اور تقدم تاخر کے ساتھ غلط اور بے بنیاد طریقہ سے کس طرح پیش کیا مزہ جب تھا خیالی پلاؤ پکانے اور چورن بیچنے سے قبل بحوالہ کتب یہ ثابت کیا جاتا کہ "ہم نے تکفیری افسانہ" میں فلاں عبارت کو آگے سے کاٹ کر فلاں کو پیچھے سے کاٹ کر فلاں کو درمیان سے کاٹ کر دیوبند کی کفریہ نعش کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ فلاں عبارت کو غلط معنیٰ پہنائے۔ فلاں عبارت میں کتر بیونت کی۔ فلاں حوالہ غلط دیا۔ اس کتاب میں عبارت اس طرح نہیں اس طرح ہے آخر ہم نے کس نوع کی جعلسازی کی ہے ہمیں سمجھا اور بتا تو دیا جاتا؟ ملاں جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے ان کے اکابر کی عبارات اصل مقام سے ہٹا کر پیش کی ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ ان عبارتوں کو اپنے اصل مقام پر رکھ لیں اور ان عبارتوں کا کوئی صحیح مفہوم تو پیش کریں۔ ہماری اگر چور بازاری ہے تو دلائل سے تو ثابت کریں۔

البتہ ہمارا قصور یہ ضرور ہے کہ علماء دیوبند نے اہل سنت وجماعت کے جن عقائد و معمولات پر کفر و شرک و بدعت کے فتاویٰ دیئے تھے وہ ہم نے ان کے گھر سے ثابت کر دیئے مثلاً مولوی جوزف صاحب کے استاذ محترم جناب مولوی غلام خاں صاحب

فرماتے ہیں "کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا، اور دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے" ملخصاً "جواہر القرآن ص۱۴۲"

اس کے مقابلہ میں ہم نے "تکفیری افسانہ" میں یہ ثابت کر دیا کہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" کانگریسی حضور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو ؎

کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب
ہادیِ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

ظاہر ہے مولوی اشرف علی صاحب اور مولوی حسین احمد صاحب مولوی غلام خاں صاحب کے فتویٰ سے پکے کافر ہوئے۔ ان کا کوئی نکاح نہیں، ان کی اولاد حرامی ہے۔

مگر شاید اہل دیوبند کے ہاں یہ اصول ہے کہ اگر کوئی بریلوی حضور مولیٰ علی کو مشکل کشا مانتا ہے تو کافر و مشرک اور اگر کوئی دیوبندی حضرت مولیٰ علی کو مشکل کشا مان لے تو وہ موحد مسلمان۔ فتویٰ کفر دوسروں کے لئے ہے اپنے کے لئے نہیں۔ بس ہمارا یہ جرم ہے کہ ہم نے علماء دیوبند کے کفریہ شرکیہ فتاویٰ جو عقائد اہل سنت پر تھے وہ ان کے گھر کے بزرگوں اور اکابر علماء پر ثابت کر دیئے۔ ملاں جی اس عبارت کو اصل مقام سے ہٹانا قرار دے رہے ہیں ان کا مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی سنی بریلوی حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مانے تو وہی کافر و مشرک ہو گا اور علماء دیوبند مانیں تو نہیں ہوں گے۔ یہ فتاویٰ کفر و شرک صرف اور صرف بریلویوں کے لئے ہیں۔ بتلایئے یہ انصاف اور دیانت کا خون ہے یا نہیں؟

ملاں جی اپنی آخری گزارش میں سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ اگر (خدانخواستہ) کوئی بریلوی شراب پی لے تو وہ گناہگار اور اگر کوئی دیوبندی پی لے تو وہ گنہگار نہیں، شراب حرام ہونے کا مسئلہ صرف سنیوں بریلویوں کے لئے ہے۔ ملاں جوزف غالباً ابھی زیر تربیت

مناظر ہے اور نہ اور ابھی اسے اپنے دیوبندی وہابی عقائد سے بھی کما حقہٗ واقفیت نہیں.

ملاں جی نے اسی بے خبری کے عالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ " علما. دیوبند...... کی عبارات و فتاویٰ جات اس (محمد حسن علی رضوی) کور باطن کی سمجھ سے کہیں بالاتر ہیں" سیف شیطانی ص۱

حالانکہ اس سیاہ باطن کو معلوم نہیں کہ ان کا باوائے وہابیت اسماعیل قتیل صاف لکھ گیا ہے

" جو کوئی یہ آیت ولقد انزلنا الیک ایت بینٰت ۝ وما یکفر بھا الا الفٰسقون ۝ سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا۔ سو اس نے اس آیت کا انکار کیا (جو کفر ہے)"

"(تقویت الایمان ص۳)"

انصاف کیجئے۔ پیغمبر کی بات تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے عالموں کی قید نہیں لیکن علماء دیوبند کی بات (ان کی عبارات) عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے تو یہ لکھا تھا کہ " انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس ص۵)

یعنی امتی نبی سے عمل کرنے میں بڑھ جاتے ہیں برابر ہو جاتے ہیں۔ لیکن مولوی جوزف صاحب فرما رہے ہیں کہ علماء دیوبند علمی اعتبار سے بھی نبیوں پیغمبروں سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ پیغمبروں کی بات تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے لیکن علماء دیوبند کی دقیق علمی باتیں ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ تف ہے ایسی ذہنیت پر۔ گویا اب علم اور عمل دونوں میں پیغمبروں سے علماء دیوبند بڑھے ہوئے ہیں۔ العیاذ باللہ

انگریز کی معنوی اولاد کون؟

بقلم خود مناظر اسلام پر انگریز پرستی کا بھوت کچھ اس طرح سوار ہے کہ وہ کسی بھی گام اور کسی بھی مقام پر اپنے ولی نعمت انگریز کو بھولتا ہی نہیں۔ ثبوت ہو نہ ہو یہ سیاہ باطن علماء عرب و عجم کے

ممدوح اس صدی کے مجدّد برحق سیدنا اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کو بلا حوالہ و ثبوت معاذ اللہ انگریزی مجدّد ضرور لکھتا ہے ملاحظہ ہو ص۱۰۲ و ص۱۰۹ حالانکہ انگریز دوستی و انگریز پرستی علماء دیوبند کا شیوہ رہا ہے اور اس کا بہت ثبوت ہے تعجب ہے کہ:

- انگریزوں سے چھ سو روپیہ ماہوار تولیں اشرف علی تھانوی صاحب (مکالمۃ الصدرین ص۱۲) لیکن انگریزی مجدّد اعلیٰحضرت۔
- انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کو خلاف قانون کہیں مولوی محمد احسن دیوبندی نانوتوی (کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۵۰ و ص۱۰۱) —— لیکن انگریزی مجدّد اعلیٰحضرت۔
- انگریزوں سے مالی امداد بذریعہ حاجی رشید وصول کریں بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب (مکالمۃ الصدرین ص۱۳) —— لیکن انگریزی مجدّد اعلیٰحضرت۔
- انگریزی حکومت کو اپنی رحمدل و بے ریا سرکار قرار دیں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب (تذکرۃ الرشید ص۸۰ جلد ۱) —— لیکن انگریزی مجدّد اعلیٰحضرت۔
- مرکز وہابیت مدرسہ دیوبند کا معائنہ کریں اور اس کی داد دیں انگریزی دور کے لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریزی افسر مسٹر پامر (کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۲۱۷) —— لیکن انگریزی مجدّد اعلیٰحضرت —— اور —— انگریزوں کو تعویذ دینے والے پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ۔

آخر آپ کی شرم و حیا کا جنازہ کیوں نکل گیا۔ جس طرح ہم ہر بات کے ثبوت میں حوالہ پر حوالہ نقل کر رہے ہیں اسی طرح آپ کے پاس بھی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے انگریزی مجدّد ہونے یا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے تعویذ دینے کے ناپاک الزامات کا کوئی ثبوت ہے کوئی دلیل ہے! حیرت ہے کہ انگریزی حکیم الامّت کی معنوی اولاد اپنی سیاہ اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے اور انگریزی

مجدد کی معنوی اولاد کہنے میں کوئی حیا، غیرت محسوس نہیں کرتی۔ ملاں جی نے ص۱۰۰ پر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ پر یہ ناپاک الزام عائد کیا ہے کہ آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مزار اقدس پر بمباری کرنے والے دشمن اسلام کی کامیابی کے لئے تعویذ دیئے"۔ اس ناپاک کتاب میں اس ناپاک الزام کا تو کوئی ثبوت ہے نہیں اور نہ ہو سکتا ہے البتہ مناظرے کا شوق رکھنے والا القلم خود مناظر اسلام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کو مزار اقدس لکھ کر خود اپنے اکابر کے فتویٰ کی زد میں آگیا۔

ملاحظہ ہو:

- "قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز و حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں" "فتاویٰ دارالعلوم دیوبند" جلد اول ص۱۴)
- "قبر پر مقبرہ اور عمارت بنانا حرام۔ کسی ہی کی قبر ہو"

("تقویۃ الایمان" معہ تذکیر الاخوان ص۸۹)

جو زف شیطانی مزار اقدس کہہ رہا ہے اور اس کے اکابر مقابر و مزارات کو حرام و ناجائز کہہ رہے ہیں۔ اب یہ خود بتائے کہ اپنے اکابر کے فتویٰ سے یہ کیا سے کیا ہوا؟

اکابر دیوبند

ص۱۰۱ ہی پر اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ "اکابر دیوبند تو کفر وارتداد کا مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں"

ہم کہتے اگر ایسا ہو تو بہت خوب مگر یہ تو بتائیں کہ اکابر دیوبند نے "تقویۃ الایمان" "تحذیر الناس"۔ "براہین قاطعہ"۔ "حفظ الایمان" وغیرہ کتب کے گستاخانہ عقائد اور کفریہ عبارات کے سامنے کیوں ہتھیار ڈال دیئے؟ کیا انہوں کو کھلی چھٹی ہے وہ جس طرح چاہیں منہ بھر کر کفر بکیں اور خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین و تنقیص کریں؟ ملاں جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ملا محمد حسن یہ جواب (یعنی "سیف شیطانی") پڑھ کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاتے ہوئے بتائے کہ اسی خادم (مصنف "سیف شیطانی") نے خدمت اور تسلی

کرادی ہے یا اکابرین علمائے دیوبند کی ضرورت ہے؟"

ہم کہتے ہیں آپ نے کہاں تسلی کرائی۔ خود آپ کا ضمیر تو مطمئن نہیں لیسے لامینی نام نہاد جواب پر آپ خود محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگاتے ہوئے بتائیں کہ آپ نے اکابر اہل سنت بالخصوص اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کون سی عبارت پوری نقل کی ہے اور کس کس عبارت میں خیانت اور بے ایمانی نہیں کی تفصیل تو گزشتہ اوراق سے معلوم ہو گئی ہو گی اور پھر آپ ہمیں ایک طرف تو اسی صفحہ ۱۰۸ پر یہ الزام دے رہے ہیں کہ ہم نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مزار اقدس پر بمباری کرنے والے دشمن اسلام کو تعویذ دیئے تھے۔ اور ساتھ ہی ہمیں کہا جا رہا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگا کر یہ بتاؤ دہ بتاؤ۔ جب ہم خدانخواستہ سیدی شیخ الشیوخ حضور پُر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف ہی تھے تو ان کا نعرہ لگانے کا کیا مطلب؟ یہاں بھی آپ کی تضاد بیانی ثابت ہے۔ اور پھر آپ اپنے آپ کو ہمارا خادم پھر لکھ رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ نمک حلال خادم اپنے آقا پر الزام تراشی نہیں کرتا مگر اہل دیوبند کا خمیر کچھ اس طرح ہے کہ

نمک خوردن و نمکدان شکستن

دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانان عالم کو اہل دیوبند کے شر و فساد سے بچائے نام نہاد توحید کے جھوٹے فرزندوں کی عیاریوں مکاریوں سے پناہ دے سادب وعشق رسالت کے ساتھ کتاب وسنت پر عمل کی توفیق رفیق فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

ابو یوسف محمد حسن علی رضوی بریلوی

میلسی

۲۲۔ ربیع الاول شریف ۱۳۹۶ھ

چیلنج مولوی جوزف نقالی کا بہت ماہر ہے جس طرح ہم نے "تکفیری افسانہ" میں چیلنج کیا تھا اسی طرح اس نے بھی صلاۃ پر ایک چیلنج داغ دیا ہے اور لکھا ہے۔ مندرجہ ذیل رضاخانی جواب دیں۔ حالانکہ ہم نے اپنے چیلنج میں واضح طور پر لکھا تھا، حوالے غلط ثابت کرنے والے یا حوالوں میں کتر بیونت ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور عدم ادائیگی کی صورت میں مقدمہ کر کے بذریعہ عدالت بھی یہ روپیہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ملاں جی نے محض ہوائی چیلنج پر اکتفا کیا اور یہ نہیں بتایا کہ اگر کسی نے اسے جھوٹا ثابت کر دیا تو وہ اپنا کالا منہ کر کے کس سمندر میں ڈوب مرے گا۔ اگر اس کا نام نہاد جواب خود اس کی نظر میں معتبر و معقول ہوتا تو یہ مقدمہ کر کے اور عدالت میں اپنی صفائی پیش کر کے پانچ سو روپیہ انعام حاصل کر سکتا تھا اور یہ عدالتی انعام بطور سند محفوظ رہتا اور بوقت ضرورت کام آتا لیکن بفضلہٖ تعالٰی "تکفیری افسانہ" کل بھی لاجواب تھا اور آج بھی لاجواب ہے اور سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی برکت سے صبح قیامت تک انشاء اللہ العزیز لاجواب رہے گا کیونکہ —

رضؔا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اُس پہ تیرا ظل ہے یا غوثؔ رضی اللہ عنہ

ملاں جی نے چیلنج کے ضمن میں لکھا ہے کہ "منہ مانگا انعام دیا جائے گا" کیا وہ مختار کل ہیں؟

استادوں کی تقریظ "سیف شیطانی" کے آخری ورق پر دو عدد استادوں کی تقریظ بھی درج کی گئی ہے گر وہ کوئی اتنے جغادری نہیں کہ ان کا طول و عرض ہمیں معلوم نہ ہو ہر دو تقریظ کیا ہیں اندھے کی لاٹھی ہیں جو جی میں آیا گھسیٹ مارا گیا ہے۔ مولوی شریف ملتانی جن کو جامع معقول والمنقول۔ شیخ الحدیث وصدر مدرس کے سائن بورڈ کے ساتھ سجایا گیا تھا نے مولوی جوزف کی تحریر کو علم وفضل تقویٰ وطہارت توحید کی تلوار قرار دی۔ کیا اہل دیوبند کا یہی علم وفضل تقویٰ وطہارت اور توحید کی تلوار ہے کہ جھوٹ پر

جھوٹ بولا جائے کوئی الزام ثابت نہ کیا جائے ؟ آگے چل کر اس "شریف آدمی" نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ چھوٹا سا رسالہ "(سیف رحمانی) بجواب سامری میلسی لکھا گیا ہے۔ قارئین حضرات پڑھ کر خوش ہوں گے ص۱۱۔ گو سامری خیر المدارس کے سارے اعمال کا دارو مدار اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی کی بجائے لوگوں کی خوشی پر ہے اس سے ظاہر ہے کہ ملاں جوزف اور اس کے استاذوں نے "تکفیری افسانہ" کے حقیقی جواب کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو خوش کرنے ہی کے لئے "سیف رحمانی" کا ڈرامہ اسٹیج کیا تھا کہ جس طرح بھی ہو جھوٹی کھوٹی باتوں سے لوگ خوش ہو جائیں۔

جھوٹا شاگرد جھوٹا استاذ صفحہ ۱۱ پر بڑے طمطراق ایک "شیخ القرآن" صاحب کی تقریظ نقل ہے یہ صاحب مصنف کے اپنے بقول استاذ مکرم ہیں انبیاء و رسل علیہم السلام کرم کریں یا اُن کو کریم کہیں تو شرک۔ بہر حال یہ کرم ہیں انہوں نے بھی تقریظ میں اپنی شیخ القرانی کا بھرم کھول دیا ان کی تقریظ کی چند سطور ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں:

"اکابرین علماء دیوبند کے خلاف ایک رسالہ محمد حسن (رعلی) ساکن میلسی کے چند مقامات دیکھنے کا موقعہ ملا اس نے اپنے بڑوں کی عادت کے مطابق اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کر کے ان کا اصلی مقصد بالکل فوت کر دیا تھا اور اپنے آبائی پیشہ کے مطابق کفر کا فتویٰ ہر سطر پر لگاتا رہا العیاذ باللہ۔

"شیخ القرآن" صاحب کی کیا کوثر میں دُھلی ہوئی زبان ہے "اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کر کے ان کا اصلی مقصد بالکل فوت کر دیا تھا" ایک ایک لفظ ادب و لغت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے بہر حال ان کو تسلیم ہے کہ اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے یہ ملاں جوزف کی سینہ زوری ہے کہ وہ کہتا ہے "عبارات کو غلط اور بے بنیاد طریقہ سے پیش کیا گیا ہے" (ص۱۱)۔ عبارات بہر حال شیخ القرآن کے بقول اصلی ہی ہیں نقلی نہیں ہیں فرضی نہیں ہیں۔ جرم صرف یہ ہے کہ ان

عبارتوں کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ تو جناب عرض یہ ہے کہ کسی کتاب میں سے عبارت کاٹ کر ہی نقل کی جاتی ہے پوری کتاب نقل نہیں کی جاتی ہے جتنی عبارت پر اعتراض ہو یا جو عبارت کسی کے مُدعا کے لئے کافی ہو وہی نقل کی جاتی ہے۔ تراویح یا کسی بھی نماز میں جب امام بھول جاتا ہے تو جو لفظ بھولتا ہے وہی بتایا جاتا ہے یہ نہیں کہ سارا قرآن مجید بتایا جاتا ہو یا پورا قرآن مجید دوبارہ پڑھا جاتا ہو۔ جس کتاب میں جتنی جتنی عبارات غلط تھیں وہی کاٹ کر پیش کیں ہمیں آپ کی طرح خدا واسطے کا بیر نہ تھا کہ ساری کتاب کو نقل کر دیتے اور ہر حرف کو غلط کہتے۔ اب "شیخ القرآن" صاحب کی چونکا دینے والی بات سنیئے فرماتے ہیں:

"کفر کا فتویٰ ہر سطر پر لگاتا رہا"۔ ہم "شیخ القرآن" کو پانچ ہزار روپیہ انعام دیں گے اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ ہر سطر میں ہم نے کوئی فتویٰ کفر لگایا ہے۔ ہم نے ہرگز ہرگز اپنی طرف سے کوئی فتویٰ کفر نہیں لگایا جو فتاویٰ نقل ہیں وہ اکابر دیوبند کے اپنے ہیں اور ہر سطر میں وہ بھی نہیں بلکہ ہر صفحہ پر بمشکل ایک یا دو فتویٰ نقل ہیں اگر "شیخ القرآن" ہر سطر میں فتویٰ کفر دکھا دیں تو ہم ان کی صداقت کا لوہا مان لیں گے اور نہ دکھا سکیں اور انشاء اللہ ہرگز ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو پھر سوا لاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر کے خاموش ہو جائیں تاکہ شیخ نجدی دُور ہو۔

"شیخ القرآن" صاحب نے بڑے زور دار الفاظ میں یہ بھی لکھا ہے کہ بحمد اللہ مولانا محمد یوسف صاحب ...... نے رسالہ تردید یہ لکھا (جی ہاں لکھا) جس میں بریلویوں کی پوری عبارات لکھ کر ان کا تعارض اور اُن کے عقائد سے ہی ان کا کفر بتایا مسلمانوں کو چاہیئے ایسے عالم جیّد کی پوری طرح نصرت دینی اور تعاون کریں ......"

کیا غلام صاحب صرف ایک ہی عبارت ایسی دکھا سکتے ہیں جو پوری یا برمحل نقل کی گئی ہو؟ کیا دیوبندی لغت میں جھوٹے کو "جیّد عالم" کہا جاتا ہے؟ آخر خوفِ خدا اور شرم نبی کیوں سلب ہو گئی؟ کیا خدمت دین اور اشاعت توحید و سنّت اسی کا نام ہے

کر جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاؤ۔ آخرت تو کیا دنیا کی شرم بھی محسوس نہ کرو۔

مولوی غلام خاں صاحب کا فتویٰ

دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری کا نماز روزہ نہ کرنے والے گنہگار شخص پر فتویٰ کفر

ہم نے "خدام الدین" لاہور ۲۲۔ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۲ سے "تکفیری افسانہ" میں نقل کیا تھا جیسا کہ گذشتہ اوراق پر عرض کیا گیا ہے کہ مولوی یوسف رحمانی صاحب نے اپنی "سیف" میں اپنے شیخ التفسیر کے اس قول کی تائید کی ملاحظہ ہو "سیف" صفحہ ۲ اس پر یہاں سے مولوی یوسف رحمانی صاحب کے استاذ شیخ القرآن مولوی غلام خاں صاحب کو مندرجہ ذیل استفتاء ارسال کیا گیا سوال و جواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

۷۸۹ - از میلسی ۳۰-۵-۶۴ جناب مولانا غلام اللہ خانصاحب

ایک استفتاء حاضر خدمت ہے ازراہ کرم مدلل جواب سے سرفراز فرما دیں۔ عنایت ہوگی۔

استفتاء :- (۱) جو مسلمان اپنی غفلت یا کوتاہی کے باعث نماز روزہ ادا نہ کرسکے۔ حج فرض ہے نہ کرسکے لیکن ان احکام کی فرضیت کا انکار بھی نہ کرتا ہو۔ ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

(۲) جو شخص (مولوی احمد علی لاہوری و مولوی یوسف رحمانی) ایسے شخص کو کافر قرار دے اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

مشتاق احمد اظہر میلسی

جواب :- احکام شرعیہ کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اگر انکار نہیں کرتا لیکن اعمال میں کوتاہی ہے اگرچہ سخت مجرم ہے لیکن کافر نہیں ہوگا۔

لاشئ دعاگو غلام اللہ ۲۹-۶-۶۴

اب ملاں یوسف رحمانی خود بتائے کہ اس کو اپنے "شیخ التفسیر" مولوی احمد علی صاحب

لاہوری کا فتویٰ کفر عزیز ہے یا اپنے "شیخ القرآن" مولوی غلام خاں صاحب کا فتویٰ عدم تکفیر عزیز ہے؟ ان دونوں میں سچا کون ہے؟ اور یہ کہ ہمارا موقف کہ فرائض کی ادائیگی میں غفلت کرنے والا گنہگار ہے کافر نہیں۔ دیوبندیوں کے گھر سے ثابت ہے یا نہیں؟

اس مقام پر قارئین کرام کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے سائل دیوبندی "شیخ القرآن" سے اپنے استفتاء میں استدعا کر رہا ہے کہ ازراہ کرم مدلل جواب سے سرفراز فرمادیں۔ لیکن "شیخ القرآن" زبانی وخیالی باتوں سے سائل کو ٹال رہے ہیں یہ ہے ان کا علمی حدود اربعہ اور استفتاء میں مذکور سوال نمبر ۲ جو شخص ایسے شخص کو کافر قرار دے اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟ کو "شیخ القرآن" صاحب بڑی صفائی سے کاٹ گئے اور صاف نہیں کہا کہ وہ مکفر ہے اس کو اپنے فتویٰ سے رجوع اور توبہ کرنی چاہیئے۔

الوداعی معروضات

آخر میں ہم ارباب علم ودانش اور متلاشیان حق وانصاف سے عرض کریں گے کہ وہ زیر نظر کتاب اور جس کا یہ رد ہے لیکر بیٹھ جائیں۔ فریقین کے دلائل وحوالہ جات کا بالغ نظری کے ساتھ جائزہ لیں تو خود کو صراط مستقیم پر پائیں گے۔ بفضلہ تعالےٰ ہم نے نام نہاد "سیف رحمانی" کی ہر بات کا جواب دیا ہے اور ہرگز وقتی سے کام نہیں لیا حق وانصاف کو مدنظر رکھا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں ہمیں مرنا ہے خالق حقیقی کے سامنے جواب دہ ہونا ہے قبر وحشر وصراط ہمارے پیش نظر ہیں دیدہ دانستہ الزام تراشی ومغالطہ آمیزی خواہ بدترین دشمن کے خلاف ہو ہمارے نزدیک سنگین ترین جرم ہے۔ ہم اکابر دیوبند سے بالعموم اور "سیف رحمانی" کے مصنف سے بالخصوص اپیل کریں گے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لیں دنیا چند روزہ ہے مسائل کا اختلاف اپنی جگہ کم ازکم اس بات کا خیال واحساس کریں کہ بالخصوص جو لوگ دین ومذہب کے "علمبردار ومبلغ" کہلاتے ہیں انہیں محض اپنی بات بالا کرنے کے لئے جوڑ توڑ والزام تراشی سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیئے۔ ہماری بات میں تلخی اور تیزی ممکن ہے لیکن بخدا ہم نے الزام تراشی،

بہتان پردازی سے کام نہیں لیا وہمی خیالی اور ہوائی باتوں کی بجائے اپنے ہر دعویٰ پر دلیل پیش کی ہے ہر بات کا حوالہ نقل کیا ہے منصف مزاج مہذب قارئین کرام کو یہ بات بالخصوص ملحوظ خاطر رہے کہ زیر نظر کتاب ایک جوابی کتاب ہے ایک ردِّ عمل ہے۔ اور ردِّ عمل میں تلخی و تیزی ہونا ایک فطرتی امر ہے ہمارے مخاطب سیف رحمانی کے مصنف نے تکفیری افسانہ کے ۸۴ تضادات میں سے بمشکل ۵ تضادات کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی تھی لیکن ہم نے بفضلہٖ تعالےٰ ہر بات کا حرفاً حرفاً جواب دیا ہے اور حوالہ جات نقل کئے ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بات کا جواب رہ گیا ہے یا فلاں بات کا بلا ثبوت و بغیر حوالہ جواب ہے۔ ہم مولوی یوسف صاحب اور اس کے اکابر سے بھی یہی عرض کریں گے کہ وہ ایسا ہی مدلل و بحوالہ جواب لائیں اور اپنے جواب میں ایسی زبان استعمال کریں جو ہمارے جواب کی صورت میں ان کے لئے رنج و ملال کا باعث نہ بنے۔ ہمارے مخالفین و معاندین خوفِ خدا اور آخرت کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں۔ اور اگر ہمارا جواب فی الواقعہ حق و انصاف پر مبنی ہے تو قبول حق میں عار نہ سمجھیں اور اور اگر ان کے نزدیک ہمارا یہ جواب واقعی نا تمام ہے تو پھر اس کا مدلل و مہذب جواب لائیں اور وہمی خیالی باتوں پر انحصار نہ کریں جو دعویٰ کریں اس کی دلیل ضرور پیش کریں۔ اہل دیوبند میں سے اگر کوئی منصف مزاج اپنے اکابر کی اصل کتب دیکھنا چاہیں بلا تکلف تشریف لا کر دیکھ سکتے ہیں۔ حوالہ جات کی مطابقت کر سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ہم قارئین کرام کو یہ بشارت دینے میں فرحت محسوس کرتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز عنقریب اہل دیوبند کی ایک اور پُر فریب کتاب کا مدلل و مسکت جواب آپ تک پہنچے گا جس پر ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور متعدد بار دل آزار تبصرہ کر چکا ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالےٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے ہم سب کو مذہب حق مذہب مہذب

اہل سنت وجماعت پر استقامت بخشے اور اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام، غوث اعظم، گنج بخش و اعلیٰحضرت قدست اسرارہم کے دامن کرم سے وابستہ رکھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ (آمین)

فقیر قادری گدائے رضوی

محمد حسن علی

غفر لہ الولی

بانی و مہتمم سُنی رضوی جامع مسجد

وجامعہ انوار قادریہ

علامہ اقبال روڈ، میلسی

مصنف سیف رحمانی نے اپنے برادر بزرگوار کی نظر میں

۷۸۶
۹۲

محترم و مکرم جناب مولانا محمد حسن علی صاحب زاد اکرام، سلام مسنون۔

راقم کو آپ جانتے ہیں جبکہ مدرسہ مصباح العلوم میلسی کے اوائل میں راقم کچھ ایام مدرس رہا...... راقم جوزف شیطانی لودھرانوی کا اخی الکبیر (بڑا بھائی) ہے اس کے خلاف راقم نے اشتہار چھپوائے اور ذلیل کیا اب یہ دونوں چھوٹے اخوان شیطان قرن نجد۔ دشمن ہیں اور میری اولاد کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور راقم پر انہوں نے احمد پور (شرقیہ) میں جھوٹے مقدمات دائر کئے ہیں اور مجھے اور میرے دوسرے بچوں کو تنگ کر رہے ہیں راقم عند الملاقات ریکارڈ پیش کر سکتا ہے۔ بہر حال جوزف شیطانی کی سیف شیطانی بھی جناب کے بارے میں لکھی گئی ہے کا رد بھی راقم انشاء اللہ کرے گا۔ بہر حال آپ واپسی جواب ضرور نوازیں اور یہ فرمائیں کہ میرے اشتہار جو کہ جوزف کے خلاف ہیں ارسال کردہ آپ کو ملے ہیں کہ نہیں...... والسلام

ابوعمر محمد عیسیٰ
معرفت حاجی اللہ وسایا صاحب کپڑے والے
مسجد نالے والی شہر لودھراں ضلع ملتان

۲۱ ۵/۷۹

"حیات مصنف کا اجمالی خاکہ"

از

حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مشرف القادری مدظلہ العالی

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

مصنف کتاب ھذا ضیغم اہلسنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر صمصام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی تحقیقی مذہبی تبلیغی قلمی تحریری خدمات ناقابل فراموش اور اہلسنت کی تاریخ کا ایک روشن و درخشندہ باب ہیں راقم الحروف نے حضرت ممدوح کی خدمت میں بار بار عرض کیا کہ اپنی حیات مبارکہ کے کچھ واقعات بتا دیجئے تا کہ راقم ایک جامع ومفصل سوانح حیات مرتب کر سکے تو ہر بار یہی جواب ملا، ارے میں کیا ہوں؟ ابھی تو ہمارے بڑے بڑوں کی سوانح حیات مرتب نہ ہو سکی، پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت کے مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی — مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں — مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

راقم الحروف کے اصرار پر اپنی حیات مبارکہ کے چند دلنشین واقعات ارشاد فرمائے اور کچھ راقم نے مختلف کتب و رسائل سے اخذ کئے جو موقر قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہیں

ولادت:۔

قیام پاکستان اور تقسیم ہند سے کچھ پیشتر شہر ہانسی شریف ضلع حصار النبالہ ڈویژن ہریانہ میں جو دہلی سے ۸۰ میل جانب مغرب میں روہتک سے کچھ آگے ہے میں مولانا محمد بشیر احمد قادری رضوی مصطفوی بن شیخ محمد کریم الدین کے گھر ہوئی، یہاں تارا گڑھ اجمیر مقدس کے بعد

پرتھوی راج کا دوسرا بڑا قلعہ تھا جسے سلطان اسلام شہاب الدین غوری نے فتح کیا تھا، یہ شہر اولیا اللہ بزرگان دین کا مرکز و مسکن رہا ہے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ یہاں بارہ سال اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ سال رونق افروز رہے اور یہاں آپکے محبوب ترین خلیفہ اعظم مجاز مہرولایت نبیرۂ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت بوعلی شاہ قلندری پانی پتی کے بہنوئی امام العارفین قطب الواصلین حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار ہے جو زبردست عالم وفاضل ادیب وشاعر تھے اور بیان وکلام کا جادو جگاتے تھے۔ حضرت ممدوح کے خاندان کے افراد حسب سنی مسلمان تھے گھر میں میلاد وگیارھویں شریف کی تقاریب اہتمام سے ہوتی تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت ممدوح ایام طفولیت ہی سے انکے مزار پر انوار پر قلعہ کہنہ ہانسی پر واقع حضرت میراں صاحب نعمت اللہ ولی شہید اور عقب قلعہ حضرت سلطان شہید اور شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیا کرام اور شہداء عظام کے مزارات طیبہ پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اب آپکے آباء واجداد روہتک دہلی روڈ کی وسط میں شہر ساپلہ سکونت پذیر رہے پھر ضلع روہتک میں مہم شریف اور انبالہ چھاؤنی کو مسکن بنایا انبالہ چھاؤنی میں ریلوے اسٹیشن سے بالمقابل شیشوں والی حویلی کے نام سے آپ کا جدی مکان آج بھی موجود ہے پر دادا کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ آپ کے جدامجد بہت تھوڑی عمر میں تھے لہذا آپ کے دادا کی پرورش اپنے نانا کے گھر شہر ہانسی شریف میں ہوئی اور یہیں سے خاندانی سلسلہ آگے بڑھا۔

تعلیم وتربیت:۔

آپ نے ۱۹۴۵ میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۷ میں قیام پاکستان کے بعد مہاجر ہوکر والدین کیساتھ پاکپتن شریف بہاولپور ریلوے لائن پر واقع ضلع ملتان کے اہم شہر میلسی میں قیام پذیر ہوئے اور مڈل تک تعلیم میلسی ہی میں حاصل کی اس زمانے کے مڈل آج کی ایف اے کے برابر ہوتی تھی اور تحصیل علوم دینیہ وعربیہ جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اور ۱۹۵۸ء میں آپ نے جب

نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان امام اہلسنت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم بریلی شریف کے علوم ومعارف کے دریا بہتے دیکھے اور آپ نے ہر باطل فرقے کا رد وابطال کیا ہر طرف انکا چرچہ وشہرہ ہوا تو آپ نے یادگار رضا پاکستان مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور (فیصل آباد) میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے طویل خط وکتابت کی انکے خطوط میں غضب کی جاذبیت وکشش اور ایک خاص روحانیت کارفرما تھی انکے قلمی وتحریری ارشادات دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے اور آپ تحصیل علم کے لیے مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام حاضر ہوگئے اور متعدد مدرسین جامعہ رضویہ سے ابتدائی ومتوسط کتب پڑھیں اس دوران بھی وقت ملنے پر حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے دورۂ حدیث میں شامل رہتے اور دل کی گہرائیوں میں اترنے والے آپکے ارشادات وفرمودات اور احادیث مبارکہ پر آپکا محققانہ ومحدثانہ تبصرہ وتوضیح بغور سنتے علوم دینیہ کے حصول کے بعد محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے حدیث شریف کی کتب پڑھیں اور اسناد حاصل کیں یہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا کمال تھا یا کرامت کہ چھ چھ گھنٹے سات سات گھنٹے بیٹھ کر جم کر پڑھاتے کسی صورت میں دورۂ حدیث کے اسباق کا ناغہ نہ کرتے جب بہت ہی زیادہ دینی ضرورت کے پیش نظر باہر تبلیغی دورے پر جانا پڑتا تو پھر واپسی پر رات کو دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے اور اکثر رات کو ایک ایک بجے تک پڑھاتے رہتے وہ حدیث شریف کی کوئی ایک کتاب یا ایک کتاب کے بعض اسباق پڑھانے والے محدث یا شیخ الحدیث نہیں تھے بلکہ بتمام وکمال بالاستعاب دورۂ حدیث شریف کی جملہ کتب حرفاً حرفاً پڑھاتے عبارات کی تصحیح فرماتے اور علوم معارف کے دریا بہاتے اور طلباء کے سوالات اور مخالفین کے اعتراضات کے محققانہ جوابات ارشاد فرماتے کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے دن رات طلباء کے کمروں میں جاکر خود نگرانی فرماتے خلوص وایثار کیساتھ بے لوث خدمت وتبلیغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تاکید فرماتے محدث اعظم پاکستان علیہ

الرحمہ کے ایسے روح پرور شب و روز کے مشاہدات نے حضرت ممدوح کے افکار پر گہرے مسلکی روحانی اثرات مرتب کیے اور آج اصاغر کا ذکر نہیں بلکہ اکابرین کرام بھی حضرت ممدوح کو علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت' پاسبان مسلک رضا' محافظ و جانثار مسلک اعلیٰ حضرت ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت قاطع بدمذہبیت' مجاہد اہلسنت' ضیغم اہلسنت صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر کے القابات سے یاد کرتے ہیں یہ سب امام اہلسنت حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی قادر نظر فیض اثر کا کرشمہ و کرامت ہے۔

یا الٰہی نامیوں کے نام سے منسوب رکھ　　　دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

خطابت و امامت

زمانہ طالب علمی میں جودی رضوی مسجد فیصل آباد اور اس کے بعد جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی ملتان ڈویژن' میں علم و فضل کے دریا بہا رہے ہیں اور خوب جم کر مذاہب باطلہ کی سرکوبی فرما رہے اور ترویج و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ﷺ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

تصانیف جلیلہ

یوں تو حضرت ممدوح میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صدقہ سے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ﷺ کی نظر عنایت سے بہت سے اوصاف جمیلہ پائے جاتے ہیں لیکن حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی نظر فیض اثر سے انکی تعلیم و تربیت کی وجہ سے آپ پر تصنیف و تالیف و مناظرہ و ابطال مذاہب باطلہ کے علاوہ بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ﷺ کی شخصیت مطہرہ پر خطابت کا رنگ اغلب نظر آتا ہے یہ انہیں سرکاروں سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ ہے آپ نے سلسلۂ تصنیف و تالیف اپنے شیخ طریقت حضرت محدث اعظم پاکستان ﷺ کی حیات مبارکہ سے ہی شروع فرما دی تھی اور یہ آپکی کم عمری کا زمانہ تھا۔ مضامین میں انکی ابتدا ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ سے ہوئی اور کتب میں آپ کی سب سے پہلی تصنیف لطیف " نور مجسم یا بشر مثلکم " ہے۔ جو ایوان دیوبندیت پر

رضوی میزائل ثابت ہوئی جس نے بڑے بڑے نجدی دیوبندی کلغیاں رکھنے والے نام نہاد علماء کو حِجَارَۃٍ مِنْ سِجِّیلٍ اور کَعَصْفٍ مَاکُوْلٍ کا مزہ چکھا دیا۔ بدمذہبیت بالخصوص نجدیت و دیوبندیت کے طول' عرض' عمق سے حضرت ممدوح بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپکے تحریر کردہ کتب و رسائل بدمذہبیت پر اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفاع میں ناقابل تردید و ناقابل فراموش دستاویز و ریکارڈ کی صورت میں بفضلہٖ تعالیٰ تا قیام قیامت لاجواب رہیں گے۔ مذہب مہذب مذہب حق اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید وحمایت میں اور ابطال باطل میں ہزاروں اہم مضامین لکھے جو ناقابلِ فراموش یادگار تاریخی سرمایہ ہے مخالفین اہلسنت کے چوٹی کے مشہور و ممتاز مناظرین و اہل قلم کی عمق پر آپکا تحفظ شان رسالت میں بے دریغ چلنے والا قلم شمشیر برہنہ نظر آتا ہے آپکی تصانیف کی کل مجموعی تعداد آٹھ سو پچاس سے متجاوز ہے جو کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہیں انکی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے۔جن میں مشہور اور تکرار سے چھپنے والی کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ نورمجسم یا مبشّرٌ معلّم
۲۔ آئینہ حق وباطل
۳۔ تنبیہ الجہال
۴۔ اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ
۵۔ انوارِحق بجواب اظہارِ حق
۶۔ سیف الجبار علی متن الافتخار
۷۔ برق آسمانی برفتنۂ شیطانی
۸۔ برہان صداقت بردنجدی بطالت
۹۔ قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی
۱۰۔ جرم وسزا

۱۱۔ تذکرۂ محدث اعظم پاکستان

۱۲۔ دیوبندی شاطر، پنے منہ کافر

۱۳۔ اظہار حقیقت

۔ ضرب کبیر

۱۵۔ قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان

۱۶۔ آئینۂ صداقت اہلسنت

۱۷۔ اثبات مزارات

۱۸۔ تحقیق تعاقب (الجوابات الرضویہ فی السوالات نجدیہ)

۱۹۔ مجدد اعظم اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت

۲۰۔ وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات

۲۱ جواب خواب التحریر فی التعبیر

۲۲۔ اہلسنت کی یلغار بجواب اہل حدیث کی پکار

۲۳۔ عجائب انکشاف

۲۴۔ محاسبۂ دیوبندیت جلد اول

۲۵۔ محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت جلد دوم

۲۶۔ آئینۂ شفاف محدث اعظم پاکستان

۲۷۔ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کا عالمگیر علمی روحانی فیضان

۲۸۔ مناظرہ بریلی نصرت خداداد معہ تقدیم رضوی

۲۹۔ کونڈوں کی فضیلت معہ فتاویٰ اکابر اہلسنت

۳۰۔ محاکمہ کا محاسبہ رد طاہر القادری

۳۱۔ بیس تراویح چیلنج پر چیلنج

۳۲۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز معہ تحقیقات اکابر اہلسنت

۳۳۔ تقدیم رضوی بر قول فیصل

۳۴۔ آئینۂ نجد و دیوبند

۳۵۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ

۳۶۔ تین اعتقادی رشتے بجواب تین خونی رشتے

۳۷۔ مناقب مجدد اعظم

۳۸۔ گستاخوں سے اتحاد و اشتراک

۳۹۔ دیوبندی مولویوں کے عقائد باطلہ کی ننگی تصویر

۴۰۔ الفتنۃ الکبریٰ تقدیم لاجواب

علاوہ ازیں ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ ہفت روزہ پندرہ روزہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ رضوان حزب الاحناف لاہور، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ دامن مصطفےٰ بریلی شریف، ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف انڈیا، ماہنامہ اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی، ماہنامہ جام نور کلکتہ، ماہنامہ سنی آواز ناگپور مہاراشٹر، ماہنامہ نور و ظہور قصور، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ القدیر ساہیوال، ماہنامہ فیض عالم بہاولپور، روزنامہ سعادت فیصل آباد، روزنامہ انجام کراچی روزنامہ جنگ لاہور کراچی، روزنامہ مشرق لاہور، روزنامہ لاہور ملتان، ہفت روزہ الہام بہاولپور، روزنامہ آفتاب ملتان، روزنامہ سنگ میل ملتان، ماہنامہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی، ماہنامہ القول السدید لاہور، رفیق علم دارالعلوم امجدیہ کراچی، علاوہ ازیں بے شمار دینی، مسلکی رسائل اور جرائد میں بکثرت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنت کی دینی مذہبی سیاسی خدمات کو متعارف کرایا جو بلاشبہ یادگار علمی تحقیقی تاریخی سرمایہ ہیں آج کل محاسبۂ دیوبندیت جلد سوم اور سیرت صدر الشریعۃ زیر قلم ہیں، اگر ان ہزاروں صفحات پر

چھپے ہوئے مضامین کو باب بندی کے بعد یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے تو بلاشبہ کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہونگے۔

دینی مذہبی مسلکی جرائد کی ادارت

مولانا مختار احمد نعیمی کیساتھ ملکر حضرت ممدوح نے ماہنامہ آستانہ فیض عالم، لاہور داتا دربار و گجرات جاری کیا، پھر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر حضرت صاجزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کے حکم پر جامعہ رضویہ منظور اسلام فیصل آباد کے ہفتہ وار ترجمان محبوب حق میں، نائب مدیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں، پھر مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ترویج واشاعت کے لئے میلسی سے سہ ماہی مجلہ "نور بصیرت" کا اجراء فرمایا

مختلف النوع دینی خدمات

میلسی شہر میں سنیت ورضویت کی تبلیغ واشاعت کے لئے حضرت ممدوح نے سب سے پہلے انجمن خدام الاولیاء قائم فرمائی جس نے ضلع ملتان میں علماء اہلسنت کی تصانیف کو عام کرنے کے لئے انتھک کوشش کیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت کے مسلک کی تبلیغ واشاعت میں ایک اہم مقام حاصل کیا متعدد جلسے کرائے جن میں بار ہا مولانا غلام محمد بشیر احمد رضوی ساہیوال اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کو مدعو کیا ماہانہ گیارھویں شریف کا اہتمام کیا بعدازاں حاجی محمد سلیمان اور مولانا ابو الغفار عبد الجبار صاحب کے تعاون سے تحصیل بازار میلسی میں ایک کرائے کے چوبارہ میں جامعہ رضویہ سراج العلوم قائم فرمایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمہ نے حضرت ممدوح کو ایک خط تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے آپ اپنے مدرسہ کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مدرسے کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا اور ساتھ ہی انجمن خدام الاولیاء کا نام تبدیل فرما کر لائل پور کی انجمن فدایان رسول پر انجمن فدایان

رسول رکھ دیا' پھر احباب اہلسنت حاجی سلیمان صاحب وغیرہ نے آپ کو مدرس لانے کے لے فیصل آباد بھیجنا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوارالعلوم کے فاضل مولانا سید کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے علاوہ ازیں محدث پاکستان کی یادگار میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے میلسی میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا قائم فرمایا جس نے کافی عرصہ دینی مسلکی تبلیغی خدمات سرانجام دیں' انجمن خدام رضا اہلسنت، بزم انوار رضا اہلسنت جیسے اہم اداروں کی کارکردگی میں آپ کی سرپرستی قابل تحسین ہے۔ شہر میلسی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت کا عرس یوم رضا سب سے پہلے آپ ہی نے شروع فرمایا' آجکل وسیع اراضی پر سنی رضوی جامع مسجد اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہیں۔

مناظرے و مباحثے

حضرت ممدوح نے دینی مسلکی جذبے اور ولولے کے تحت متعدد مناظروں اور کامیاب مباحثوں میں شرکت فرمائی فتح پور میلسی میں مولوی عبدالشکور دین پوری دیوبندی اور مسجد مائی والی میلسی میں مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے کامیاب مباحثے فرمائے موضع پیر شاہ میلسی کرم پور میں مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف اور صدر تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے حضرت ممدوح نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے مولوی دوست محمد لاجواب ہوگیا۔ آپ نے شورش کاشمیری ضیاء القاسمی فیصل آبادی اور غلام راولپنڈی دیوبندی مولویوں کے چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات کی صورت میں چیلنج کیا لیکن وہ قبول کرنے سے عاجز رہے پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کا تحریری تصنیفی مناظرانہ اور مختلف النوع سوالات کا قرض نہ ہو رسائل و جرائد کے فائل گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنت میں سے جس کسی نے بھی مذہب

اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر اگلا تو آپ نے حاسدین او معاندین کو مدلل و مسکت دندان شکن جواب دیا علاوہ ازیں بہت سے تحریری مناظروں میں شرکت فرمائی اور مخالفین اہلسنت کے مناظرین کو شکست فاش دی۔ اہلسنت و جماعت کے لیئے آپکی تحریری تصنیفی خدمات قابل فخر و باعث صد شکر ہیں۔

فتاوٰی اکابر اہلسنت ایک تاریخی ریکارڈ

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کے پاس اکابر اہلسنت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر پاک و ہند کے اکثر مناظروں کی روئیداد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور مختلف ادوار میں علماء اہلسنت میں جن بعض مسائل پر علمی تحقیقی اختلاف ہوتا رہا ان سب کا فیصلہ کن جواب آپ نے حضور سیدی مرشدی مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی' مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں' محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی' حضرت علامہ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری' محدث پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی امام العلماء حضرت علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی' مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی' علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی' حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی' مولانا عبد الحامد بدایونی' شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی' فقیہ کبیر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی' مفتی محمد عمر نعیمی' مفتی محمد رفاقت حسین کانپوری' علامہ عبد المصطفےٰ الازہری' علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب قدست اسرارہم سے حاصل کیئے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف نئے نئے ماڈرن محققین کی راہیں مسدود فرمائیں اکابر اہلسنت کے یہ فیصلہ کن نورانی فتاوٰی اہم علمی ذخیرہ ہیں اکابر اہلسنت آپ پر بہت کرم و شفقت فرماتے تھے۔ آپ فتاوٰی کے اس علمی ذخیرہ کو فتاوٰی اکابر اہلسنت کے نام سے شائع فرمانا چاہتے ہیں آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کے لیے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب و بے مثال مجموعہ ہے۔

شرف بیعت، اجازت و خلافت

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو شرف بیعت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی سے حاصل ہے اور پھر آپ کی خدمات دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کی محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافی سے اجازت و خلافت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا، شہزادہ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے تھے حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا اسی طرح خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمائیں بارگاہ اعلیٰ حضرت کے نعت گو شاعر حضرت سید محترم مخدوم اہلسنت سید ایوب علی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ نے آپکے شجرہ کے لیے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ فرمایا

بارش انوار رضا ہو رضویوں پر تا ابد | مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے
جذبہ تبلیغ دیں دے حسن رضوی کے طفیل | دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

نرینہ اولاد و اخلاف

راقم الحروف سردار احمد رضا مصطفوی رضوی، مولانا انوار احمد رضا مصطفوی رضوی دلدار احمد رضا برہانی رضوی، افتخار احمد رضا قادری، حامد رضا قادری، مصطفیٰ رضا قادری، دیدار احمد رضا قادری قارئین کرام ہم سب کے لیے خدمت دین و خدمت مسلک اعلیٰ حضرت ﷺ کی دعا فرمائیں۔

(ماخوذ کتاب مفتی اعظم اور انکے خلفاء جلد اوّل ۲۴۳ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۳)

(مقالہ محمد غلام مصطفیٰ عجمی نامہ نگار امروز ملتان مشرق، لاہور کتاب برہان صداقت پہلا ایڈیشن ۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر شریعت، حکیم الامّت، علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب مدظلہ العالی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

خطیب مرکزی جامع مسجد زینۃ المساجد گوجرانوالہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

عصر حاضر میں مخالفین اہل سنّت، مذہب حق مذہب اہل سُنت، مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اپنی مختلف کتب ورسائل میں جارحانہ الزام تراشیاں کررہے ہیں اور شرمناک مغالطوں سے بھرپور کتب ورسائل شائع کررہے ہیں.......... بفضلہ تعالیٰ ضیغم اہل سُنّت، قاطع بدمذہبیت، سرشکن دیوبندیت، حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی صاحب نے اپنی کثیر تصانیف میں مخالفین کی خیانتوں کا مدلل ومحقّق، علمی تحقیقی تعاقب فرمایا ہے .... زیرنظر کتاب "برق آسمانی بر فتنہ شیطانی" جو جواب ہے نام نہاد "سیف رحمانی" کا جسے مخالفین کے نام نہاد مناظر یوسف رحمانی کے نام سے شائع کیا گیا تھا، درحقیقت دیوبندی مولوی غلام خان راولپنڈی اور دیوبندی مولوی محمد شریف شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان کی کاوشوں کا نتیجہ تھی.......... مولانا موصوف نے نام نہاد "سیف رحمانی" کا حرفاً حرفاً دلائل وشواہد سے بھرپور جواب دے کر ان کا ناطقہ بند کردیا.......... درحقیقت یہ حضور اعلیٰ حضرت، مجدّد دین وملّت، اور سیدی آقائے نعمت، محدث اعظم پاکستان قدس سرہما کی کامل نظر کا فیض ہے۔ ....

مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ضیغم اہل سنّت، مصنّف "برق آسمانی بر فتنہ شیطانی" کو اجر عظیم، جزاء جمیل سے سرفراز فرمائے، آمین

برادران اہل سُنّت، وقت کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سُنّی لٹریچر کی تبلیغ واشاعت میں زیادہ سے زیادہ معاونت فرما کر اپنے عقیدہ ومسلک کے تحفظ ودفاع میں اپنی دینی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ پورا کریں، آمین

(فقیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ جلیل

علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی مدظلہ العالی

☆ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ صدر تنظیم المدارس اہل سنّت پاکستان

عصرِ حاضر میں سوادِ اعظم اہل سُنّت و جماعت اور مسلکِ مجدّدِ اعظم، سرکار اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مخالفین اپنی مختلف کتب میں حقائق وشواہد کا چہرہ مسخ کر کے جارحانہ الزام تراشیاں کررہے ہیں......... ہر دن ایک نئی تحریری کتاب منظر عام پر آتی ہے جو اُمّتِ مسلمہ، عوام اہل سُنّت میں شدید اختلاف کا باعث بنتی ہے......... الحمدللہ! ہم اہل سُنّت و جماعت (بریلوی) کی ہر دور میں یہ کوشش اور کاوش رہی ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کو انتشار کی بجائے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور انہیں صحیح معنوں میں تاریخی مستند ومعتبر حقائق وشواہد کی روشنی میں اصل حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے......... ماشاء اللہ اس سلسلہ میں کشاف الحقائق، قاطع بدمذہبیت، مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے زیرِ نظر تصنیف لطیف ''برق آسمانی'' میں احقاقِ حق اور ابطال باطل کا مظاہرہ فرمایا ہے اور مخالفین اہل سُنّت کا علمی تحقیقی تعاقب فرمایا......... ان ناقابل تردید دستاویز کا ہر سُنّی مُسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے تاکہ اپنے عقیدہ ومسلک کا بروقت تحفظ ودفاع کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔

محمد عبدالقیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۴ ہجری قدسی/۲۲ مارچ ۲۰۰۳ء

۹۲/۸۶ء

تقدیم .... احوال واقعی

از خطیب مشرق، فاضل جلیل، علامہ مشتاق احمد نظامی مدظلہ العالی

ایڈیٹر ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد و مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الٰہ آباد، انڈیا

عزیزم (مولانا صاحبزادہ) فصیح الدین نظامی سلمہٗ (مہتمم و منصرم مکتبہ) نظامی کتابستان میرے استادزادے ہیں، اُن کی خواہشوں اور آرزوؤں کا لحاظ اس رشتے کی بنیاد پر میرے حق میں ایک طبعی تقاضا ہے جس کی تکمیل میں مَیں خود بھی مسرت محسوس کرتا ہوں، ویسے بھی کتابوں کی طباعت و اشاعت کا اُنہیں لطیف و پاکیزہ ذوق ہے جسے دیکھ کر مُسرّت محسوس ہوتی ہے............ حُسنِ کتابت، نفیس طباعت، دیدہ زیب سرورق اور اس طرح کے دیگر لوازمات جس سے کتاب اپنی ظاہری زیب و زینت میں پورے مارکیٹ پر بھاری بھرکم ہو جائے، اس کے اہتمام میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے............ اور کیوں نہ ہو، وہ کسی اجنبی ماحول سے نہیں لائے گئے بلکہ کتابوں اور علم کے شہر میں آنکھ کھولی اور جامع معقول و منقول، استاذ الاساتذہ، بحر العلوم، شمس العلماء، حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب قبلہ (تلمیذ ارشد سیدی سندی حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان و سیدی صدر الشریعہ و حضور مجاہد ملت الٰہ آبادی قدست اسرارہم) کی نگاہ تربیت نے انہیں نوازا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کتابوں کے ظاہری، باطنی محاسن اُن کی نگاہوں کی گرفت سے آزاد نہیں رہتے............ یہی وجہ ہے کہ اُن کا نظامی کتابستان دیکھتے ہی دیکھتے نہیں بلکہ پلک جھپکتے شہر کی پوری مارکیٹ پر بادل بن کر چھا گیا............ میں اپنی زیر ترتیب کتاب "تازیانہ جائزہ"...... کی تکمیل میں مصروف ہوں، اسی اثنا میں عزیزم مولانا فصیح الدین سلمہٗ آئے اور "برق آسمانی برفتنہ شیطانی" (مصنفہ ضیغم اہل سنت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، زینت علم و قلم،

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی) پر بطور پیش لفظ یا مقدمہ وغیرہ کچھ لکھنے کی خواہش ظاہر کی میں نے وعدہ کے ساتھ کتاب لے لی..........

جستہ جستہ دیکھا.......... کتاب ''برق آسمانی'' پسند آئی.......... زیر مطالعہ کتاب ''برق آسمانی'' میں دیوبندی جارحیت کے مقابل مدافعت کا حق ادا کیا گیا ہے.......... مصنف نے اس کی کوشش کی ہے کہ جذبات کی ہماہمی میں بھی سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور قلم کی آوارگی جو علماء دیوبند کے حق میں رزرد ہو چکی ہے اُس کی پرچھائیں تک نہ پڑنے پائے.......... ''برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی'' ہر چند کہ کتاب کا نام فوق البھڑک ہے اور ذہن یہی ہوتا ہے کہ نئی نئی اصطلاحات سے زبان کی سادگی کو چٹخارہ بنا دیا ہوگا مگر واقع ایسا نہیں ہے.......... علماء دیوبند اپنی ہزلیات میں مثال نہیں رکھتے.......... دروغ بیانی، الزام تراشی، بہتان بندی، عبارات میں کتر بیونت، اور نوع بنوع علمی خیانتیں، اُن کی فطرت ثانیہ نہیں بلکہ عین فطرت ہیں.......... ایک ایسے خائن اور شاطر حریف کے مقابل، قلم کی آزادی و آوارگی پر پہرہ بٹھانا بجائے خود فاضل مصنف، ضیغم اہل سنت، مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی مدظلہٗ کا ایک ایسا کمال ہے جس کی جس قدر بھی تحسین کی جائے، وہ کم ہے۔

''برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی'' ایک معلوماتی کتاب ہے جس کا صفحہ صفحہ مستند حوالہ جات کی گرفت اور بندشوں میں جکڑا ہوا ہے.......... فاضل مصنّف نے حوالہ جات کی صورت میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور مختصر سے صفحات میں اتنا مفید و کارآمد مواد و میٹریل دے دیا ہے کہ دوسرا کوئی قلمکار اس کی روشنی میں ہزاروں صفحات لکھ سکتا ہے.......... بریلی اور دیوبند کے اختلافات سے متعلق جو ارباب ذوق اپنی معلومات میں توسیع و اضافہ کے خواہش مند ہوں اور ایسے دانشور جو علماء دیوبند کے الزامات کا کھوکھلا پن اور صحت مند جوابات کے متلاشی ہوں، اُن کے لیے ''برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی'' کا مطالعہ تریاق اور آب حیات سے کم نہیں.......... حوالہ جات کے تتبع و تلاش کے پیش نظر ''برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی'' سے مباحثہ اور مناظرہ میں بھی کام لیا

جاسکتا ہے، اس لیے زیر نظر کتاب عوام و خواص دونوں کے لیے یکساں یکساں طور پر مفید ہے۔

فاضل مصنف ضیغم اہل سنت، زینت علم و قلم، مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ اس لیے قابل تحسین ہیں کہ انہوں نے علماء اہل سنت کی طرف سے مدافعت کا حق ادا کر دیا ہے جو اُن کے لیے زادِ آخرت کا حصہ وافر ہے.........خداوند قدیر جل شانہٗ شرف قبولیت سے نوازے اور اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے..........آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم۔

مشتاق احمد نظامی

ایڈیٹر ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد و مہتمم دار العلوم غریب نواز، الٰہ آباد، انڈیا

۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۱ ہجری قدسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

پرانی کتب کی تجدید اشاعت

(عصری تقاضا ---- مسلکی ضرورت)

بفیضانِ نظر مرشدی ومولائی، پیر طریقت، رہبر شریعت
حضرت ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۷ء--------۱۴۲۳ھ/ ۵ ستمبر ۲۰۰۲ء)

''برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی'' پہلے ۱۳۹۶ھ میں منظر عام پر آئی ---- مکتبہ فریدیہ، ساہیوال لائق صد تحسین ہے کہ جس نے اس کی اشاعت اوّلین کی تھی ----- اور اب یہ اٹھائیس سال بعد، ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/ ۲۸ اپریل ۲۰۰۳ء کے دن، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) کے چوراسی ویں عرس مبارک پر منظر عام پر آرہی ہے........اس ضمن میں ناشر برادر مکرم، محمد سلیم جلالی قادری رضوی صاحب کی کاوشیں لائق صد تحسین ہیں جنہوں نے اس سے قبل فاضل شہیر علامہ عبدالحکیم خاں اختر نقشبندی مجددی مظہری شاہجہانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گرانقدر تصنیف: ''کلمہ حق'' پندرہ سال کے طویل عرصہ کے بعد ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/ ۱۳ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شائع فرمائی.........

''برق آسمانی'' نام نہاد ''سیف رحمانی'' کا ردِ بلیغ ہے۔ اہلِ علم بشمول احباب بخوبی جانتے ہیں کہ دروغ

بانی، الزام تراشی، بہتان طرازی، عبارات میں کتر بیونت اور رنگ برنگی خیانتیں کرنا علماء دیوبند کا معمول ہے اور کئی بار تو یہ لوگ فرضی کتب کے خود ساختہ اقتباسات اور من گھڑت صفحات نمبر تراش کے بھی اپنا من پسند شوق پورا کر لیتے ہیں............ ایسے ہی دیوبندی نجدی علماء کے لیے خوب کہا گیا ہے -- (تغیر بقدر یسیر) ؎

خود بدلتے نہیں "حوالے" بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ "نجد" بے توفیق

اور ان کے مشہور کانگریسی مولوی، شیخ الاسلام ٹانڈوی صاحب (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کے متعلق شاعرِ مشرق (۱۸۷۷ء -- ۱۹۳۸ء) نے بے ساختہ کہا تھا اور خوب کہا تھا ؎

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

مختصر یہ کہ مُلّانِ دیوبند اپنے نام نہاد علماء کی دریدہ دہنیوں پہ پردہ ڈالنے اور "تحذیر الناس" (۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء) "براہین قاطعہ" (۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۷ء) مہری دستخطی فتوی گنگوہی (ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء طبع میرٹھ) اور "حفظ الایمان" (۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء) میں [1] اللہ تبارک تعالیٰ عزوجل و محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی شان کے خلاف مذکور رکیک، ننگی، چلاتی گستاخیوں کو چھپانے کے لیے علمائے اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر کیچڑ اچھالتے ہیں گویا چاند پر تھوکنے کی گھناؤنی کوششیں کرتے ہیں............ مقصود و مطلوب یہی ہوتا ہے کہ محافظینِ عظمتِ الٰہیہ و پاسبانِ ناموسِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء (یعنی علمائے حق رحمہم اللہ تعالیٰ) کی عزت و عظمت و وقار و صولت کو عامۃ المسلمین کی نظروں میں گھٹایا، مٹایا جا سکے تاکہ ان کے چھپتے طواغیت کی گستاخیاں، دریدہ دہنیاں چھپ جائیں .... اسی ناپاک سلسلہ کی ایک غلیظ کڑی "سیف شیطانی" تھی جس کی بروقت، بھرپور گرفت، ضیغم اہل سنت، سر شکن دیوبندیت، علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔

(۱) ان چاروں تحریروں کے تحریری پس منظر کو "کلمۂ حق" (ناشر: بزم رضویہ، لاہور) میں احسن طریقے سے اجاگر کیا گیا ہے۔

محترم قارئین! دیو بندی وہابی مصنفین و مولفین و ناشرین کی عادت ہے کہ وہ اپنے گھسے پٹے رسالے اور کتابچے دھڑا دھڑ پھیلاتے ہیں یا پھر ان کے بعض "محققین" بھی تردید شدہ دیو بندی کتابچے اور رسائل سامنے رکھ کر اپنا ایک نیا کتابچہ تیار کر لیتے ہیں..........

ان حالات میں جبکہ یہ باطل تحریکیں ابھی تک "مٹی میں مل کر مٹی" نہیں ہوئیں.......... مسعود عالم ندوی کے مطابق کہ ایک دور یہ بھی آیا کہ وہابیہ ہر چلتی پھرتی تحریک کا ضمیمہ بن کر رہ گئے .... اور مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۱۰ھ ـــ ۱۴۰۱ھ) نے **لا یزالون یخرجون حتیٰ یخرج آخرھم مع المسیح الدجال** (۱) سے استدلال کر کے یہ نکتہ واضح کیا کہ: آخری تحریک دجال کی ہوگی چنانچہ اس وقت یہ دجالی تحریک کا ضمیمہ ہوں گے .... (معنا) (۲) چنانچہ آخری دم تک ان باطل تحاریک کی مذمت و مخالفت میں جمالی و جلالی تصانیف کی کثیر پیمانہ پر اشاعت کی اشد ضرورت ہے.......... ان بہت سی اہم تصانیف اکابرین اہل سنت میں ترجمانِ سنیت، قاطع بدمذہبیت علامہ محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتب "قہر خداوندی" "تکفیری افسانے" "برہانِ صداقت" "آئینہ صداقت اہل سنت" "تحقیقی تعاقب" "انوارِ حق" "محاسبۂ دیو بندیت" (جلد اول و دوم) اور کتاب ہذا "برق آسمانی" وغیرہم نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

قارئین کرام! ہر پانچ دس سالہ وقفے کے بعد، عوام و خواص کی ضرورت کے پیش نظر، جمالی ہوں کہ جلالی اسلوب پہ مبنی، علمی، تحقیقی نوعیت کی ہوں کہ عام فہم، عوامی طرز کی تصانیف، الغرض ہر قسم کی مستند، معلومات افزاء کتب و رسائل کی تجدید اشاعت ہوتی رہنی چاہیے، اس سے ان کے محفوظ، حقائق تازہ، ریکارڈ درست، تحقیق میں سہولت اور بزرگوں کی علمی خدمات پیش نظر رہنے کے امکانات روشن رہتے ہیں.......... اس ضمن میں مختلف دینی مذہبی اداروں، تنظیموں، مکتبوں اور مخیر حضرات کو مل جل کر کوئی جامع، منضبط و موثر پروگرام تیار کر کے خوش اسلوبی سے زیر عمل لانا چاہیے،

---

(۱) سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف باب قتل اہل الردۃ

(۲) "عالم اسلام کے اسباب زوال" (مطبوعہ لاہور)

بصورت دیگر وہ یہ حقیقت مدنظر رکھیں کہ

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے ۔ کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف (۱)

یاد رہے کہ رنگ برنگے مفسد مچاتے دیو بندی وہابی کتابچے اور رسائل شور وغل بپا کرتے اگر نمودار ہوں تو پرانی کتب اکابرین اہل سنت موجود ہونے کی صورت میں ان کا فی الفور قلع قمع کرنے اور کماحقہ، ازالہ کرنے میں نہایت آسانی ہو جاتی ہے ...... باذوق سنی قارئین اور نئے محققین، ان پرانی کتب اہل سنت کی مدد سے جلد از جلد جدید رد تیار کر سکتے ہیں ...... اے کاش! اہل بصیرت اس جانب توجہ فرمائیں۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد ۔ نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور صمیم قلب سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک، شاہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کتاب کو چار دانگ عالم میں مقبولیت بخشے اور اس کے فاضل مصنف، علامہ موصوف مدظلہ العالی کی حیات وخدمات وتصنیفات وتالیفات وعلم وعمل میں بے حد حساب برکات وفیوضات شامل فرمائے اور اس کی مثل ہمیں بھی نصیب فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم الی یوم الدین۔

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں ۔ شاہ ﷺ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب ۔ تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/ ۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء

داتا کی نگری، لاہور

گدائے در اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ

محمد رفیق شیخ حنفی قادری رضوی عفی عنہ

ایم اے معاشیات

(۱) "ضرب کلیم" ڈاکٹر محمد اقبال (نظم بعنوان "دین وتعلیم")

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ دُنیائے سُنّیت کو عظیم الشان خوشخبری ☆

پاکستان کی شہرہ آفاق شخصیت، رُوح روانِ سُنّیت و رضویت

صمصام المناظرین، ضیغم اہل سُنّت، قاطع بدمذہبیت،

حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

کی زیرِ سرپرستی و زیرِ اہتمام

سرزمین میلسی (ضلع وہاڑی) میں یادگارِ رضا، سُنّی رضوی جامع مسجد اور جامعہ انوار القادریہ کا قیام .... تبلیغِ قرآن و سُنّت .... اور ترویج و اشاعت مسلکِ امام اہل سنت، اعلیٰحضرت، عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے عظیم الشان پروگرام کے لیے بعونہ تعالیٰ عمل میں لایا گیا ہے..........

وسیع اراضی پر احباب اہل سُنّت و جماعت عظّمہم اللہ تعالیٰ ونصرہم کے تعاون سے بحمدہ تعالیٰ کام جاری ہے۔

اس خالص دینی، مذہبی، مسلکی پروگرام کی تکمیل کے لیے خطیر رقم کی اشد ضرورت ہے۔

احبابِ اہل سُنّت، جانثارانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے **تعاونوا علی البر والتقویٰ** کے قرآنی ارشاد کے تحت، تعاون کی پُر زور اپیل کی جاتی ہے کہ نقدی یا تعمیراتی سامان مثلاً سیمنٹ، سریا، اینٹ روڑی، بجری اور ماربل وغیرہ فراہم کرکے اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

پتہ ترسیلِ زر

المعلن: ناظم اعلیٰ و اراکین ☆ سُنّی رضوی جامع مسجد ☆ جامعہ انوار القادریہ

علامہ اقبال روڈ ○ میلسی ○ پوسٹ کوڈ نمبر ۶۱۲۰۰ ○ ملتان ڈویژن